سورۃ ملک

ربط سورۃ الحدید سے التحریم تک مسئلہ توحید کی خاطر انفاق اور جہاد کا ذکر کیا گیا۔ اب سورۃ ملک سے لیکر سورۃ جن تک اسی مسئلہ کا ایک دوسرا پہلو بیان ہوگا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں سورہ ملک میں دلائل عقلیہ مذکور ہوں گے اس کے بعد سورۃ القلم" میں ارشاد ہوگا۔ کہ مشرکین نرم ہو رہے ہیں تاکہ آپ بھی مسئلہ کے بیان میں نرمی اختیار کریں لیکن اب مسئلہ کے بیان میں ہرگز نرم نہ ہوں تو مداہنت سے کام نہ لیں ودوا لو تدھن فیدھنون پھر"سورۃ الحاقۃ" میں اس مسئلہ کو نہ ماننے پر تخویف اخروی ہوگی۔"سورۃ المعارج" میں مشرکین پر زجر کا ذکر ہوگا کہ وہ ماننے کے بجائے اس عذاب کے جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد سورہ نوح علیہ السلام سے دلیل نقلی مذکور ہوگی۔ اور پھر سورۃ الجن" میں جنات سے دلیل نقلی ذکر کی جائیگی۔ اس طرح سورۃ ملک سے لیکر سورۃ جن تک گویا ایک ہی سورت ہے جس میں مسئلہ کو گیارہ دلائل نقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے۔

خلاصہ تین دلائل عقلیہ عامہ اور آٹھ دلائل عقلیہ خاصہ۔ تخویف و تبشیر اور بیان طرق تبلیغ۔

تفصیل

تبٰرک الذی بیدہ الملک۔ دعوائے سورت کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور پہلی دلیل عقلی عام یعنی ساری کائنات کی بادشاہی اور سلطنت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وھو علی کل شیٔ قدیر ہ دوسری دلیل عقلی عام وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔ الذی خلق الموت والحیوۃ۔ تیسری دلیل عقلی عام۔ اسی نے موت وحیات کو پیدا کیا ہے اور وہی آزمائش کرتا ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا؟

الذی خلق سبع سمٰوٰت طباقاً ــــ تا ــــ وھو حسیرہ پہلی دلیل عقلی خاص آسمانوں کو تہ بہ تہ پیدا کرنے والا اور ان کو ہر عیب اور شگاف سے محفوظ بنانے والا وہی ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا۔ ولقد زینا السماء الدنیا۔ الآیۃ۔ دوسری دلیل عقلی خاص آسمانوں کو تو میں نے پیدا کیا تو کیا آسمان دنیا کو ستاروں سے زینت کسی اور نے دی ہے؟ نہیں ہم ہی نے ان کو زینت دی ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا وجعلنٰھا رجوما للشیٰطین تیسری دلیل عقلی خاص اچھا مزین تو ہمنے کیا اور شیاطین کے لئے ان کو رجوم کس نے بنایا۔ تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا؟

وللذین کفروا بربھم ــــ تا ــــ فسحقا لاصحٰب السعیر تخویف اخروی۔ کفار و مشرکین کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔ جب ان کو جہنم میں ڈال جائے گا تو وہ غیظ وغضب سے بھر جائے گا۔ اس وقت وہ کف افسوس ملیں گے اور کہیں گے ہائے کاش! اگر ہم دنیا میں ہدایت کی باتیں سنکر یا خود سمجھ کر ان پر عمل کرتے تو آج جہنم میں نہ جاتے

ان الذین یخشون ربھم۔ الآیۃ۔ یہ مومنین کیلئے بشارت اخرویہ ہے۔ واسروا قولکم او اجھروا بہ۔ الآیتین۔ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے چونکہ وہ ہر چیز کا خالق ہے اس لئے ہر چیز کو جاننے والا ہے اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔

ھو الذی جعل لکم الارض۔ الآیۃ۔ چوتھی دلیل عقلی خاص۔ اوپر کا حال تم نے سن لیا، اب نیچے دیکھو زمین کو تو ہم نے پیدا کیا، تو اس کو ذلول کس نے بنایا، تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا۔؟

ءامنتم من فی السماء ــــ تا ــــ فکیف کان نکیرہ یہ تخویف دنیوی ہے۔ کیا تم اللہ سے نڈر ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے یا آسمان سے تم پر پتھروں کی بارش برسا کر تمہیں ہلاک کردے۔ جس طرح اس نے تم سے پہلی قوموں کے مکذبین کو انواع عذاب سے ہلاک کیا۔

اولم یروا الی الطیر۔ الآیۃ۔ یہ پانچویں دلیل عقلی خاص ہے۔ اوپر اور نیچے کا حال تم نے سن لیا اب درمیان کا حال سنو۔ ان پرندوں کو پیدا تو ہم نے کیا۔ لیکن فضا میں ان کو تھامنے والا کوئی اور ہے، ہرگز نہیں۔ خدائے رحمٰن ہی کا کام ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا؟ امن ھٰذا الذی ھو جند لکم ــــ تا ــــ بل لجوا فی عتو ونفور ہ تخویف دنیوی بطور ثمرہ۔ حاصل یہ ہے کہ جن کو تم نے اپنا برکات دہندہ سمجھ رکھا ہے، وہ خدا کے عذاب سے تمہیں نہیں بچا سکتے اور اگر اللہ تعالیٰ تمہاری روزی بند کردے، تو وہ تمہیں روزی نہیں دے سکتے۔

قل ھو الذی انشاکم۔ الآیۃ۔ زمین و آسمان کے بعد اب اپنی طرف دیکھو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا فرمایا لیکن تمہیں سننے، دیکھنے اور سمجھنے کی قوتیں کسی اور نے عطا کیں؟ نہیں یہ سب اللہ ہی کی عطا ہے۔ تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہے؟

قل ھو الذی ذراکم۔ الآیۃ۔ ساتویں عقلی دلیل خاص۔ اسی ہی نے زمین میں تم کو پھیلا دیا ہے اور قیامت کے دن پھر اسی کے پاس اکھٹے کئے جاؤگے۔ و

ويقولون متى هذا الوعد۔ الآیۃ شکویٰ مشرکین کہتے ہیں جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو وہ کب آئے گا؟ قل انما العلم عند الله۔ الآیۃ جواب
شکویٰ۔ فرما دیجئے اس کے معین وقت کا علم تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے، میں تو صرف ڈرانے والا ہوں۔ فلما راوہ زلفة۔ الآیۃ۔ تخویف اخروی۔ جب اللہ
کا عذاب دیکھ لیں گے تو ان کے چہرے بگڑ جائینگے۔ قل ارأيتم ان اهلكنى الله۔ الآیۃ۔ پہلا طریق تبلیغ یہ تو بتاؤ کہ اگر اللہ ہمیں ہلاک کرے یا ہم پر رحم
فرمائے تو کافروں کو اللہ کے عذاب سے کون بچائے گا؟ قل هو الرحمٰن امنا به۔ الآیۃ۔ دوسرا طریق تبلیغ ہمارا معبود خدائے رحمٰن ہے، ہم اس پر ایمان

سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ
سورۃ ملک مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی تیس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
بڑی برکت ہے ف۱ اسکی جس کے ہاتھ میں ہے سب راج اور وہ سب کچھ
قَدِيْرُ ۙ ﴿١﴾ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ
کرسکتا ہے جسنے بنایا ہے مرنا اور جینا تاکہ تم کو جانچے
اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۙ ﴿٢﴾ الَّذِيْ
کون تم میں اچھا کرتا ہے کام اور وہ زبردست ہے بخشنے والا جس نے
خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ
بنائے سات آسمان تہ پر تہ کیا دیکھتا ہے تو رحمٰن کے بنانے میں
مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ﴿٣﴾
کچھ فرق ف۲ پھر دوبارہ نگاہ کر کہیں نظر آتی ہے تجھ کو دراڑ
ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ
پھر لوٹا کر نگاہ کر دو دو بار لوٹ آئیگی تیرے پاس تیری نگاہ
خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ﴿٤﴾ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا
رد ہو کر تھک کر اور ہم نے رونق دی سب سے ورلے آسمان کو
بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا
چراغوں سے اور ان سے کر رکھی ہے ہمنے پھینک مار شیطانوں کے واسطے اور رکھا ہے
لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ﴿٥﴾ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ
ان کے واسطے عذاب دہکتی آگ کا اور جو لوگ کہ منکر ہوئے اپنے رب کے ان کو عذاب ہے

۱ دعوائے سورت ۱۲
۲ پہلی دلیل عقلی عام ۱۲
۳ دوسری دلیل عقلی عام ۱۲
۴ تیسری دلیل عقلی عام ۱۲
۵ پہلی دلیل عقلی خاص ۱۲
۶ دوسری دلیل عقلی خاص ۱۲
۷ تیسری دلیل عقلی خاص ۱۲
۸ تخویف اخروی ۱۲

لائے ہیں اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔ تمہیں بہت
جلد معلوم ہو جائے گا کہ گمراہ کون ہے۔ قل ارأيتم
ان اصبح ماؤكم غورا۔ الآیۃ۔ آٹھویں دلیل
عقلی خاص۔ اگر اللہ تعالیٰ پانی کو زمین کی انتہائی
گہرائی میں لے جائے تو پھر تازہ پانی تمہیں کون مہیا کریگا
۲ تبٰرك الذى۔ یہ سورت کا دعویٰ ہے
کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور ہر نعمت
اسی کی طرف سے ہے۔ تائید وما بكم من نعمة
فمن الله ( ) ۲۔ وان تعدوا
نعمة الله لا تحصوها ( ) شاہ ولی اللہ
دہلوی رح یوں تعبیر فرماتے ہیں۔ برکت از وست
ہر برکت و خیر اسی کی طرف سے ہے۔ هو الذى
جاء بكل بركة وخير
یہی دعویٰ "سورۃ الفرقان" کی ابتداء میں اس عنوان سے
مذکور ہے۔ تبٰرك الذى نزل الفرقان على
عبده۔ الآیۃ۔ "سورۃ الرحمٰن" میں فرمایا تبٰرك اسم
ربك ذى الجلٰل والاكرام ۵ یعنی برکت دینے
والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اسی کے نام میں برکت ہے
۳ بيده الملك۔ یہ سورت کے دعوے پر پہلی
دلیل عقلی عام ہے کہ ساری کائنات کی سلطنت اور
اس میں تصرف و اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ و
هو على كل شئ قدير ۵ دوسری دلیل
عقلی عام اور اسکی قدرت ہر چیز پر حاوی ہے، اسلئے
ہر نعمت و برکت اسی ہی کی طرف سے ہے بيده
الملك اى هو المتصرف فى جميع المخلوقات
بما يشاء لا معقب لحكمه ولا يسئل عما
يفعل لقهره وحكمته وعدله (ابن کثیر ج ۴ ص ۳۹۶)
جب ساری کائنات کا مالک وہی ہے اور ہر چیز
پر قادر بھی وہی ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہو
گا؟ ۴ الذى خلق الموت۔ یہ تیسری دلیل عقلی عام ہے۔ یہ موت و حیات کا سلسلہ اسی نے پیدا فرمایا تاکہ آزمائش کرے کہ کون نیک عمل کرتا ہے اور
کون نہیں اور پھر حساب کتاب بھی وہی لیگا۔ پھر وہ ایسا غالب ہے کہ نہ ماننے والوں کو سزا دے گا اور ایسا مہربان ہے کہ ماننے والوں سے اگر خطائیں ہو جائیں
تو ان سے اپنے انعامات چھین نہیں لیتا بلکہ استغفار پر درگذر فرماتا ہے اور معافی عطا کرتا ہے، تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہو گا؟ ۵ الذى خلق
یہ پہلی دلیل عقلی خاص ہے۔ طباقا۔ تہ بہ تہ، یہ قید مدار کلام ہے جیسا کہ علم معانی میں مذکور ہے کہ مدار کلام قید زائد پر ہوتا ہے۔ تفاوت۔ اختلاف اور عدم

موضح قرآن ف۱ یعنی مرنا نہ ہوتا تو بھلے برے کام کا بدلہ کہاں ملتا ف۲ فرق یعنی جیسے چاہیے ویسا نہ ہو۔

تناسب (روح) فطور شگاف خاسئ ناکام، عاجز۔ حسیر تھکی ہوئی۔ حاصل یہ کہ اوپر آسمانوں کو دیکھو ہم ہی نے ان کو تہ بہ تہ پیدا کیا۔ جو خوبی صنعت میں برابر ہیں، ان کی طرف بار بار غور سے دیکھو کیا کہیں کوئی شگاف نظر آتا ہے؟ جتنی بار پھر دیکھو گے تمہاری نگاہیں تھک ہار کر واپس آجائینگی مگر ہماری صنعت میں نہیں کوئی عیب نظر نہیں آئیگا اس سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے یہ سب کچھ ہمارے لئے پیدا فرمایا ٥٦ ولقد زینا۔ دوسری دلیل عقلی خاص۔ دلیل اوّل سے بطور ترقی فرمایا کہ آسمانوں کو تو میں نے پیدا کر دیا، لیکن کیا پہلے آسمان کو ستاروں سے مزین کسی اور نے کیا ہے؟ نہیں نہیں یہ بھی ہم ہی نے

جَهَنَّمَ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ⑥ اِذَاۤ اُلْقُوْا فِیْهَا سَمِعُوْا
عذاب دوزخ کا اور بُری جگہ جا پہنچے جب اس میں ڈالے جائینگے سنیں گے
لَهَا شَهِیْقًا وَّ هِیَ تَفُوْرُ ⑦ تَكَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ ؕ
اس کا دھاڑنا اور وہ اچھل رہی ہوگی ایسا لگتا ہے کہ پھٹ پڑیگی جوش سے
كُلَّمَاۤ اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ یَاْتِكُمْ
جس وقت پڑے اس میں ایک گروہ پوچھیں ان سے دوزخ کے داروغہ کیا نہ پہنچا تھا تمہارے پاس
نَذِیْرٌ ⑧ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ ۙ۬ فَكَذَّبْنَا وَ
کوئی ڈرسنانیوالا وہ بولیں کیوں نہیں ہمارے پاس پہنچا تھا ڈرسنانیوالا پھر ہمنے جھٹلایا اور
قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ ۚۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ
کہا نہیں اتاری اللہ نے کوئی چیز تم تو پڑے ہوئے ہو
ضَلٰلٍ كَبِیْرٍ ⑨ وَ قَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا
بڑے بہکاوے میں اور کہینگے اگر ہم شہ ہوتے سنتے یا سمجھتے تو نہ
كُنَّا فِیْۤ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ⑩ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا
ہوتے دوزخ والوں میں سو قائل ہوگئے اپنے گناہ کے اب دفع ہو
لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ⑪ اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ
جائیں دوزخ والے جو لوگ ڈرتے وہ ہیں اپنے رب سے
بِالْغَیْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِیْرٌ ⑫ وَ اَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ
بن دیکھے ان کے لئے معافی ہے اور ثواب بڑا اور تم چھپا کر کہو اپنی بات
اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑬ اَلَا
یا کھول کر وہ خوب جانتا ہے جیوں کے بھید بھلا
یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَ هُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ⑭ هُوَ الَّذِیْ
وہ نہ جانے جس نے بنایا اور وہی ہے بھید جاننے والا خبردار وہی ہے

ع ١ ١

بشارت اخرویہ ١٢

٢ ثمرہ دلائل سابقہ ١٢

٣ چوتھی دلیل عقلی خاص ١٢

کیا ہے۔ اسی طرح وجعلنٰها رجوما للشیٰطین تیسری دلیل عقلی خاص۔ ستاروں کو شیاطین کیلئے رجوم اور ان کی تیز آگ کو ان کے لئے عذاب ہم ہی نے بنایا کیا یہ کام کسی دوسرے کا ہے، ہرگز نہیں، اسی طرح برکات دہندہ بھی کوئی اور نہیں عذاب سعیر سے عذاب جہنم نہیں بلکہ شہاب ثاقب کا عذاب مراد ہے یہ تینوں دلائل آسمانی حالات سے متعلق ہیں ٥٧ وللذین کفروا۔ تخویف اخروی۔ جو لوگ اپنے رب سے کفر کرتے ہیں یعنی اللہ کے سوا اپنے خود ساختہ معبودوں کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے جو نہایت ہی بُرا انجام ہے۔ جب ان کفار و مشرکین کو جہنم میں ڈالا جائیگا تو وہ سخت جوش میں آجائیگی اور اس کی ہیبتناک غراہٹ ہوگی۔ وہ دشمنان خدا پر اس قدر غضبناک ہوگی کہ قریب ہوگا کہ غیظ و غضب سے پھٹ جائے کلما القی فیها فوج جب بھی مشرکین کی کوئی جماعت جہنم میں ڈالی جائیگی تو خازنان جہنم ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس ڈرانیوالے نہیں آئے تھے؟ جنہوں نے تمہیں آج کے عذاب سے خبردار کیا ہو۔ قالوا بلیٰ۔ جواب دیں گے کیوں نہیں؟ ہمارے پاس ڈرانیوالے آئے مگر ہم نے ان کو جھٹلایا اور صاف صاف کہہ دیا کہ اللہ نے تمہیں کوئی حکم دے کر نہیں بھیجا اور تمہارا دعوائے نبوت صحیح نہیں ٥٨ وقالوا لو کنا نسمع۔ اب مشرکین حسرت و ندامت کا اظہار کرتے ہوئے کہیں گے کاش! اگر ہم اللہ کی آیتیں سنکر بلا تفکر و تأمل مان لیتے یا سمجھ سوچ کر ان کو قبول کر لیتے تو آج دوزخیوں کے ساتھ نہ ہوتے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ اگر داعیٔ حق کی بات محض سنکر بحث و تمحیص کے بغیر ہی اسکی دیانت و امانت پر اعتماد کر کے اس کی دعوت کو قبول کیا جائے تو یہ بھی ذریعۂ نجات ہے۔

ای لوکنا نسمع کلام النذیر فنقبله جملة من غیر بحث وتفتیش اعتمادا علی ما لاح من صدقه بالمعجزات (روح ج ٢٩ ص ١٢) فاعترفوا بذنبهم۔ اس طرح مشرکین و کفار اپنے جرم کا اقبال کر لیںگے اور ان جہنمیوں کے لئے خدا کی رحمت سے دوری اور محرومی ہوگی۔ ٥٩ ان الذین یخشون۔ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ جو لوگ اللہ کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں حالانکہ عذاب آنکھوں سے دیکھا بھی نہیں، ان کے لئے گناہوں کی معافی کے علاوہ بہت بڑا اجر و ثواب تیار ہے۔ واسروا قولکم۔ یہ دلائل سابقہ کا ثمرہ ہے انه علیم بذات الصدور جملہ تعلیلیہ ہے، یہ ماقبل کی علت ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو آہستہ پکارو یا اونچی آواز سے پکارو وہ سنتا ہے، کیونکہ وہ تو دل کی باتیں بھی جانتا ہے قاله الشیخ۔ یا یہ خطاب مشرکین سے مخصوص ہے جو کفر و عداوت کی باتیں کرتے اور آپس میں کہتے آہستہ باتیں کرو کہیں محمد کا رب سن کر اس کو اطلاع نہ دیدے

تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ قال ابن عباس و سببہ ان بعض المشرکین قال لبعض اسروا قولکم لا یسمعکم الٰہ محمد
بحر ج ۸ ص ۳۰۰) الا یعلم من خلق۔ بھلا جس نے پیدا کیا ہے وہ جانتا نہیں اور ساتھ ہی وہ ظاہر و باطن اور نہاں و عیاں کو جاننے والا بھی ہے؟
استفہام انکاری ہے یعنی وہ سب کچھ جانتا ہے اور اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں **ن۱۰** ھو الذی جعل۔ یہ چوتھی دلیل عقلی خاص ہے۔ اوپر کا
حال تو دیکھ لیا اچھا اب نیچے کی طرف دیکھو۔ یہاں ذلولا مدار کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی نے اس زمین کو تمہارے لئے عاجز بنا دیا ہے کہ اسکی راہوں میں چلتے ہو

جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَ
کیا تمہارے آگے زمین کو پست اب چلو پھرو اس کے کندھوں پر اور
كُلُوا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ ﴿۱۵﴾ ءَأَمِنْتُمْ مَّنْ
کھاؤ کچھ اسکی دی ہوئی روزی اور اسی کی طرف جی اٹھنا ہے کیا تم نڈر ہو گئے ۱ اس
فِي السَّمَاءِ أَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ
سے جو آسمان میں ہے اس سے کہ دھنسا دے تم کو زمین میں پھر تبھی وہ
تَمُوْرُ ﴿۱۶﴾ أَمْ أَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُّرْسِلَ
لرزنے لگے یا نڈر ہو گئے ہو اس سے جو آسمان میں ہے اس بات سے کہ برسا دے
عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيرِ ﴿۱۷﴾ وَلَقَدْ
تم پر مینہ پتھروں کا سو جان لوگے کیسا ہے میرا ڈرانا اور
كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿۱۸﴾
جھٹلا چکے ہیں جو ان سے پہلے تھے پھر کیسا ہوا میرا انکار
أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ؕ
اور کیا نہیں دیکھتے ہو ۲ اڑتے جانوروں کو اپنے اوپر پر کھولے ہوئے اور پر جھپکتے ہوئے
مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ إِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۭ بَصِيْرٌ ﴿۱۹﴾
ان کو کوئی نہیں تھام رہا رحمٰن کے سوائے اس کی نگاہ میں ہے ہر چیز
أَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ
بھلا وہ کون ہے ۳ جو فوج ہے تمہاری مدد کرے تمہاری رحمٰن کے
الرَّحْمٰنِ ؕ إِنِ الْكٰفِرُوْنَ إِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ﴿۲۰﴾ أَمَّنْ
سوائے منکر پڑے ہیں بڑے بہکاوے میں بھلا وہ
هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ
کون ہے جو روزی دے تم کو اگر وہ رکھ چھوڑے اپنی روزی کوئی نہیں

۱ تخویف دنیوی ۱۲۔

۲ پانچویں دلیل عقلی خاص ۱۲۔

۳ تخویف دنیوی ۱۲۔

اور اس میں پیدا ہونے والا رزق کھاتے ہو اور پھر آخر اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے جس نے زمین کو ذلول بنایا وہی برکات دہندہ ہے اور کوئی نہیں۔ ذلول یعنی نہ ایسی سخت اور درشت کہ پاؤں کو چھیل ڈالے اور نہ ایسی نرم کہ پاؤں اس میں دھنس جائیں والیہ النشور۔ یہ تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے **۱۱** ءامنتم من فی السماء ۔۔۔ تا ۔۔۔ فکیف کان نکیر ○ تخویف دنیوی من فی السماء سے اللہ تعالیٰ مراد ہے اور اللہ تعالیٰ کے آسمانوں میں ہونے سے اللہ تعالیٰ کی جو مراد ہے وہ حق ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور کیفیت سے بحث کرنا جائز نہیں۔ الآیۃ من المتشابہات لکونہ تعالیٰ منزھا عن التمکین فی السماء فمذھب السلف السکوت (مظہری ج ۱۰ ص ۲۵) والائمۃ السلف لم یذھبوا الی غیرہ تعالیٰ والآیۃ عندھم من المتشابہ وقد قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آمنوا بمتشابہہ ولم یقل اولوہ فھم مؤمنون بانہ عزوجل فی السماء علی المعنی الذی ارادہ سبحانہ مع کمال التنزیہ (روح ج ۲۹ ص ۱۵) فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ سے نڈر ہو گئے ہو اور اس پر مطمئن ہو چکے ہو کہ وہ تمہیں زمین میں نہیں دھنسا دے گا یا آسمان سے پتھر برسا کر تمہیں ہلاک نہیں کریگا۔ جب اس کا عذاب کسی شکل میں آ گیا تو تمہیں میرے ڈرانے کا حال معلوم ہو جائیگا اور تم جان لوگے کہ میں کس طرح عذاب لاتا ہوں نذیر مصدر ہے بمعنی انذار (روح) ان سے پہلے بھی گذشتہ قوموں کے کافروں نے تکذیب کی تو ان پر میرا انکار کیسا رہا۔ نکیر بمعنی انکار ہے اور یائے متکلم محذوف ہے جس پر کسرۂ راء دال ہے

مقصد عذاب کی شدت و فظاعت کا اظہار ہے **۱۲** اولم یروا۔ پانچویں دلیل عقلی خاص۔ مدار کلام صٰفّٰت و یقبضن کیا وہ دیکھتے نہیں کہ فضاء میں پرندے صف در صف پرواز کر رہے ہیں، کبھی پروں کو پھیلا لیتے ہیں اور کبھی سمیٹ لیتے ہیں، فضا میں ان کو تھامنا بھی اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کا کرشمہ ہے اور پھر کوئی چیز اسکی نگاہوں سے اوجھل نہیں۔ جب یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے تو برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں **۱۳** امن ھذا۔ یہ تخویف دنیوی ہے اور یہ دونوں آیتیں ما قبل کا ثمرہ ہے۔ یہ بتاؤ کہ تمہارے یہ خود ساختہ معبود جن کو تم برکات دہندہ سمجھتے ہو کیا یہ خدائے رحمٰن کے سوا تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا اس کے عذاب سے تم کو پناہ دے سکتے ہیں؟ استفہام انکاری ہے یعنی وہ مدد نہیں کر سکتے۔ یہ مشرکین جو ان عاجزوں کو مددگار اور برکات دہندہ سمجھتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ وہ ان معبودوں کے حفظ و امان میں ہیں، وہ بہت بڑے دھوکہ میں ہیں۔ وھو استفہام انکاری لاجند لکم

یدل نعم عنکم عذاب اللہ (قرطبی ج ۸ ا ص ۲۱۸) ای ما ھم فی زعمھم انھم محفوظون فی النوائب بحفظ الھتھم لا بحفظہ تعالیٰ
فقط و ان الھتھم تحفظھم من باس اللہ تعالی الا فی غرور عظیم و ضلال فاحش الخ (روح ج ۲۹ ص ۱۸) ف۱۴ أمن ھذا الذی
یرزقکم۔ یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ جو تمہیں روزی دیتا ہے اگر وہ روزی بند کر دے تو پھر تمہیں کون روزی دے گا؟ یعنی اس کے سوا کوئی روزی رساں نہیں اس
لئے اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ بل لجو فی عتو۔ یہ مقدر سے متعلق ہے ای لم یتأثروا بذلک ولم یذعنوا للحق (روح) اس بیان سے

لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰى
پر اڑ رہے ہیں شرارت اور بدکنے پر بھلا ایک جو چلے ف۱۵ اوندھا اپنے
وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤى اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰى صِرَاطٍ
منہ کے بل وہ سیدھی راہ پائے یا وہ شخص جو چلے سیدھا ایک سیدھی
مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۲﴾ قُلْ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ وَ جَعَلَ لَكُمُ
راہ پر ف۱۶ تو کہہ وہی ہے جس نے تم کو بنا کھڑا کیا اور بنا دیئے تمہارے واسطے
السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾
کان اور آنکھیں اور دل تم بہت تھوڑا حق مانتے ہو
قُلْ هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾
تو کہہ وہی ہے جس نے پھیلا دیا تم کو زمین میں اور اسی کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے
وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۵﴾
اور کہتے ہیں ف۱۷ کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو
قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۶﴾
تو کہہ خبر تو ہے اللہ ہی کے پاس اور میرا کام تو یہی ڈر سنا دینا ہے کھول کر
فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ
پھر جب دیکھیں گے ف۱۸ کہ وہ پاس آ لگا تو ف۲ بگڑ جائیں گے منہ منکروں کے اور
قِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ
کہے گا یہی ہے جس کو تم مانگتے تھے تو کہہ بھلا دیکھو تو
اِنْ اَهْلَكَنِیَ اللّٰهُ وَ مَنْ مَّعِیَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ یُّجِیْرُ
اگر ہلاک کر دے مجھ کو اللہ اور میرے ساتھ والوں کو یا ہم پر رحم کرے پھر وہ کون ہے جو بچا
الْكٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ
منکروں کو عذاب دردناک سے تو کہہ وہی ف۱۹ رحمٰن ہے

وہ نہ متاثر ہوئے اور نہ حق کو قبول کیا، بلکہ سرکشی اور نفرت میں پوری قوت سے اور آگے بڑھ گئے ہیں ف۱۵ افمن یمشی مکبا۔ یہ پہلی دو آیتوں پر متفرع ہے اور اس میں مشرک اور موحّد کی مثال بیان کی گئی ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ عذاب سے پناہ دینے والا اور رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں، تو جو شخص اس کے باوجود پھر اللہ تعالیٰ کے احکام سے سرتابی کرے اور شرک کا راستہ اختیار کرے اس کی مثال اس شخص کی مانند ہے جو سر جھکا کر ادھر ادھر دیکھے بغیر جدھر اس کا منہ آجائے اُدھر ہی چلا جائے اور اس طرح سیدھی راہ سے ہٹ کر بھٹکتا ہے یہ مشرک کی مثال ہے جو سوچ بچار کے بغیر ہی مشرک باپ دادا کی راہ چلتا ہے اس کے مقابلے میں وہ شخص ہے جو سوچ سمجھ کر قدم رکھتا ہے اور سیدھا صراطِ مستقیم پر چل رہا ہے۔ یہ مومن کی مثال ہے۔ بعض مفسرین نے اس آیت کو احوال قیامت سے متعلق قرار دیا ہے بے شک یہ قیامت کے احوال میں سے ایک حال ضرور ہے کہ مشرکین سروں کے بل چلیں گے لیکن یہ اس آیت سے متعلق نہیں، دونوں تمثیلوں میں تقابل ہے یمشی مکبا۔ یعنی باپ دادا کے باطل دین پر آنکھیں بند کر کے چلتا ہے اس کے مقابلے میں ہے سویا یعنی توحید کی راہ پر چلتا ہے علی وجھہ بلا تامل و فکر جس طرف اس کا منہ آ جائے ادھر ہی چل پڑتا ہے۔ علی صراط مستقیم یعنی سوچ سمجھ کر سیدھی راہ پر چلتا ہے ف۱۶ قل ھو الذی انشاکم۔ چھٹی دلیل عقلی خاص۔ زمین و آسمان کے احوال کے بعد اب اپنی طرف دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا فرمایا اور تمہیں سننے، دیکھنے اور سمجھنے کی قوتیں عطا کیں، مگر تم اس کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے ہو۔ جعل لکم السمع الخ مدار کلام ہے۔ جب یہ قوتیں عطا کرنے والا کوئی اور نہیں، تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا؟ قل ھو الذی ذرأکم۔ ساتویں دلیل عقلی خاص۔ تمہیں پیدا بھی میں نے کیا اور پھر زمین میں تم کو پھیلایا اور آباد کیا اور پھر آخر سب اسی کے پاس اکٹھے کئے جاؤ گے کیا یہ سب کچھ کسی دوسرے نے کیا ہے؟ نہیں، نہیں! میں ہی نے کیا ہے تو برکات دہندہ کوئی اور رہ گا؟ ف۱۷ ویقولون۔ یہ شکوی ہے

۱۔ چھٹی دلیل عقلی خاص ۲/۱۲
۲۔ شکوی ۲/۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید این مثل است کافر و مؤمن را واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی سیاہ کردہ شود ۱۲۔

مشرکین از راہ تعنت وعناد سوال کرتے ہیں کہ وہ (قیامت کا یا عذاب کا) وعدہ کب پورا ہوگا؟ اگر تم سچے ہو تو اس کی متعین تاریخ بتاؤ۔ قل انما العلم عند اللہ جواب شکوی ہے۔ آپ جواب میں فرمادیں اس کے معیّن وقت کا علم تو صرف اللہ ہی کو ہے۔ میں تو اس کی خبر دینے والا ہوں۔ میں نے جو خبر دی ہے۔ اور اس کے مطابق اللہ کا عذاب ضرور آئیگا **١٨ٖ** فلما رأوہ۔ تخویف اخروی۔ جب مشرکین اللہ کے عذاب کو اپنے قریب دیکھ لیں گے تو خوف وہراس سے ان کے چہرے بگڑ جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا یہ وہی عذاب ہے جس کا تم مطالبہ کرتے تھے۔ قل ارأیتم۔ تخویف دنیوی وطریق تبلیغ اوّل۔ شرط کی جزا محذوف ہے

ای لیس لنا غیرہ من عذابہ۔ حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا عذاب دینے والا اور رحم کرنے والا کوئی نہیں۔ اے مشرکین یہ بتاؤ کہ اگر مجھے اور میرے ساتھیوں کو اللہ ہلاک کر ڈالے جس طرح تمہاری تمنّا ہے یا وہ ہم پر مہربانی اور ہمیں عذاب سے محفوظ رکھے تو بتاؤ تمہیں اس کے دردناک عذاب سے کون پناہ دے گا؟ کیونکہ تمہارے معبود تو عاجز اور بے بس ہیں۔ اس لئے تمہارا فائدہ اسی میں ہے کہ تم پیغمبر علیہ السلام کی پیروی کرو جنکا اتباع تمہیں اللہ کے عذاب سے بچاسکتا ہے۔ والحاصل انہ لا فائدۃ لکم فی ھلاکنا حتی تطلبونہ انما یفید کم ان تتبعوا من یجیرکم من عذاب اللہ الخ (مظہری ج ١٠ ص ٢٨) **١٩ٖ** قل ھو الرحمٰن طریق تبلیغ دوم۔ فرما دیجئے عذاب سے پناہ دینے والا رحمٰن ہی ہے، اس لئے ہم اسکی توحید پر ایمان لائے ہیں اور مصائب ومشکلات میں اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔ اے مشرکین تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ ہدایت پر کون ہے کیونکہ جب اللہ کا عذاب تم پر نازل ہوگا تو تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی **٢٠ٖ** قل ارأیتم۔ آٹھویں دلیل عقلی خاص۔ معین بروزن فعیل معن سے مأخوذ ہے یعنی جاری اور بہتا ہوا۔ یا یہ عین سے اسم مفعول ہے یعنی جو آنکھوں سے نظر آئے۔ عن ابن عباس (بماء معین) ای ظاھر تراہ العیون فھو مفعول وقیل ھو من معن الماء ای کثر، فھو علی ھذا فعیل (قرطبی ج ١٨ ص ٢٢٢) یہ بتاؤ! اگر یہ پانی زمین کی گہرائی میں چلا جائے، تو تازہ اور جاری پانی تمہیں کون لاکر دے گا؟ وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تمہیں تازہ اور میٹھا پانی عطا فرماتا ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا؟ یہ سب اللہ کی مہربانی ہے، تمہارے خودساختہ معبود یہ کام نہیں کرسکتے۔ **موضح قرآن** ف یعنی تو ان کے بتوں کو بھلا کہہ تو تیری باتوں کو پسند کریں

اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ

ہم نے اسکو مانا اور اسی پر بھروسہ کیا سو اب تم جان لوگے کون پڑا ہے

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ

صریح بہکاتے میں تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر ہو جائے صبح کو پانی تمہارا

غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿٣٠﴾ ع

خشک پھر کون ہے جو لائے تمہارے پاس پانی نتھرا

سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ قلم مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی باون آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ﴿١﴾ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ

قسم ہے قلم کی اور جو کچھ لکھتے ہیں تو نہیں اپنے رب کے فضل سے

بِمَجْنُوْنٍ ﴿٢﴾ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ﴿٣﴾ وَاِنَّكَ

دیوانہ اور تیرے واسطے بدلہ ہے بے انتہا اور تو

لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿٤﴾ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ﴿٥﴾ بِاَيِّكُمُ

پیدا ہوا ہے بڑے خلق پر سو اب تو بھی دیکھ لیگا اور وہ بھی دیکھ لینگے کہ کون ہے تم

الْمَفْتُوْنُ ﴿٦﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ

جو بچل رہا ہے بیشک تیرا رب وہی خوب جانے اسکو جو بہکا اس

سَبِيْلِهٖ ۖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿٧﴾ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٨﴾

کی راہ سے اور وہی خوب جانتا ہے راہ پانیوالوں کو سو تو کہنا مت مان جھٹلانیوالوں

وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ﴿٩﴾ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ

کا وہ چاہتے ہیں کسی طرح تو ڈھیلا ہو تو وہ بھی ڈھیلے ہوں ف اور تو کہا مت مان کسی قسمیں کھانیوالے

سورۂ ملک میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

تبٰرک الذی بیدہ الملک۔ چھ عقلی دلیلوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔

سورۃ قلم

ربط | سورۂ تبارک الذی میں ثابت کیا گیا تھا کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس صفت میں اس کا کوئی شریک نہیں اب سورۂ قلم میں خبردار کیا گیا کہ مشرکین کوشش کریں گے کہ آپ اس مسئلہ میں نرم ہو جائیں، تاکہ وہ بھی آپ کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں یا یہ کہ وہ نرم ہو رہے ہیں تاکہ آپ بھی نرم ہو جائیں ان کا مقصد یہ ہے کہ آپ بے شک اللہ تعالیٰ کو برکات دہندہ مانیں، مگر ان کے معبودوں کا ذکر نہ کریں۔ مگر آپ اس میں ہرگز نرم نہ ہوں اور مداہنت نہ کریں ودوا لوتدھن فیدھنون ٥

خلاصہ | زجر، تسلیہ، دعوائے سورت، تخویف دنیوی، بشارت، تخویف اخروی۔ تعلق انتہاء با ابتداء۔

تفصیل

نٓ والقلم وما یسطرون ـــــ تا ـــــ فلا تطع المکذبین ٥ زجر برائے مشرکین اور تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اہل علم اس پر شاہد ہیں کہ آپ مجنون نہیں ہیں، کیونکہ ایسے علوم و معارف کسی مجنون کی زبان سے نہیں نکل سکتے۔ ان مشرکین کو بہت جلد معلوم ہو جائیگا کہ دیوانہ کون ہے۔ ودوا لوتدھن فیدھنون ٥ یہ سورت کا دعویٰ ہے۔ مشرکین کی خواہش ہے کہ آپ نرمی اختیار کریں تو وہ بھی نرم ہو جائیں یا یہ کہ وہ نرمی اختیار کر رہے ہیں تاکہ آپ بھی نرم ہو جائیں ولا تطع کل حلاف مھین ـــــ تا ـــــ سنسمه علی الخرطوم ٥ لیکن آپ ان کی کوئی بات نہ مانیں اور مسئلہ کی تبلیغ کرتے رہیں اور صاف صاف ان کے معبودوں کے برکات دہندہ ہونے کی نفی کرتے رہیں

انا بلونٰھم کما بلونا اصحٰب الجنة ـــــ تا ـــــ انا الی ربنا راغبون ٥ تخویف دنیوی کا ایک نمونہ۔ جس طرح ان باغ والوں کے خود ساختہ برکات دہندگان انکے باغ کو تباہی سے نہ بچا سکے اسی طرح اہل مکہ اپنے خود ساختہ برکات دہندہ معبودوں کو پکاریں کہ وہ ان سے قحط کو رفع کریں جو ہم نے ان پر مسلط کیا ہے۔ کذلک العذاب۔ الآیۃ۔ یہ اہل مکہ کو تنبیہ ہے کہ یہ عذاب تو دنیا میں ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بڑا ہے۔

ان للمتقین الآیۃ۔ بشارت اخرویہ برائے مؤمنین۔ افنجعل المسلمین کالمجرمین ٥ ـــــ تا ـــــ فلیاتوا بشرکائھم ان کانوا صٰدقین ٥ زجر برائے مشرکین۔ کیا ہم مسلمانوں کو ان مجرموں کے برابر کر دینگے؟ ہرگز نہیں۔ کیا ان کے پاس کوئی کتاب ہے جس میں ان کی مرضی کی باتیں تحریر ہیں یا ہم نے ان سے کوئی وعدے کر رکھے ہیں۔ یا ان کے شرکاء ہیں تو وہ انہی کا کوئی کمال دکھائیں؟ کچھ نہیں، ان میں سے کوئی بات بھی نہیں یوم یکشف عن ساق ـــــ تا ـــــ وھم سالمون ٥ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن مشرکین کو سجدہ کرنے کو کہا جائے گا تو وہ سجدہ کرنے کی کوشش کریں گے، مگر سجدہ نہیں کر سکیں گے، دنیا میں جب انکو سجدہ کرنے کا حکم دیا جاتا تھا تو وہ سجدہ نہیں کرتے تھے۔

فذرنی ومن یکذب ـــــ تا ـــــ ان کیدی متین ٥ مجھے چھوڑو! میں ان جھٹلانیوالوں کو مزید مہلت دوں گا اور پھر ان کو اچانک پکڑ لونگا۔ ام تسئلھم اجرا۔ الآیتین۔ زجر۔ کیا آپ ان سے اُجرت مانگتے ہیں جسے وہ بوجھ سمجھتے ہیں اس لئے نہیں مانتے یا ان کے پاس غیبی علوم ہیں جن سے ان کے معبودوں کا برکات دہندہ ہونا ثابت ہوتا ہے اس لئے وہ قرآن کو نہیں مانتے اور اس سے بے نیاز ہیں؟ فاصبر لحکم ربك ـــــ تا ـــــ فجعله من الصٰلحین ٥ آخر میں تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح ابتداء میں تھا۔ فرمایا آپ مشرکین کی تکلیفوں سے تنگ آکر عجلت نہ کریں اور ابھی صبر و تحمل سے کام لیں اور ہمارے احکام کا انتظار کریں۔ مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) کی طرح جلدی نہ کریں۔ و ان یکاد الذین کفروا۔ الی آخرہ۔ یہ سورت کی ابتداء سے متعلق ہے۔ جب آپ قرآن کی تلاوت کرتے اور اسکی تبلیغ فرماتے ہیں تو مشرکین غضب آلود نگاہوں سے گھور کر آپ کو دیکھتے تاکہ آپ ڈر کر تبلیغ چھوڑ دیں اور پھر یہ پروپیگنڈا بھی کرتے ہیں کہ (عیاذاً باللہ) آپ مجنون ہیں، حالانکہ یہ قرآن ساری دنیا کے لئے پند و نصیحت ہے ایسی کتاب کسی دیوانے سے صادر نہیں ہو سکتی جو علم و حکمت اور عبرت و موعظت سے لبریز ہو۔

لہ نٓ والقلم ـــــ تا ـــــ لعلیٰ خلق عظیم ٥ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ والقلم مع معطوف قسم ہے اور ما انت بنعمة ربك بمجنون جواب قسم ہے اور اس کے بعد کا مضمون متأنف ہے ما یسطرون سے مراد کراماً کاتبین ہیں یا اہل علم مراد ہیں جو علوم دین کو قید تحریر میں لاتے ہیں۔ ای الحفظة الذین یکتبون اعمال بنی آدم او العلماء الذین یکتبون علوم الدین (مظہری ج ۱۰ ص ۳۰) قلم جس سے علوم دین

جاتے ہیں نیز علماء دین اس پر گواہ ہیں کہ آپ بحمد اللہ تعالیٰ مجنون نہیں ہیں، کیونکہ آپ کی باتیں علم و حکمت سے لبریز ہوتی ہیں اور دیوانوں سے ایسی باتوں کا صدور نہیں ہوسکتا۔ نیز آپ نے جو قرآن پیش کیا ہے وہ علوم و معارف کا خزینہ اور اپنی لفظی اور معنوی خوبیوں کے اعتبار سے معجز اور بے مثل ہے۔ کیا کوئی دیوانہ بھی ایسی کتاب لا سکتا ہے ؟

۳ع و ان لك۔ آپ اپنے کام میں ثابت قدم رہیں، راہ حق اور تبلیغ توحید میں آپ نے جو شدائد برداشت کئے ہیں ان کا آپ کو ایسا اجر و ثواب ملے گا جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔ ای ثوابا علی ما تحملت من اثقال النبوۃ (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۲۶) و انك لعلیٰ خلق عظیم ہ خلق سے اخلاق و عادات مراد ہیں آپ کے خلق کو "عظیم" فرمایا، کیونکہ آپ کی ذات گرامی میں تمام مکارم اخلاق علی الوجہ الاتم موجود تھے اور آپ قرآنی اخلاق و آداب کا مجسّم نمونہ تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب آپ کے خلق کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کان خلقه القرآن کہ آپ کا خلق قرآن ہے یعنی آپ کے تمام اعمال و افعال اور اخلاق و عادات قرآنی تعلیم کے عین مطابق تھے۔ یا خلق سے دین اسلام مراد ہے جو تمام دینوں سے افضل اور خدا کے یہاں سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ یہ حضرت ابن عباس رضؓ اور مجاہدؒ سے منقول ہے۔ قال ابن عباس و مجاهد: علی خلق علی دین عظیم من الادیان لیس دین احب الی اللہ تعالیٰ و لا ارضی عندہ منه (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۲۷) و هو دین الاسلام (مظہری ج ۱۰ ص ۲۱)

۴ع فستبصرون و یبصرون۔ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ المفتون مصدر ہے۔ یعنی الفتنة بمعنی الجنون (روح) بہت جلد دنیا ہی میں جب اسلام کو غلبہ حاصل ہو جائے گا اور یہ صنادید کفر اور اراکین شرک مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب و مقہور ہوں گے تو ان کا سارا غرور خاک میں مل جائے گا اس وقت آپ بھی مشاہدہ کرلیں گے اور وہ خود بھی دیکھ لیں گے کہ حقیقت میں دیوانہ اور مجنون کون ہے ؟

حاصل یہ ہے کہ اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ حقیقت میں دیوانے تو وہ خود ہیں۔ جنہوں نے دین حق سے اعراض کر کے دنیا اور آخرت میں ذلت و رسوائی مول لی اور اللہ کے سچے پیغمبر علیہ السلام کو جھوٹے طعنوں کا نشانہ بناتے رہے۔

۵ع ان ربك۔ اللہ تعالیٰ دونوں جماعتوں کو خوب جانتا ہے جو سیدھی راہ سے گمراہ ہیں ان کو بھی جانتا ہے اور جو لوگ سیدھی راہ پر گامزن ہیں ان کو بھی، وہ دنیا و آخرت میں ہر ایک کے ساتھ اس کے حال کے موافق معاملہ فرمائے گا۔ جو لوگ حق سے منحرف ہیں حقیقت میں وہی مجانین ہیں اور اہل ایمان کمال عقل سے متّصف ہیں کیونکہ انہوں نے سیدھی راہ اختیار کی ہے۔

۶ع فلا تطع المکذبین۔ فا تفریعیّہ ہے۔ جب یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ بحمد اللہ مجنون نہیں ہیں، بلکہ یہ آپ کے مخالفین مجانین ہیں۔ اسلئے آپ ان حق کا انکار کرنے والوں کی اطاعت نہ کریں اور ان کی کوئی بات نہ مانیں۔

ودوا لو تدهن فیدهنون۔ یہ سورت کا دعویٰ ہے۔ فیدهنون تمنی کا جواب نہیں ورنہ فیدهنوا ...... ہوتا۔ اس لئے یہ اصل میں فهم یدهنون ہے۔ مشرکین کی تمنّا اور خواہش ہے کہ آپ توحید کے معاملے میں نرم ہو جائیں یعنی ان کو شرک سے نہ روکیں اور ان کے معبودوں کی عاجزی اور بے بسی کا ذکر نہ کیا کریں، ویسے خود بڑی خوشی سے اپنے معبود کی عبادت کریں اور اس کے صفات و کمالات بیان کیا کریں اور اس کو برکات دہندہ سمجھیں لیکن ان کے معبودوں کو کچھ نہ کہیں اور یہ صراحت نہ کریں کہ وہ برکات دہندہ نہیں ہیں۔ تو اس صورت میں وہ بھی نرم ہو جائیں گے اور آپ پر طعن نہیں کرینگے اور نہ آپ کو تبلیغ اور خدائے واحد کی عبادت سے روکیں گے یا مطلب یہ ہے کہ وہ تو اب نرم ہو رہے ہیں اس خواہش میں کہ شاید آپ بھی نرم ہو جائیں۔ مگر یاد رکھئے مسئلۂ توحید میں ادنیٰ مداہنت کی بھی اجازت نہیں۔ آپ اس میں نرم نہ ہونا اور صاف صاف بیان کرنا کہ تمہارے خود ساختہ معبود عاجز ہیں اور کچھ نہیں کرسکتے۔ ای فهم یدهنون حینئذ او فهم الآن یدهنون طمعا فی ادهانك (روح ج ۲۹ ص ۲۶)

۷ع ولا تطع کل حلاف۔ اعادۂ صیغۂ نہی بُعد عہد کی وجہ سے ہے۔ حلّاف بات بات پر جھوٹی قسمیں کھانے والا دنیوی کاموں میں بھی اور دینی امور میں بھی مثلاً غیر اللہ کو پکارتا ہے اور پھر قسمیں کھاتا ہے کہ میں نے اپنے فلاں معبود کو پکارا تھا اس لئے میرا کام ہوگیا۔ مهین گھٹیا اور پست ذہنیت رکھنے والا۔ همّاز۔ اہل توحید کی عیب چینی کرنے والا۔ مشاء بنمیم۔ اہل توحید کی چغلی کھانے والا۔ مناع للخیر۔ بھلائی سے روکنے والا۔ معتد حد سے گذرنے والا۔ اثیم بہت بڑا مجرم۔ عتل بدزبان، کج خلق بعد ذلك یعنی اس کے علاوہ زنیم شر و فساد میں معروف۔ من الروح والبیضاوی۔

یہ مکذبین کی صفات ہیں جنکی بات ماننے سے آپ کو منع کیا گیا ہے۔ ان کان ذا مال و بنین۔ لامِ تعلیلیہ مقدر ہے۔ ای لان کان اور یہ لا تطع کی علت ہے۔

حاصل یہ ہے کہ ایسی برائیوں کے حامل کی اس لئے بھی اطاعت نہ کر کہ وہ بڑا مال دار اور کثیر آل اولاد والا ہے۔ ان کی باتوں کی پروا مت کر اور اپنا کام "تبلیغ کئے جا۔

۵ٙ اذا تتلی علیہ۔ یہ شکوی ہے، جب ایسے ذمیم اور بہ بدی موصوف کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہہ دیتا ہے کچھ نہیں یہ تو محض گذشتہ لوگوں کے قصے کہانیاں ہی ہیں۔ سنسمہ علی الخرطوم۔ ان بدقماشوں کے لئے وعید ہے دنیوی۔ یہ لوگ پیغمبر علیہ السلام کے اتباع سے ناک بھوں چڑھاتے اور آپ کی پیروی میں شرم و عار محسوس کرتے۔ اس لئے ہم دنیا ہی میں ان کو ذلیل و رسوا کر کے ان کی بڑائی خاک میں ملادیں گے اس طرح یہ تذلیل وتحقیر سے کنایہ ہے۔ وقیل المعنی سنلحق بہ عارا وسبۃ حتی یکون کمن وسم علی الانفہ (قرطبی ج ۱۸ص ۲۳۷) یا یہ وعید اخروی ہے یعنی جس ناک سے وہ پھول پھول کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی سے ناک کٹتی ہے قیامت کے دن ہم اس کی وہی ناک کاٹیں گے اور جہنم کی آگ میں اس کو داغ دینگے۔ وقال بعض ھو فی الاٰخرۃ ومن القائلین بان ھذا وعید بامر یکون فیھا من قال ھو تعذیب بنار علی انفہ فی جھنم (روح ج ۲۹ص ۲۹) تنبیہ۔ یہ آیتیں کسی مخصوص آدمی کے حق میں نہیں ہیں، بلکہ اس سے تمام وہ کفار مراد ہیں جو ان اوصاف سے متصف ہوں۔ شان نزول میں مخصوص شخص کے ذکر کا مطلب یہ ہے کہ وہ مخصوص فرد بھی ان میں شامل ہے، یہ مطلب نہیں کہ یہ آیتیں اس کے ساتھ مخصوص ہیں اور کسی اور کو شامل نہیں ہیں

۹ٙ انا بلونٰھم۔ یہ تخویف دنیوی کا نمونہ ہے ضمیر منصوب اہل مکہ سے کنایہ ہے۔ "اصحاب الجنۃ" سے گذشتہ زمانے کے وہ بھائی مراد ہیں جنہوں نے ایک نہایت عمدہ باغ اپنے باپ سے وراثت میں پایا تھا۔ صنعاء الیمن کے قرب وجوار میں ایک شخص رہتا تھا جس کا ایک بہت اچھا باغ تھا جس میں ہر قسم کے میووں اور پھلوں کے درخت تھے یہ شخص بہت نیک تھا اور صرف خدا ہی کو برکات دہندہ سمجھتا تھا باغ کی پیداوار میں سے دل کھول کر خدا کی راہ میں خرچ کرتا اور مساکین کو کھلاتا تھا۔ مساکین صبح صبح ہی اس کے باغ میں پہنچ جاتے اور پھل توڑ کر ان کو کھلاتا اور ساتھ لے جانے کے لئے بھی دیتا اس کی وفات ہوئی تو اس کے بیٹوں نے سوچا کہ ہمارا باپ کوئی عقلمند نہیں تھا۔ وہ اپنی دولت فضول مسکینوں اور غریبوں میں بانٹ دیتا تھا اب انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ راتوں رات ہی پھل توڑ کر لے آئیں

مُّهِينٍ ﴿۱۰﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ ﴿۱۱﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ

بیقدر کا — طعنے دے — چغلی کھاتا پھرے — بھلے کام سے روکے حد کو بڑھے

أَثِيمٍ ﴿۱۲﴾ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ ﴿۱۳﴾ أَن كَانَ ذَا مَالٍ

بڑا گنہگار — اجڈ — ان سب کے پیچھے بدنام ف۱ — اس واسطے کہ رکھتا ہے مال

وَّبَنِينَ ﴿۱۴﴾ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۵﴾

اور بیٹے — ف۲ جب سنائے شہ اس کو ہماری باتیں کہے یہ نقلیں ہیں پہلوں کی

سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرْطُومِ ﴿۱۶﴾ إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا

اب داغ دینگے ہم اسکو سونڈ پر — ف۳ ہم نے ان کو جانچا ۹ہ ہے جیسا جانچا تھا

أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ﴿۱۷﴾

باغ والوں کو — جب ان سب نے قسم کھائی کہ اسکا میوہ توڑینگے صبح ہوتے

وَلَا يَسْتَثْنُونَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ

اور انشاء اللہ نہ کہا — ف۴ پھر پھیرا کر گیا ۱۱ اس پر کوئی پھیرے والا تیرے رب کی طرف سے

وَهُمْ نَائِمُونَ ﴿۱۹﴾ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ ﴿۲۰﴾ فَتَنَادَوْا

اور وہ سوتے ہی رہے — پھر صبح تک ہو رہا جیسے ٹوٹ چکا ف۵ — پھر آپس میں

مُصْبِحِينَ ﴿۲۱﴾ أَنِ اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ

بولے صبح ہوتے — کہ سویرے چلو اپنے کھیت پر اگر تم

صَارِمِينَ ﴿۲۲﴾ فَانطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ ﴿۲۳﴾ أَن

توڑنا ہے — پھر چلے — اور آپس میں کہتے تھے چپکے چپکے — کہ

لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ ﴿۲۴﴾ وَغَدَوْا

اندر نہ آنے پائے اس میں آج تمہارے پاس کوئی محتاج — اور سویرے چلے

عَلَىٰ حَرْدٍ قَادِرِينَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا

لپکتے ہوئے زور کے ساتھ — پھر جب اسکو ۱۲ دیکھا بولے — ہم

موضح قرآن ف۱ یہ کافر کے وصف ہیں آدمی اپنے اندر دیکھے اور یہ خصلتیں چھوڑے بدنام یعنی بدی کر مشہور ف۲ یعنی دنیا میں طالع مند ہے ف۳ کہتے ہیں یہ ولید بن مغیرہ تھا قریش میں ایک سردار ناک پر داغ شاید دنیا میں پڑا ہو یا آخرت میں پڑے گا جلنے کا ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۴ پانچ بھائی تھے ان کا باپ چھوڑ مرا ایک باغ میوے کا اس کی پیدائش سے سارا گھر آسودہ تھا جس دن میوہ توڑنا ٹھہرتا شہر کے فقیر سب جمع ہو آتے سب کو کچھ کچھ دیتا اسی سے برکت تھی پیچھے بیٹوں نے سمجھا کہ اتنا جو فقیر لے جاویں اپنا ہی کام آوے پھر مشورہ کیا کہ سویرے ہی توڑ کر گھر لے آویں فقیر جاوینگے تو وہاں کچھ بھی نہ پاوینگے اور اسپر الیقین کیا کہ انشاء اللہ بھی نہ کہا ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۵ رات کو آگ لگی یا دہاڑن پڑی سب صاف ہو رہا

معاتح الرحمٰن ف۱ یعنی سنت اللہ آنست کہ مردم بد اصل غالباً متصف بایں صفات رذیلہ باشند ۱۲۔

کہ جب مساکین وہاں پہنچیں تو وہ پھل سمیٹ کر واپس آ چکے ہوں۔ ایک کے سوا یہ تمام بھائی مشرک تھے اور اپنے خود ساختہ معبودوں کو برکات دہندہ سمجھتے تھے چنانچہ انہوں نے قسمیں کھا کر یہ فیصلہ کیا اور جب وہ یہ فیصلہ کر رہے تھے اس وقت وہ استثناء نہیں کر رہے تھے یعنی شرک سے اللہ تعالیٰ کی تقدیس و تنزیہ نہیں کر رہے تھے اور برکات دینے میں اللہ کو وحدہٗ لاشریک نہیں سمجھ رہے تھے اور انہیں یہ خیال نہیں آ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی مشیت کے بغیر وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ قال ابوصالح: کان استثناؤھم قولھم سبحان اللہ ربنا (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۴۱) مگر ان میں سے ایک جو علم و فہم اور عقل و اعتقاد کے اعتبار سے سب پر فائق تھا اس نے ان کو اس حرکت سے منع کیا تھا اور انہیں سمجھایا تھا کہ وہ خدا کی تسبیح و تقدیس کریں اور اللہ کے سوا کسی اور کو برکات دہندہ نہ سمجھیں مگر انہوں نے اس کی ایک نہ سنی۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کے باغ میں پہنچنے سے پہلے ہی اسکو آفت سماویہ سے تباہ و برباد کر دیا۔ فرمایا ہم نے ان باغ والوں کو دنیوی نعمتوں سے مالا مال کر کے آزمایا۔ مگر انہوں نے ناشکری کی اور اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ سمجھنے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو ان نعمتوں سے محروم کر دیا گیا اسی طرح اہل مکہ کو ہم نے تمام دنیوی نعمتیں اور آسائشیں دیں اور سب سے بڑی نعمت ہم نے ان کو یہ عطا کی کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم کو ان میں مبعوث فرمایا مگر انہوں نے ان تمام نعمتوں کی بے قدری اور ناشکری کی اور اپنے معبودان باطلہ کو برکات دہندہ سمجھا تو ہم نے ان پر سخت ترین قحط مسلط کر دیا ہے ف۱۰ اذا قسموا۔ انہوں نے قسمیں کھا کر پختہ فیصلہ کر لیا کہ بالکل علی الصبح باغ میں پہنچ کر پھل توڑ لیں گے۔ مقصد یہ تھا کہ مساکین کے پہنچنے سے پہلے ہی اپنا کام ختم کر کے واپس آ جائیں۔ ولا یستثنون ای ولا یسبحون بقرینۃ لولا تسبحون۔ اور قالوا سبحان ربنا۔ یعنی وہ شرک سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس نہیں کر رہے تھے اور برکات دہندہ ہونے میں اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک نہیں مانتے تھے بلکہ اپنے خود ساختہ معبودوں کو بھی برکات دہندہ سمجھتے تھے ف۱۱ فطاف علیھا۔ طائف سے جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں جو عذاب الٰہی لے کر آئے تھے۔ یہ فیصلہ کر کے وہ سو گئے، رات کو اللہ نے اس پر ایسا عذاب نازل فرمایا کہ سارا باغ تباہ و برباد ہو گیا اور زمین اس طرح صاف ہو گئی جس طرح وہاں سے سب کچھ کاٹ لیا گیا ہو۔ فتنادوا مصبحین۔ صبح ہونے کو ہوئی تو سب نے ایکدوسرے کو آواز دی کہ پھل توڑنا ہے تو جلدی جلدی باغ میں پہنچو۔ چنانچہ سب روانہ ہوئے اور آہستہ آہستہ ایکدوسرے سے کہتے جا رہے تھے کہ آج کوئی مسکین ہمارے قریب نہ آنے پائے وغدوا علی حرد قدرین۔ حرد ای روکنا اور نہ دینا۔ چنانچہ جب وہ وہاں پہنچے تو وہ خوش تھے اور اپنے زعم میں سمجھ رہے تھے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہیں اور آج وہ مسکینوں کو کچھ بھی نہیں دینگے ف۱۲ فلما راوھا۔ جب وہ باغ کی جگہ پہنچے تو اسے اجڑا ہوا دیکھ کر بولے رات کے اندھیرے میں ہم راستہ بھول گئے ہیں اور اپنے باغ کے بجائے

لَضَآلُّوْنَ ﴿٢٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٢٧﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ

تو راہ بھول آئے ف۱ نہیں ہماری تو قسمت پھوٹ گئی بولا بھلا ان کا

اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ

میں نے تم کو نہ کہا تھا کہ کیوں نہیں پاکی بولتے ف۲ اللہ کی بولے ف۳ پاک ذات ہے ہمارے رب کی

اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

ہم ہی تقصیر وار تھے پھر منہ کر کر ایک دوسرے کی طرف لگے

يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿٣٠﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿٣١﴾

الاہنا دینے بولے ہائے خرابی ہماری ہم ہی تھے حد سے بڑھنے والے

عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا

شاید ہمارا رب بدل دے ہم کو اس سے بہتر ہم اپنے رب سے

رٰغِبُوْنَ ﴿٣٢﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ

آرزو رکھتے ہیں یوں آتی ہے ف۴ آفت اور آخرت کی آفت تو

اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٣﴾ ع اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ

سب سے بڑی ہے اگر ان کو سمجھ ہوتی البتہ ف۵ ڈرنے والوں کو

رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٣٤﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ

ان کے رب کے پاس باغ ہیں نعمت کے کیا ہم کر دینگے ف۶ حکم برداروں کو

كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿٣٥﴾ مَا لَكُمْ ۟ وقفہ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿٣٦﴾ اَمْ

برابر گنہگاروں کے کیا ہوگیا تمکو کیسے ٹھہراتے ہو بات کیا

لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿٣٧﴾ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا

تمہارے پاس ف۷ کوئی کتاب ہے جس میں پڑھ لیتے ہو اس میں ملتا ہے تم کو جو تم

تَخَيَّرُوْنَ ﴿٣٨﴾ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى

پسند کر لو کیا تم نے ہم سے قسمیں لے لی ہیں ٹھیک پہنچنے والی

ع ۳ / ۳ وقف لازم

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بوستان دیگر است بوستان ما نیست ۱۲۔ ف۲ یعنی رجوع بخدا کنید ۱۲۔

کسی دوسری جگہ پہنچ گئے بل نحن محرومون لیکن جب انہوں نے آس پاس کے کھیتوں اور زمینوں کا بغور جائزہ لیا تو سمجھ گئے کہ یہ جگہ تو ہمارے ہی
باغ کی ہے اور ہم راستہ نہیں بھولے بلکہ اللہ نے اس کو اجاڑ کر ہمیں اس کے پھل سے محروم کر دیا ہے قال اوسطھم۔ اب ان میں جو سب سے اچھا بھائی
تھا، وہ بولا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم خدا کی تسبیح و تقدیس کیوں نہیں کرتے ہو اور برکات دینے میں اس کو وحدہ لاشریک کیوں نہیں سمجھتے ہو؟
۱۳ قالوا سبحٰن ربنا۔ اب ان کے ہوش ٹھکانے آئے اور فوراً بول اٹھے ہمارا پروردگار شرک سے پاک ہے بے شک ہم غیر اللہ کو برکات دہندہ سمجھ
کر اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔ فاقبل بعضھم
اب وہ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور آخر
انہوں نے اعتراف کر لیا کہ انہوں نے جو کچھ بھی کیا
ہے وہ حدود اللہ سے تجاوز تھا۔ عسٰی ربنا ان
یبدلنا۔ ہم اپنے کئے پر نادم ہیں اور اپنے پروردگار
سے امید رکھتے ہیں کہ اب جبکہ ہم اپنے کئے سے توبہ کر
چکے ہیں، وہ ہمیں اس کے عوض بہتر باغ عطا فرمائیگا
کیونکہ اب ہم توبہ کر کے اللہ کی طرف راغب ہو چکے ہیں
اور اس کی بارگاہ سے عفو و درگذر کی امید رکھتے ہیں
۱۴ کذلك العذاب۔ یہ اہل مکہ کو تنبیہ ہے یعنی
دنیا کا عذاب ایسا ہے جس میں تم کو مبتلا کیا گیا ہے
اور آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ سخت اور ہولناک
ہے۔ اگر وہ اس حقیقت کو جان لیں تو کفر و شرک اور
تکذیب و انکار سے باز آ جائیں ۱۵ ان للمتقین
یہ مومنوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ جو لوگ کفر و شرک
سے بچنے والے ہیں ان کے لئے نعمتوں کے باغ ہیں جہاں
انھیں ہر قسم کی راحت و آسائش اور ہر نعمت میسر ہو گی۔
۱۶ افنجعل المسلمین۔ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ مشرکین
جب آخرت اور جنت و دوزخ کا ذکر سنتے تو کہتے اگر بالفرض
قیامت آ بھی گئی تو ہمارا اور مسلمانوں کا حال بعینہٖ وہی
ہو گا جو آج دنیا میں ہے یعنی ہم ان سے زیادہ دولت و ثروت
کے مالک ہونگے اور انکو ہم پر کوئی فوقیت اور بڑائی حاصل
نہیں ہو گی بلکہ زیادہ سے زیادہ وہ ہمارے برابر ہی ہونگے
اس پر ارشاد فرمایا: کیا ہم مسلمانوں کو ان سرکش اور باغی
و طاغی مجرموں کے برابر کر دیں گے؟ ہرگز نہیں، ایسا
نہیں ہو گا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے تم کیسی بے تکی اور
بے عقلی کی باتیں کرتے ہو۔ استفہام انکاری ہے ۱۷
ام لکم کتٰب۔ خطاب مشرکین سے ہے۔ کیا تمہارے پاس
کوئی آسمانی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو کہ اس میں

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ۳۹ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ
قیامت کے دن تک کہ تمکو ملے گا جو کچھ تم ٹھہراؤ گے پوچھ ان سے ف۱ کونسا ان
بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ۴۰ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۚ فَلْيَاْتُوْا
میں اس کا ذمہ لیتا ہے کیا ان کے واسطے ف۲ کوئی شریک ہیں پھر تو چاہیئے لے آئیں
بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۴۱ يَوْمَ يُكْشَفُ
اپنے اپنے شریکوں کو اگر وہ سچے ہیں جس دن ف۳ کھولی جائے
عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۴۲
پنڈلی اور وہ بلائے جائیں سجدہ کرنے کو پھر نہ کر سکیں
خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ وَقَدْ كَانُوْا
جھکی پڑتی ہونگی ف۱ انکی آنکھیں چڑھی آتی ہوگی ان پر ذلت اور پہلے ان
يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ۴۳ فَذَرْنِيْ
کو بلاتے رہے سجدہ کرنے کو اور وہ تھے اچھے خاصے ف۱ اب چھوڑ دے مجھکو
وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ۭ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ
اور انکو جو کہ جھٹلائیں اس بات کو اب ہم سیڑھی سیڑھی اتاریں گے
مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۴۴ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ
ان کو جہاں سے انکو پتہ بھی نہیں اور انہیں ڈھیل دیئے جاتا ہوں بے شک میرا داؤ
مَتِيْنٌ ۴۵ اَمْ تَسْــَٔـلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ
پکا ہے کیا تو مانگتا ہے ان سے کچھ حق سو ان پر تاوان کا بوجھ
مُّثْقَلُوْنَ ۴۶ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ۴۷
پڑ رہا ہے کیا ان کے پاس خبر ہے غیب کی سو وہ لکھ لاتے ہیں
فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ
اب تو استقلال سے راہ دیکھتا رہ اپنے رب کے حکم کی اور مت ہو جیسا وہ ف۲ مچھلی والا

مع ۱۵ عندنا المتقدمین ۱۲

وقف لازم

تمہاری مرضی کی باتیں موجود ہیں یعنی کیا اس میں لکھا ہے کہ ان کے معبود برکات دہندہ ہیں یا یہ کہ قیامت کے دن مسلمان ان کے برابر ہوں گے؟ ام لکم ایمان

موضح قرآن ف۱ پہلے اپنا مکان پہچانا کہ کہیں اور جا نکلے۔ پیچھے سمجھا کہ ہم بدنصیب ہوئے۔ ف۲ یعنی اللہ کی طرف سے سمجھے یہ نعمت اور فقیر سے دریغ نہ رکھتے۔ ف۳ حشر کے دن ہر امت جس کو پوجتے تھے اس کے ساتھ جاوینگے مسلمان کھڑے رہ جاوینگے پروردگار آویگا۔ جس صورت میں نہ پہچانیں گے فرماوے گا میں تمہارا رب ہوں میرے ساتھ آؤ کہیں گے نعوذ باللہ ہمارا رب آویگا تو ہم پہچان لینگے فرماویگا کچھ اسکا نشان جانتے ہو کہینگے جانتے ہیں پھر ظاہر ہوگا انکی پہچان کے موافق اور پنڈلی کھولیگا تو سجدے میں گر پڑینگے جو سچی نیت سے سجدہ نہ کرتا تھا اسکی پیٹھ نہ مڑے گی الٹا گر پڑیگا۔ یہ انکا اعتقاد توحید آزمانے کو تھا کہ صورت پوجنے کو ایسے بیزار ہیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ ایں کلمہ کنایت است از شدت حال ۱۲ ف۲ یعنی یونس علیہ السلام ۱۲

یا ہم نے تمہارے ساتھ پختہ وعدے کر رکھے ہیں جن کو پورا کرنا قیامت تک ہمارے ذمہ ہے اور جو کچھ تم کہہ رہے ہو، ہم اس کو ضرور پورا کریں گے کہ قیامت کے دن تم مسلمانوں کے برابر ہو گے (بالغۃ) ای ثابتۃ لکم الی یوم القیامۃ لا نخرج عن عہدہا الا یومئذ اذا حکمنا لکم و اعطیناکم ما تحکمون (روح ج ۲۹ ص ۴۳)

۱۸ھ سلهم۔ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، فرمایا آپ ان دعویداروں سے سوال تو کریں کہ ان کے اس دعوے کا ضامن کون ہے کہ قیامت کے دن ان کا انجام بھی ویسا ہی ہو گا جیسا کہ مسلمانوں کا ہو گا۔ ای سل یا محمد ھؤلاء المتقولین علی ایہم کفیل بما تقدم ذکرہ وھو ان لہم من الخیر ما للمسلمین (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۴۷)

۱۹ھ ام لہم شرکاء۔ اچھا اگر مذکورہ بالا باتوں میں سے کوئی بات نہیں تو کیا ان کے شرکاء ہیں جو ان کے اس دعوے کو صحیح کر دکھائیں گے تو وہ اپنے ان شرکاء کو لے آئیں اور ان کا کوئی کمال تو دکھائیں جس سے ثابت ہو کہ وہ واقعی برکات دہندہ ہیں۔

۲۰ھ یوم یکشف۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ الکشف عن ساق، پنڈلی کھولنا شدتِ امر اور صعوبتِ کار سے کنایہ ہے کیونکہ جب انسان کوئی کٹھن کام کرتا ہے تو پنڈلی سے تہبند سمیٹ لیتا ہے۔ قیامت کے دن جب شدتِ ہول اور افراتفری کا دور دورہ ہو گا اس وقت ان مشرکین سے سجدہ کرنے کو کہا جائے گا تو وہ فوراً سجدہ کرنے کے لئے جھکنے کی کوشش کریں گے مگر ان کی پیٹھوں کو تختوں کی مانند سخت کر دیا جائے گا اور وہ سجدہ نہیں کر سکیں گے۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی اور ان کے چہروں پر ذلت و رسوائی کے آثار نمایاں ہوں گے۔ مومنوں کے چہرے روشن اور درخشاں ہوں گے لیکن کفار و مشرکین کے چہرے نہایت سیاہ ہوں گے۔ دنیا میں ان کو خدائے واحد کی بارگاہ میں سجدہ کرنے کی دعوت دی جاتی تھی تو وہ اکڑتے تھے حالانکہ اس وقت وہ صحیح سالم تھے اور سجدہ کر سکتے تھے۔ دنیا میں وہ سجدہ سے استکبار کرتے تھے تو قیامت میں بھی ان کو سجدہ کرنے کی استطاعت سے محروم کر دیا جائے گا۔

۲۱ھ فذرنی۔ یہ سزا دینے پر تمکن و قدرت سے کنایہ ہے۔ مجھے چھوڑو تو سہی میں ان جھٹلانے والوں کے لئے کافی ہوں اور میں ان کو ٹھیک کر لوں گا۔ ہم ان کو مہلت دیں گے اور ان کو نعمتوں سے نوازیں گے اور ان کو معلوم بھی نہ ہو گا کہ یہ ان کے لئے استدراج ہے اور پھر ہم ان کو اچانک پکڑ لیں۔ میری تدبیر ایسی محکم ہے کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی کید سے مراد انتقام ہے بصورتِ انعام و امہال فالکید من اللہ الانتقام بصورۃ الانعام (مظہری ج ۱۰ ص ۴۳)

۲۲ھ ام تسئلہم۔ یہ معاندین کیوں نہیں مانتے، کیا آپ تبلیغ و ارشاد پر ان سے کوئی معاوضہ طلب کرتے اور وہ اس تاوان کو بوجھ سمجھ کر آپ سے اعراض کرتے ہیں؟ استفہام انکاری ہے یعنی ایسا نہیں ہے۔ آپ ان سے کسی معاوضہ یا مالی تعاون کا مطالبہ نہیں کرتے، تو پھر ان کے انکار و جحود کی کیا وجہ ہے؟ ام عندہم الغیب یا ان کے پاس غیب سے علم آتا ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ ان کے معبود برکات دہندہ ہیں جسے وہ لکھ لیتے ہیں اور پھر اس کے مطابق من مانی باتیں کرتے رہتے ہیں اور اس کی وجہ سے آپ کے علم سے بے نیاز ہیں اور اسی لئے آپ کو نہیں مانتے؟ استفہام انکاری ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہے (ام عندہم الغیب فہم یکتبون) ما یحکمون بہ و یستغنون بذلک من علمک (روح ج ۲۹ ص ۳۷)

حاصل یہ ہے کہ آپ ان کو بلا معاوضہ توحید کی دعوت دیتے ہیں اور وہ محض جہالت اور ضد و عناد کی وجہ سے آپ کی تکذیب کر رہے ہیں۔

۲۳ھ فاصبر۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ آپ مشرکین کی تکذیب اور ایذاء سے تنگ آ کر کوئی اقدام نہ کریں بلکہ صبر و تحمل سے سب کچھ برداشت کریں اور اللہ کے حکم کا انتظار کریں اور مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) کی مانند نہ ہوں، ورنہ کسی اور مصیبت میں گرفتار ہو جائیں گے۔ جس طرح یونس علیہ السلام نے عجلت سے کام لیا اور احوال و قرائن سے ہجرت کا جواز سمجھ کر اللہ کے حکم کا انتظار کئے بغیر ہی شہر سے نکل کھڑے ہوئے تو ہم نے بطور تنبیہ ان کو مچھلی کے پیٹ میں قید کر دیا، جہاں انہوں نے کرب و الم کی حالت میں ہم سے فریاد کی اور اپنی لغزش کا اعتراف کیا تو ہم نے محض اپنی رحمت سے ان کو رنج و الم سے نجات دی مکظوم۔ مغموم و مکروب۔

۲۴ھ لولا ان تدارکہ۔ اگر اللہ کی نعمت و رحمت اس کی دستگیری نہ کرتی تو اسے کرامت و حرمت سے محروم کر کے چٹیل میدان میں پھینک دیا جاتا، لیکن اللہ کی رحمت نے اس کی دستگیری کی، تو اللہ نے ان کے اعتراف اور تسبیح کی بدولت ان کے درجات میں مزید ترقی عطا فرمائی اور ان کو کاملین میں داخل فرمایا۔ یہاں تک کہ اس کے بعد کوئی ان سے خلافِ اولیٰ کام سرزد نہ ہوا (من الصٰلحین) من الکاملین فی الصلاح

بان عصمه من ان یفعل ما ترکه اولی (بیضاوی ج ۲ ص ۳۹۳) **ف۲۵** وان یکادوا۔ یہ سورت کی ابتداء سے متعلق ہے۔ جب آپ قرآن
کی تلاوت فرماتے اور توحید کی تبلیغ اور صرف اللہ کے برکات دہندہ ہونے کا اعلان کرتے ہیں، تو مشرکین قہر آلود نگاہوں سے آپ کو گھورتے ہیں تاکہ
آپ مرعوب ہو کر تبلیغ کا کام چھوڑ دیں اور آپ کو مجنون بھی کہتے ہیں، مگر آپ ثابت قدم رہیں اور تبلیغ کا کام کئے جائیں۔ اللہ آپ کا حافظ و
ناصر ہے السدی وسعید بن جبیر: یصرفونك عما انت علیہ من تبلیغ الرسالۃ (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۵۶) یصرفونك عما
انت علیہ من تبلیغ الرسالۃ وانما اراد
انھم ینظرون الیك اذا قرأت القرآن
نظرا شدیدا بالعداوۃ والبغضاء
یکاد یسقطك (خازن ج ۷ ص ۱۴۱) **ف۲۶** وما
ھو۔ حالانکہ یہ قرآن تمام دنیا جہان والوں کے لئے
نصیحت ہے اور اس میں ان کے تمام ضروری امور
کا بیان ہے اور اس کی تعلیمات ان کے لئے فلاح
دارین کی ضامن ہیں، تو کیا ایسی عظیم الشان کتاب
کے حامل کو اس کی تبلیغ سے روکنا اور اسے دیوانگی
کا طعن دینا کہاں کی عقلمندی ہے؟

اِذْ نَادٰی وَهُوَ مَكْظُوْمٌ (٤٨) لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ
جب پکارا اس نے اور وہ غصہ میں بھرا تھا ف۱ اگر نہ سنبھالتا ف۲۴ اسکو احسان تیرے
مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ (٤٩) فَاجْتَبٰهُ
رب کا تو پھینکا گیا ہی تھا چٹیل میدان میں الزام کھا کر ف۱ پھر نوازا اسکو
رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ (٥٠) وَاِنْ یَّكَادُ الَّذِیْنَ
اس کے رب نے پھر کر دیا اس کو نیکوں میں ف۲ اور ف۲۵ منکر تو
كَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ
لگ ہی رہے ہیں کہ پھسلا دیں تجھکو اپنی نگاہوں سے جب سنتے ہیں قرآن
وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ (٥١) وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ (٥٢) ع
اور کہتے ہیں ف۲ وہ تو باؤلا ہے ف۳ اور یہ ف۲۶ قرآن تو یہی نصیحت ہے سارے جہان والوں کو

۲ ع ۱۹ / ۴

سُوْرَةُ الْحَآقَّةِ مَكِّیَّةٌ وَّهِیَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰیَةً وَّفِیْهَا رُكُوْعَانِ
ف۱ سورہ حاقہ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی باون آیتیں ہیں اور اسمیں دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَآقَّةُ (١) مَا الْحَآقَّةُ (٢) وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ (٣)
وہ ثابت ہو چکنے والی ف۲ کیا ہے وہ ثابت ہو چکنے والی ف۳ اور تو نے کیا سوچا ہے وہ ثابت ہو چکنے والی
كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ (٤) فَاَمَّا ثَمُوْدُ
جھٹلایا ف۳ ثمود اور ف۴ عاد نے اس کوٹ ڈالنے والی کو سو وہ جو ف۴ ثمود تھے
فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِیَةِ (٥) وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِیْحٍ
غارت کر دیئے گئے ف۵ اچھال کر اور وہ جو عاد تھے سو برباد ہوئے ٹھنڈی
صَرْصَرٍ عَاتِیَةٍ (٦) سَخَّرَهَا عَلَیْهِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّثَمٰنِیَةَ
سناٹے کی ہوا سے نکلی جائے ہاتھوں ف۶ مقرر کر دیا اسکو ان پر سات رات ف۶ اور آٹھ ف

موضح قرآن

ف۱ یعنی اللہ کا حکم دیکھے تو بد دعا کر اور دیری کے سبب
جھنجھلا کر نہ کر حضرت یونس کی طرح ۱۲ منہ ف۲ حضرت
نے فرمایا جو کوئی کہے میں بہتر ہوں یونس سے وہ
جھوٹا ہے ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی گھور گھور کر دیکھتے ہیں
کہ ڈر کر چھوڑ دے ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی قیامت ۱۲ منہ رح
ف۵ یعنی بھونچال سے ۱۲ منہ رح ف۶ یعنی فرشتوں کے
۱۲ منہ رح ف کٹتے یعنے رات دن لگتے تار۔

فتح الرحمٰن

ف۱ یعنی لیکن رحمت در رسید و بد حال نشد ۱۲۔
ف۲ و ایں کنایت است از شدت عداوت ایشان ۱۲
ف۳ مترجم گوید ظاہر نزدیک بندہ آنست کہ معنی
آیت این است عقوبت ثابت چیست آن عقوبت
ثابت و چہ چیز مطلع ساخت ترا کہ چیست آن
عقوبت ثابت بعد ازان چند عقوبت گذشتہ را بیان
فرمود۔ واللہ اعلم ۱۲۔

سورۃ القلم کی خصوصیت

مسئلہ توحید کے بیان میں نرمی اور مداہنت سے ممانعت اور توحید کی خاطر تکلیفیں برداشت کرنے اور صبر و تحمل اختیار کرنے کی تلقین۔

سُورۃ الحاقّۃ

ربط سورۃ القلم میں فرمایا تھا کہ تبارك کے دعوٰی میں آپ کو نرم کرنے کے لئے مشرکین نرمی کریں گے مگر آپ اس میں نرم نہ ہوں۔ اب سُورت میں اس دعوے کو نہ ماننے والوں کے لئے تخویفات ہیں دنیویہ بھی اور اخرویہ بھی۔

خلاصہ تخویف دنیوی کے پانچ نمونے، تخویف اخروی، بشارت اخرویہ، تخویف اخروی، حقانیت وحی پر استدلال۔ دعوائے سُورت۔

تفصیل

الحآقۃ ٥ ما الحآقۃ ٥ دعوی تبارک کو نہ ماننے والوں کے لئے تخویف، کذبت ثمود و عاد ــــ تا ــــ فھل ترٰی لھم من باقیۃ تخویف دنیوی کا پہلا اور دوسرا نمونہ۔ قوم ثمود اور قوم عاد نے جب اس دعوے کو نہ مانا اور اپنے خود ساختہ معبودوں کو برکات دہندہ سمجھنے پر اڑے رہے تو ان کو سخت ترین عذابوں سے دنیا میں تباہ و برباد کر دیا گیا وجاء فرعون ومن قبلہ والمؤتفکٰت بالخاطئۃ۔ تخویف دنیوی کا تیسرا اور چوتھا نمونہ۔ قوم فرعون اور قوم لوط علیہ السلام نے اپنے اپنے زمانے کے پیغمبروں کی نافرمانی کی تو اللہ نے انہیں سخت عذاب میں پکڑ لیا۔ انا لما طغا الماء حملنٰکم فی الجاریۃ۔ تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ۔ قوم نوح علیہ السلام کے سرکشوں اور منکروں کو طوفان میں غرق کر دیا اور مومنین کو کشتی میں سوار کرکے طوفان سے بچا لیا۔

فاذا نفخ فی الصور نفخۃ واحدۃ ــــ تا ــــ لا تخفٰی منکم خافیۃ۔ تخویف اخروی ہے فاما من اوتی کتٰبہ بیمینہ ــــ تا ــــ فی الایام الخالیۃ۔ بشارت اخرویہ۔ اہل جنت کو اعمالنامے داہنے ہاتھوں میں دیئے جائیں گے اور وہ خوشی سے پھولے نہ سمائیں گے اور فرطِ مسرّت سے ہر ایک کو اپنا اپنا اعمالنامہ دکھائیں گے۔ ان کو جنت میں ہر قسم کی راحت و آسائش میسّر ہو گی۔ واما من اوتی کتٰبہ بشمالہ ــــ تا ــــ لا یأکلہ الا الخاطئون۔ تخویف اخروی۔ مشرکین کو بائیں ہاتھوں میں اعمالنامے دیئے جائیں گے، وہ اپنے اعمالنامے دیکھ کر حسرت وتأسف سے کہیں گے ہائے کاش! انہیں اعمالنامے نہ دیئے جاتے اور اپنا حساب نہ جانتے ان کو جہنم کے اندر زنجیروں میں جکڑ کر ڈال دیا جائے گا۔

فلا اقسم بما تبصرون۔ قیامت کی دلیل یہ ہے کہ دنیا میں بہت سی چیزیں نظر نہیں آتیں مگر پھر بھی تم ان کے وجود پر یقین رکھتے ہو۔ اسی طرح اگر تم قیامت کا مشاہدہ نہیں کر سکتے، تو اس کا بھی انکار نہ کرو بے شک یہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو رب العٰلمین نے اپنے سچے رسول پر نازل فرمایا ہے۔ اگر یہ رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم پر افتراء کرے تو ہم اس کو پکڑ لیں اور اسکی رگِ حیات کاٹ ڈالیں اور کوئی ہمکو اس کام سے روک نہ سکے یہ قرآن ڈرنے والوں کے لئے نصیحت ہے اور جھٹلانے والوں کے لئے باعثِ حسرت ہے فسبح باسم ربك العظیم ٥ آخر میں ذکر دعوے ہے۔ صرف اللہ تعالٰی ہی کو برکات دہندہ سمجھو، صرف اسی کے نام میں برکت ہے اس لئے حاجات ومصائب میں صرف اسی کے نام کا وظیفہ پڑھو۔

۱-۲ الحآقۃ۔ وہ آفت جو یقیناً آنے والی ہے اور اس پر آنے والی ہے جو اسکا مستحق ہے اور جس کے آنے میں کوئی شک نہیں، وہ کیا ہے؟ اور تجھے کون بتائے وہ کس قدر ہولناک ہے؟ اس کے بعد تخویف دنیوی کے نمونے ذکر کئے گئے ہیں۔

۳ کذبت ثمود۔ یہ تخویف دنیوی کا پہلا اور دوسرا نمونہ ہے۔ قوم ثمود اور قوم عاد نے دیگر ضروریاتِ ایمان اور توحید و رسالت وغیرہ کے علاوہ قیامت کا بھی انکار کیا۔ القارعۃ، قیامت، کیونکہ وہ اپنے اہوال و شدائد کی وجہ سے لوگوں کو ہلا دے گی۔ والقارعۃ القیامۃ لانھا تقرع الناس باھوالھا (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۵۷) اس کے بعد دونوں قوموں کی ہلاکت کی تفصیل بیان فرمائی۔

۴ فاما ثمود۔ الطاغیۃ موصوف مقدر کی صفت ہے ای بالصیحۃ الطاغیۃ یعنی ایسی سخت چنگھاڑ جو شدّت وفظاعت میں حد سے گذر چکی ہو۔ ای بالصیحۃ المجاوزۃ للحد فی الشدۃ (جلالین) واما عاد فاھلکوا۔ یہ قوم عاد کی ہلاکت کی تفصیل ہے۔ صَرصَرٌ۔ سخت ٹھنڈی۔ شدّت برودت سے جلانیوالی عاتیۃ۔ سخت تند و تیز اور قابو سے باہر۔ حُسومٌ۔ متواتر یا جڑوں سے اکھاڑنے والی یا اس کے معنی ہیں۔ مشئوم یعنی نحس بدلیل فی ایام نحسات (حٰمٓ السجدہ ع ۲) مطلب یہ ہوگا کہ یہ ایام اس قوم کے حق میں نحس تھے، کیونکہ تمام دن برابر ہیں ان میں سعد

نحس کی کوئی تفریق نہیں۔ خاویۃ بوسیدہ، کھوکھلی، اندر سے خالی۔ جیساکہ دوسری جگہ فرمایا کانھم اعجاز نخل منقعر (القمر ع ۱) قوم عاد کو ایسی
تند و تیز ہوا سے ہلاک کیا گیا جو سخت ٹھنڈی اور بے قابو تھی اور سات راتیں اور آٹھ دن ان پر مسلّط رہی۔ وہ لوگ مردہ ہو کر زمین پر اس
طرح گر پڑے جس طرح کھجوروں کے بوسیدہ اور کھوکھلے تنے زمین پر گرے پڑے ہوں ان میں سے کوئی زندہ نہ بچ سکا۔ باقیۃ ای نفس باقیۃ
یا بمعنی مصدر ہے۔ ای بقاء ٥ وجآء فرعون ومن قبلہ۔ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ۔ والمؤتفکٰت۔ تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ۔ وہ

اَيَّامٍ حُسُوْمًا ۙ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ
دن تک لگاتار پھر تو دیکھے کہ وہ لوگ اس میں پچھڑ گئے گویا وہ
اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۚ ٧ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ٨
ڈھنڈ ہیں کھجور کے کھوکھلے پھر تو دیکھتا ہے کوئی ان میں کا بچا ٩
وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ
اور آیا فرعون اور جو اس سے پہلے تھے اور الٹ جانیوالی بستیاں خطائیں کرتے ہوئے
فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ١٠
پھر حکم نہ مانا اپنے رب کے رسول کا پھر پکڑا ان کو پکڑنا سخت
اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِى الْجَارِيَةِ ١١ ۙ لِنَجْعَلَهَا
ہم نے جسوقت پانی اُبلا لاد لیا تم کو کشتی چلتی میں تاکر رکھیں اس
لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ١٢ فَاِذَا نُفِخَ
کو تمہاری یادگاری کیواسطے اور سنیت کر رکھے اس کو کان سنیت کر رکھنے والا پھر جب کے پھونکا
فِى الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ١٣ ۙ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ
جائے صور میں ایک بار پھونکنا اور اٹھائی جاوے زمین اور
الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ١٤ ۙ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ
پہاڑ پھر کوٹ دیئے جائیں ایک بار پھر اس دن ہو پڑے
الْوَاقِعَةُ ١٥ ۙ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِىَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ١٦
ہو پڑنے والی اور پھٹ جائے گا آسمان پھر وہ اس دن بکھر رہا ہے
وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ؕ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ
اور فرشتے ہونگے اس کے کناروں پر اور اٹھائیں گے تخت تیرے رب کا اپنے اوپر
يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ١٧ ؕ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ
اس دن آٹھ شخص ف۱ اس دن سامنے کئے جاؤ گے چھپی نہ رہے گی تمہاری

بستیاں جو الٹ دی گئیں مراد اہل المؤتفکٰت
ہیں یعنی ان بستیوں کے باشندے، مراد قوم لوط ع
ہے کیونکہ ان کی بستیوں کو تہ و بالا کر دیا گیا تھا (قرطبی
بیضاوی، روح) الخاطئۃ مصدر ہے بمعنی الخطا
اور اس سے تکذیب رسل مراد ہے جیساکہ فعصوا
رسول ربھم سے اس کی تفصیل کی گئی ہے
رابیۃ فائق اور بڑھ کر یعنی قوم فرعون اور اس
سے پہلے مکذبین اور قوم لوط علیہ السلام نے اپنے
اپنے وقت کے پیغمبروں کو جھٹلایا تو اللہ تعالےٰ نے
ان پر ایسی سخت گرفت کی جو بہت سی سرکش قوموں
کی گرفت سے زیادہ شدید اور ہولناک تھی ٦
انا لما طغا المآء۔ یہ تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ
ہے۔ طغا المآء۔ یعنی اپنی حد معتاد سے تجاوز
کر گیا یہانتک کہ اونچے اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں سے
بھی کئی گز اوپر چڑھ گیا۔ جاوز حدّ المعتاد حتی
انہ علا علی اعلی جبل خمس عشرۃ ذراعا
(روح ج ۹ ص ۴۲) مراد طوفان نوح علیہ السلام
ہے۔ حملنٰکم میں تجوز ہے یعنی تمہارے آبا و اجداد
کو کشتی میں اٹھایا اور تم ان کی صلبوں میں تھے حملنٰکم
ای فی اصلاب اٰباءکم فی الجاریۃ (بحر ج ۸ ص
۳۲۲) واللفظ لہ بیضاوی ج ۲ ص ۳۹۴) ہم نے
طوفان نوح میں تمام مشرکین کو غرق کر دیا اور تمہارے
باپ دادوں کو کشتیٔ نوح ع میں سوار کر کے طوفان
سے بچا لیا تاکہ ہم اس واقعہ کو تمہارے لئے عبرت
و نصیحت بنا دیں اور کام کی باتیں یاد رکھنے والے
کان اس کو سن کر یاد رکھیں اور اس سے فائدہ
اٹھائیں۔ اے اہل مکہ تمہیں چاہئے تھا کہ اس
مشہور و معروف واقعہ سے عبرت حاصل کرتے اور
سبق سیکھتے کہ کہیں اس تمرد و سرکشی اور کفر و شرک
میں انہماک پر کسی اسی ہی قسم کے ہولناک عذاب سے دوچار نہ ہونا پڑے ٧ فاذا نفخ۔ یہ تخویف اخروی ہے نفخۃ سے نفخۂ اولیٰ مراد ہے جس
سے سارا نظام کائنات درہم برہم ہو جائیگا یہی وہ وقت ہے جب قیامت قائم ہوگی، زلزلۂ قیامت اس قدر شدید ہوگا کہ زمین اور پہاڑ اپنی اپنی
جگہوں سے ہٹ جائینگے اور قدرتِ الٰہیہ سے دونوں کو یکبارگی ایک زبردست جھٹکے سے ایکدوسرے پر اس شدت سے مار دیا جائیگا کہ زمین کے تمام

موضح قرآن ف۱ اب چار کے کندھے پر ہے۔ اس دن چار اور لگیں گے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ

نشیب و فراز کوہ و دریا اور بحر و بر بالکل ہموار اور برابر ہو جائیں گے اور کہیں بلندی و پستی نظر نہیں آئے گی۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا
فیذرھا قاعا صفصفا ہ لا تری فیہا عوجا ولا امتا (ظ ع ۶) **۵۸** وانشقت السماء۔ اس دن شدتِ زلزلہ کی وجہ سے آسمان
نہایت کمزور ہوں گے اور ان میں شگاف پڑ جائیں گے اور جو فرشتے آسمانوں میں رہتے ہیں وہ آسمانوں کے ان اطراف و جوانب میں ہوں گے جہاں شگاف
نہیں ہوں گے۔ ای جوانب السماء و اطرافہا التی بقیت بعد الانشقاق (مظہری ج ۱۰ ص ۵۲) ویحمل عرش ربک اس دن اللہ تعالیٰ
کے عرش کو فرشتوں کی آٹھ صفیں اٹھائے ہوں گی
جن کی مجموعی تعداد کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں یہ
حضرت ابن عباس رض سے منقول ہے بعض نے کہا
مراد آٹھ فرشتے ہیں۔ قال ابن عباس ثمانیۃ صفوف
من الملائکۃ لا یعلم عددھم الا اللہ۔ و
قال ابن زید ھم ثمانیۃ املاک (قرطبی ج ۱۸
ص ۲۶۶) قیامت کے دن کسی شخص کی کوئی بات
اور کسی کا کوئی عمل چھپا نہ رہے گی، بلکہ سب کچھ سامنے
آجائیگا۔ کسی کی حق تلفی نہ ہو گی، نہ کسی پر زیادتی
ہو گی اور ہر ایک کو اس کے عملوں کی پوری پوری
جزاء و سزا ملے گی **۵۹** فاما من اوتی کتٰبہ
بیمینہ۔ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے
ھاؤم اقرءوا کتابیہ سے تنازع فعلین میں
بصریوں کے مذہب کی تائید ہوتی ہے۔ بصریوں کے
نزدیک عمل دوسرے فعل کو دیا جاتا ہے اور پہلے
فعل کا معمول مقدر ہوتا ہے اور کوفیوں کے نزدیک
اس کے برعکس۔ یہاں بصریوں کے مذہب کے مطابق
کتابیہ، اقرءوا کا مفعول ہے اگر وہ ھاؤم
کا مفعول ہوتا تو اقرءوا کا مفعول ضمیر ہوتا اور اصل
عبارت اقرءوہ ہوتی، کیونکہ جہاں مفعول کا اضمار
ممکن ہو وہاں ترکِ اضمار اولیٰ اور مختار کے خلاف ہے
اس طرح کوفیوں کا مذہب اختیار کرنے میں خلافِ
مختار کا ارتکاب لازم آتا ہے (مظہری۔ روح۔
بیضاوی) کتابیہ، حسابیہ، مالیہ اور سلطانیہ
میں یاء متکلم کی ہے اور ہاء وقف کی ہے۔ مومن کو
جب اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائیگا تو وہ مسرت
و شادمانی سے ہر ایک کو اپنا اعمالنامہ دکھا کر کہے
گا یہ لیجئے میرا اعمالنامہ ملاحظہ فرمائیے۔ وہ کہے گا:
میرا تو خیال تھا کہ مجھے کسی سخت حساب کتاب کا سامنا
کرنا پڑے گا، مگر اللہ کی مہربانی سے کام آسان ہو گیا ہے۔ تو وہ عالیشان باغ میں خوش و خرم زندگی بسر کرے گا۔ جنت کے درختوں کے میوے اگرچہ
نہایت قریب ہوں گے لیکن جب اہل جنت ان کو توڑنا چاہیں گے تو درختوں کی ٹہنیاں جھک جائیں گی اور وہ بیٹھ کر بلکہ لیٹ کر بھی ہاتھ پھیلا کر میوے
توڑ لیں گے کلوا واشربوا۔ اس سے پہلے یقال لھم مقدر ہے۔ اہل جنت سے کہا جائے گا جنت کے خوشگوار ماکولات و مشروبات کا لطف اٹھاؤ

خَافِيَةٌ ⑱ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ
چھپی بات سو جس کو ملا ۵۹ اسکا لکھا داہنے ہاتھ میں وہ کہتا ہے
هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ ⑲ إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلَاقٍ
لیجیو پڑھیو میرا لکھا ف میں نے خیال رکھا اس بات کا کہ مجھ کو ملیگا
حِسَابِيَهْ ⑳ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ㉑ فِي جَنَّةٍ
میرا حساب سو وہ ہیں من مانتے گزران میں اونچے باغ
عَالِيَةٍ ㉒ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ㉓ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا
میں جس کے میوے جھکے پڑتے ہیں کھاؤ اور پیو رچ کر
بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ㉔ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ
بدلا اسکا جو آگے بھیج چکے ہو تم پہلے دنوں میں اور جس کو ملا
كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ ㉕
اسکا لکھا بائیں ہاتھ میں وہ کہتا ہے کیا اچھا ہوتا جو مجھ کو نہ ملتا میرا لکھا
وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ㉖ يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ㉗
اور مجھ کو خبر نہ ہوتی کہ کیا ہے حساب میرا کسی طرح وہی موت ختم کر جاتی
مَا أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيَهْ ㉘ هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهْ ㉙
کچھ کام نہ آیا مجھ کو میرا مال برباد ہوئی مجھ سے حکومت میری ف۲
خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ㉚ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ㉛ ثُمَّ فِي
اس کو پکڑو پھر طوق ڈالو پھر آگ کے ڈھیر میں اس کو ڈالو پھر ایک
سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ㉜ إِنَّهُ
زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے اس کو جکڑ دو وہ تھا
كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ㉝ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ
کہ یقین نہ لاتا تھا اللہ پر جو سب سے بڑا اور تاکید نہ کرتا تھا

موضح قرآن ف یعنی خوشی سے ہر کسی کو دکھاتا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ ہر ایک کے اعمال کے کاغذ اڑا دینگے جس کے داہنے ہاتھ میں آیا نشان ہوا
بھلائی کا اور جو بائیں ہاتھ میں آیا پیٹھ کی طرف سے تو نشان ہوا برائی کا۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اور یہ تمہارے ان نیک کاموں کا انعام ہے جو تم نے دنیا کی زندگی میں کئے **ف۱۰** و اما من اوتی کتبہ بشمالہ۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ کافر اور مشرک کو جب اعمالنامہ بائیں میں دیا جائے گا تو وہ حسرت و یاس سے کہیگا کاش! مجھے اعمالنامہ دیا ہی نہ جاتا اور نہ میں اپنا حساب کتاب ہی جانتا! اے کاش! موت ہی فیصلہ کن ہوتی اور اس کے بعد مجھے دوبارہ نہ اٹھایا جاتا اور میں اپنے اعمالنامے کو نہ دیکھتا۔ آج نہ مال میرے کسی کام آیا اور نہ سلطنت ہی باقی رہی۔ الغرض اس پر مکمل مایوسی اور نا امیدی چھائی ہوگی۔ یہ معاملہ جزاء و سزا کے فیصلہ سے پہلے کا ہے **ف۱۱** خذوہ۔ جزاء و سزا کا فیصلہ ہو جانے کے بعد فرشتوں

طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿٣٤﴾ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿٣٥﴾
فقیر کے کھانے پر سو کوئی نہیں آج اسکا یہاں دوستدار
وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿٣٦﴾ لَّا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا
اور کچھ نہ ملے کھانا مگر زخموں کا دھوون کوئی نہ کھائے اس کو مگر
الْخَاطِئُوْنَ ﴿٣٧﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَمَا لَا
وہی گنہگار سو قسم کھاتا ہوں ف۱۲ ان چیزوں کی جو دیکھتے ہو اور جو چیزیں کہ
تُبْصِرُوْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿٤٠﴾ وَّمَا هُوَ
تم نہیں دیکھتے یہ کہا ہے ایک پیغام لانے والے سردار کا اور نہیں ہے یہ
بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿٤١﴾ وَلَا بِقَوْلِ
کہا کسی شاعر کا تم تھوڑا یقین کرتے ہو اور نہیں ہے کہا
كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٢﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ
پریوں والے کا تم بہت کم دھیان کرتے ہو یہ اتارا ہوا ہے
رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٣﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿٤٤﴾
جہان کے رب کا اور اگر یہ بنا لاتا ف۱۳ ہم پر کوئی بات
لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿٤٥﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿٤٦﴾
تو ہم پکڑ لیتے اس کا داہنا ہاتھ پھر کاٹ ڈالتے اسکی گردن ف۱
فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ
پھر تم میں کوئی ایسا نہیں جو اس سے بچالے ف۱ اور یہ نصیحت ف۱۵ ہے
لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٨﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿٤٩﴾
ڈرنے والوں کو اور ہم کو معلوم ہے کہ تم میں بعضے جھٹلاتے ہیں
وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ
اور وہ جو ہے پچھتاوا ہے منکروں پر اور وہ جو ف۱۶ ہے یقین

ع ٣٧/١ ٥

کو حکم ہوگا کہ اس کی گردن میں طوق ڈالدو اور اسے ستر گز لمبے زنجیر میں باندھ کر اس کو لٹکاؤ اور اسے جہنم میں پھینک دو۔ اس صورت میں ثم تعقیب ذکری کے لئے ہوگا۔ یا مطلب یہ ہے کہ اسے زنجیروں میں جکڑو اور جہنم میں پھینک دو اور پھر ستر گز لمبے زنجیر میں اسے جہنم کے اندر جکڑ دو تاکہ وہ ہل جل نہ سکے **ف۱۲** انہ کان لایؤمن۔ یہ ماقبل کی علت ہے۔ کافر اور مشرک کی یہ سزا اس لئے ہوگی کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے تھے، بلکہ اس کے سوا اپنے خود ساختہ معبودوں کی بھی عبادت کرتے اور ان کو برکات دہندہ سمجھتے تھے نیز وہ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی نہ دوسروں کو ترغیب دیتے تھے نہ اپنے مال سے مسکینوں کو خود کھلاتے اور نہ اپنے خادموں کو اس کا حکم دیتے۔ فلیس لہ الیوم۔ اس لئے آج یہاں ان کا کوئی دوست اور غمخوار نہیں۔ نہ آج ان کے لئے کوئی عمدہ خوراک ہے البتہ پیپ ہے جو جہنمیوں کے زخموں سے بہتی ہوگی۔ یہی ان کی خوراک ہوگی اور ان مجرموں کے سوا کوئی اسے نہیں کھائیگا **ف۱۳** فلا اقسم جواب قسم محذوف ہے۔ لا تبصرون میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جو نظر نہیں آتیں مثلاً جن، اور فرشتے، یہ قیامت کے ثبوت پر استدلال ہے یعنی جس طرح دنیا میں بہت سی چیزیں تمہیں نظر نہیں آتیں مگر اس کے باوجود تم ان کا وجود تسلیم کرتے ہو۔ اس لئے آخرت جو نظر نہیں آتی اس کا بھی انکار نہ کرو بلکہ یہ دیکھو کہ آخرت کی خبر دینے والا کون ہے؟ انہ لقول رسول کریم یہ علیحدہ جملہ ہے۔ یہ ایک مکرم و محترم رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبان سے نکلی ہوئی بات ہے جسے وہ اپنے پروردگار کی طرف سے تم تک پہنچا رہا ہے یہ اس کی اپنی بنائی ہوئی بات نہیں، نہ کسی شاعر کا قول ہے نہ کاہن کا۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں وہ نہ شاعر ہیں، نہ کاہن مگر اس کے باوجود تم بہت کم مانتے اور نصیحت پکڑتے ہو۔ یہ کلام رب العالمین کی طرف سے اترا ہے **ف۱** انہ لقول رسول کریم

موضح قرآن ف یعنی اگر جھوٹ بنا لاتا اللہ پر تو اول اس کا دشمن اللہ ہوتا۔ ہاتھ پکڑتا یہ دستور ہے گردن مارنے کا کہ جلاد اس کا داہنا ہاتھ پکڑ رکھتا ہے اپنے بائیں میں تا ہرک نہ جاوے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید عادت سیاف آنست کہ دست اسیر را بدست چپ خود بگیرد و شمشیر بگردن او حوالہ کند لہذا بایں اسلوب گفتہ شد ۱۲۔

جواب قسم ہے۔ اور یہ قرآن کے کلام اللہ اور وحی الٰہی ہونے پر استدلال ہے۔ تم بہت سی چیزوں کا مشاہدہ کئے بغیر ہی ان کو تسلیم کرتے ہو، تو وحی کا بھی انکار نہ کرو، اگرچہ تم اس کے نزول کو آنکھوں سے نہیں دیکھتے ہو۔

۱۴ ولو تقول۔ یہ صداقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل ہے۔ یمین کے معنی قوت و قدرت کے ہیں۔ اگر بالفرض محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ذمہ کوئی جھوٹی بات لگا دیتے، تو ہم ان کو پوری قوت کے ساتھ مواخذہ کرتے اور ان کی رگ حیات کاٹ دیتے اور پھر تم میں سے کوئی بھی ان کو ہماری گرفت سے نہ بچا سکتا۔ چونکہ اللہ کی طرف سے آپ پر کسی قسم کا عذاب نازل نہیں ہوا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ جو کچھ بھی بیان فرماتے ہیں وہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔

دجالِ قادیان مرزا غلام احمد نے اس آیت سے اپنی صداقت پر استدلال کیا ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہوتا تو اسکی رگ حیات کاٹ دی جاتی۔ مگر ایسا نہیں ہوا، لہٰذا وہ اپنے دعویٰ میں مفتری نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کو اگر قانون کی بنیاد بنایا جائے تو اس سے جو قانون اخذ ہوتا ہے وہ سچے پیغمبروں کے لئے ہے کہ اگر وہ خدا پر افتراء کریں تو ان کی رگِ حیات کاٹ دی جاتی ہے۔ اس آیت کو نبوت کے جھوٹے دعویداروں سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ جھوٹے دعویداروں کو تو بطور استدراج مہلت دی جاتی ہے، تاکہ اپنی روسیاہی اور بدبختی میں مزید اضافہ کرلیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا مرزا غلام احمد قادیانی اور اس قسم کے دوسرے دجالوں اور مفتریوں کو مہلت دینا بطور استدراج ہے اور یہ ان کی سچائی کی دلیل نہیں، بلکہ ان کے کاذب اور مفتری ہونے کی واضح برہان ہے۔

۱۵ وانہ لتذکرۃ۔ یہ قرآن خدا سے ڈرنے والوں کے لئے سراپا عبرت و نصیحت ہے وانا لنعلم۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ تم میں اس قرآن کو جھٹلانے والے بھی ہیں، ہم ان کو اس پر سخت سزا دیں گے اور یہ جھٹلانے والے آخر کفِ افسوس ملیں گے۔ جب وہ مومنوں کا ثواب اور کافروں کا عذاب دیکھیں گے تو انہیں سخت حسرت ہوگی کہ انہوں نے قرآن پر ایمان لاکر اس پر عمل کیوں نہ کیا۔ لحسرۃ یعنی سبب حسرت۔

۱۶ وانہ لحق الیقین۔ یہ قرآن ایسا یقینی ہے کہ اس میں کسی شک وریب کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ اس کے مضامین نہایت محکم اور دلائل نہایت پختہ ہیں۔ فسبح باسم ربک العظیم۔ یہ سورت کا دعویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر عیب سے اور ہر نوع شرک سے تنزیہ و تقدیس کرو اور اس کے سوا کسی کو برکات دہندہ نہ سمجھو۔

سُورۃ الحاقہ کی خصوصیّت

۱۔ دعوائے تبارک کو نہ ماننے والوں کے لئے تخویف اخروی۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر خدا پر افتراء نہیں کرتے۔

سُورۃ المعارج

ربط | سُورۃ الحاقہ میں دعوائے تبارک کو نہ ماننے والوں کے لئے دنیوی اور اخروی تخویف سُنائی گئی اب چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ اس دعوے کے انکار سے باز آجاتے اور توحید ورسالت پر ایمان لے آتے، مگر اس کے بجائے وہ الٹا اللہ تعالیٰ سے عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں۔ سأل سائل بعذاب واقع (المعارج)۔

خلاصہ | زجر، تخویف اخروی، بشارت اخرویہ، زجر برائے مشرکین۔

تفصیل

سأل سآئل ـــ تا ـــ ونرٰیہ قریبًا ہ یہ معاندین اس بڑی شان والے بادشاہ سے عذاب مانگتے ہیں، حالانکہ وہ عذاب تو ہر حال میں آئے ہی گا۔ اتنے بڑے عظیم شہنشاہ سے تو ان کو فضل ورحمت اور عفو ومغفرت کی درخواست کرنا چاہیئے تھی۔ واہ رے عقلمندو!
یوم تکون السمآء ـــ تا ـــ وجمع فاوعیٰ ہ تخویف اخروی۔ یہ عذاب قیامت کے دن واقع ہوگا۔ جبکہ کوئی دوست اور کوئی رشتہ دار کام نہ آسکے گا۔ ان الانسان خلق ھلوعا ـــ تا ـــ و اذا مسہ الخیر منوعا ہ یہ زجر ہے۔ الا المصلین ہ الذین ھم علیٰ صلاتھم دآئمون ہ ـــ تا ـــ اولٰئک فی جنّٰت مکرمون ہ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ مؤمنین ان صفتوں اور خوبیوں سے متصف ہوں گے وہ خدا کے عذاب سے محفوظ رہیں گے اور جنّت کے باغوں میں اعزاز واکرام کی زندگی بسر کرینگے۔
فمال الذین کفروا ـــ تا ـــ وما نحن بمسبوقین ہ زجر۔ یہ معاندین حق سے روگردانی کرتے ہیں اور پھر یہ امید بھی رکھتے ہیں کہ انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا۔ فذرھم یخوضوا ـــ تا ـــ ذٰلک الیوم الذی کانوا یوعدون زجر مع تخویف اخروی، ان کو چھوڑ دیجئے لہو لعب میں اپنا وقت ضائع کرلیں، یہانتک کہ وہ قیامت کے دن ذلّت ورسوائی سے اپنے کئے کا مزہ چکھ لیں گے۔

۲ف سأل سائل۔ للکٰفرین، واقع سے متعلق ہے من اللہ، دافع سے متعلق ہے یعنی اس عذاب کے اللہ کی طرف سے وقوع کو کوئی روکنے والا نہیں یا واقع سے متعلق ہے۔ ذی المعارج سیڑھیوں والا مراد آسمان ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت شان کی طرف اشارہ ہے۔ فی یوم، تعرج سے متعلق ہے۔ فرشتے جب اپنے اپنے مخصوص مقامات میں واپس جاتے ہیں، تو ان کو اتنا فاصلہ طے کرنا ہوتا ہے جسے طے کرنے کے لئے انسانوں کو پچاس ہزار سال کا عرصہ درکار ہو، لیکن فرشتے اس فاصلے کو چند لمحوں میں طے کرلیتے ہیں۔ ای عروج الملائکۃ الی المکان الذی ھو محلھم فی وقت کان مقدارہ علی غیرھم لو صعد خمسین الف سنۃ (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۸۱) الروح سے جبریل امین علیہ السلام مراد ہیں (روح) یہ معاندین اللہ سے عذاب مانگتے ہیں، وہ عذاب جو لامحالہ کا فروں پر آنے والا ہے جسے کوئی روکنے والا نہیں۔ بڑی عظمت وشان والے اللہ کی طرف سے جس کی جانب فرشتے انسانوں کے حساب سے پچاس ہزار سال کا فاصلہ طے کرکے پہنچتے ہیں یا فی یوم، واقع سے یا یقع مقدر سے متعلق ہے اور مراد قیامت کا دن ہے یعنی وہ عذاب اس دن میں واقع ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی ای یقع العذاب بھم فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ یعنی یوم القیامۃ (مظہری ج ۱۰ ص ۶۱)
حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں یہ بطور تہکم واستہزاء فرمایا کہ اس عظیم الشان بادشاہ سے مانگنے والے نے کیا مانگا؟ عذاب، جو ان پر آنے ہی والا ہے اس کو مانگیں یا نہ مانگیں۔ واہ! شاباش! کیا ایسے شہنشاہ سے ایسی چیزیں مانگی جاتی ہیں؟

۳ف فاصبر صبرا۔ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ مشرکین کا مطالبۂ عذاب ازراہ عناد واستہزاء ہے۔ آپ ان کے تعنّت وعناد اور تکذیب وانکار پر صبر وتحمل سے کام لیں۔ وہ عذاب کو عقل وامکان سے بعید سمجھتے ہیں لیکن ہم اسے بالکل نزدیک دیکھ رہے ہیں جو چیز لامحالہ آنے والی ہو وہ قریب ہی ہوتی ہے۔

۴ف یوم تکون السمآء۔ تخویف اخروی۔ ظرف کا متعلق محذوف ہے جو سوال مقدر کا جواب ہے۔ یعنی وہ عذاب کب آئیگا؟ جواب دیا گیا جب آسمان تانبہ گداختہ کی مانند ہوجائیں گے۔ کانہ قیل متی یقع ذلک العذاب؟ یقع یوم تکون السمآء الخ۔ افادہ الشیخ قدس سرہٗ۔ یا یقربیا سے متعلق ہے یا یقع مقدر سے۔ مراد اس سے قیامت کا دن ہے۔ قیامت کا منظر نہایت ہولناک ہوگا۔ قیامت کے دن آسمان پگھلی ہوئی دھات کی مانند سرخ ہوجائیگے اور پہاڑ دھنی ہوئی روئی کے گالوں کی مانند ہوں گے۔ اس دن کوئی مخلص سے مخلص دوست بھی اپنے کسی دوست کی خبر نہیں لے گا، حالانکہ سب دوست آمنے سامنے

ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے مگر کچھ کر نہیں سکیں گے

ھ۵ یود المجرم لو یفتدی سے لے کر ثم ینجیہ تک یودّ کا مفعول ہے۔ قیامت کا منظر ایسا ہولناک اور عبرتناک ہوگا کہ اس دن مشرک کی تمنا ہوگی کہ آج وہ اپنے بیٹوں کو، اپنی بیوی کو، اپنے بھائی کو، اپنے خاندان کو جو دنیا میں اس کا ناصر و حامی تھا، بلکہ دنیا میں رہنے والی ساری مخلوق کو بطور فدیہ دے کر عذاب سے اپنی جان بچالے۔ کلا۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں ہوگا اور عذاب سے کسی طرح بھی چھٹکارہ نہیں ہوسکیگا۔ انہا لظی وہ دوزخ کی آگ بھڑکتا ہوا

ع ٢ / ٥ / ٦

الْيَقِينُ ﴿٥١﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٥٢﴾ ع

کرنے کے قابل ہے اب بول پاکی اپنے رب کے نام کی جو ہے سب سے بڑا

سُورَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ أَرْبَعٌ وَأَرْبَعُونَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

لہ سورۂ معارج مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی چوالیس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ﴿١﴾ لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ

مانگا ۲ ایک مانگنے والے نے عذاب پڑنے والا منکروں کے واسطے کوئی نہیں اسکو

دَافِعٌ ﴿٢﴾ مِنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ ﴿٣﴾ تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَ

ہٹانے والا ف۱ آئے اللہ کی طرف سے جو چڑھتے درجوں والا ہے چڑھیں گے اس کی طرف فرشتے اور

الرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ

روح اس دن میں جس کا ف۲ لمباؤ پچاس ہزار

سَنَةٍ ﴿٤﴾ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا ﴿٥﴾ إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ

برس ہے سو تو صبر کر ۳ بھلی طرح کا صبر کرنا ف۳ وہ دیکھتے ہیں اس کو

بَعِيدًا ﴿٦﴾ وَنَرَاهُ قَرِيبًا ﴿٧﴾ يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ

دور اور ہم دیکھتے ہیں اسکو نزدیک جس دن ۴ ہوگا آسمان

كَالْمُهْلِ ﴿٨﴾ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ﴿٩﴾ وَلَا يَسْأَلُ

جیسے تانبا پگھلا ہوا اور ہونگے پہاڑ جیسے اون رنگی ہوئی اور نہ پوچھے گا

حَمِيمٌ حَمِيمًا ﴿١٠﴾ يُبَصَّرُونَهُمْ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي

دوستدار دوستدار کو سب نظر آجائینگے ان کو چاہے گا ۵ گنہگار کسی طرح چھڑوائی دیکر

مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ﴿١١﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ﴿١٢﴾

اس دن کے عذاب سے اپنے بیٹے کو اور اپنی ساتھ والی کو اور اپنے بھائی کو

منزل ۷

۱ سورت کا موضوع ۱۲۔

۳ تتمہ لفظ اخر ونی ۱۲۔

شعلہ ہوگی اور دوزخیوں کی کھال ادھیڑ دے گی جنہوں نے دنیا میں دین حق سے منہ پھیرا اور اعراض کیا مال و دولت کا ذخیرہ کیا اور راہ حق میں اس کو خرچ نہ کیا، وہ ان کو اپنی طرف بلائے گی اور کہے گی " او مشرک، او منافق، ادھر آ۔ فتقول الناس الیّ یا مشرك، الیّ یا منافق، الیّ الیّ (مظہری ج ۱۰ ص ۴۶)

ھ۶ ان الانسان۔ یہ زجر ہے۔ الانسان سے جنس انسان مراد ہے۔ کافر دل کا نہایت کمزور اور ضعیف ہوتا ہے۔ خیر و شر میں آپے سے باہر ہوجاتا ہے۔ چنانچہ جب اس کا حال برا ہو تو بری طرح جزع فزع کرتا اور نا امید ہوجاتا ہے اور جب خوشحال ہو تو اتراتا ہے اور کار خیر میں خرچ نہیں کرتا۔ پچھلی دونوں آیتیں پہلی آیت کی تفسیر ہیں۔ (ان الانسان خلق ھلوعا) ثم فسرہ بقولہ (اذا مسه الشر جزوعا) ای اذا اصابه الضر فزع و جزع وانخلع قلبه من شدة الرعب وأيس ان يحصل له بعد ذلك خير (واذا مسه الخير منوعا) ای اذا حصلت له نعمة من الله بخل بها على غيره ومنع حق الله تعالى فيها (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۲۱)

ھ۷ الا المصلین۔ الا بمعنی لکنّ ہے اور استثناء منقطع ہے۔ الا بمعنی لکنّ، ناصب اسم اور رافع خبر ہوا کرتا ہے، اس کی خبر کبھی محذوف ہوتی ہے، کبھی مذکور۔ یہاں مذکور ہے۔ المصلین الخ اس کا اسم ہے اور اولٰئك فی جنّٰت مکرمون اس کی خبر ہے (رضی شرح کافیہ) اور یہ بعذاب واقع کے ساتھ متعلق ہے یعنی کافروں پر عذاب واقع ہوگا لیکن مصلّین (نمازی) جو اللہ کے مقبول بندے ہیں وہ جنّاتِ نعیم میں ہوں گے۔ یہ ان الانسان خلق ھلوعا کے ساتھ متعلق نہیں، تاکہ یہ معنی بن جائے کہ انسان دل کے خام ہیں، مگر نمازی

موضح قرآن ف۱ یعنی پیغمبر نے تم پر عذاب مانگا ہے وہ کسی سے نہ ہٹایا جاوے گا اور پچاس ہزار برس کا دن قیامت ہے جب سے قبروں سے نکلیں اور جب تک دوزخ بہشت بھر چکے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی گفتند متی ہذا الوعد ان کنتم صادقین ۱۲ ف۲ یعنی جبرئیل ۱۲۔

وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ⑬ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا

اور گھرانے کو جس میں رہتا تھا اور جتنے زمین پر ہیں سب کو

ثُمَّ يُنْجِيهِ ⑭ كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ ⑮ نَزَّاعَةً لِلشَّوَىٰ ⑯

پھر اپنے آپ کو بچالے ف۱ ہرگز نہیں وہ تپتی ہوئی آگ ہے کھینچ لینے والی کلیجہ

تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ⑰ وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ ⑱ إِنَّ

پکارتی ہے اس کو جسنے پیٹھ پھیری اور پھیر کر چلا گیا اور جوڑا اور سینت کر رکھا بے شک

الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ⑲ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ⑳

آدمی ہے بنا ہے جی کا کچا جب پہنچے ان کو برائی تو بے صبرا

وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ㉑ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ㉒ الَّذِينَ

اور جب پہنچے ان کو بھلائی تو بے توفیقا مگر وہ ش۸ نمازی جو

هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ㉓ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ

ش۸ اپنی نماز پر قائم ہیں اور جن کے مال میں

حَقٌّ مَعْلُومٌ ㉔ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ㉕ وَالَّذِينَ

حصہ مقرر ہے مانگنے والے اور ہارے ہوئے کا اور جو

يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ㉖ وَالَّذِينَ هُمْ مِنْ

یقین کرتے ہیں انصاف کے دن پر اور جو لوگ کو اپنے

عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ㉗ إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ

رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک ان کے رب کے عذاب کو کسی کو

مَأْمُونٍ ㉘ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ㉙ إِلَّا

نہ ہونا چاہیے اور جو اپنی ف۹ شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں مگر

عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ

اپنی جورؤوں سے یا اپنے ہاتھ کے مال سے سو ان پر نہیں کچھ

منزل ۷

ف وعید ۱۲

ف بشارت اخروی ۱۲

اس سے مستثنیٰ ہیں، کیونکہ دل کے خام تو سب ہیں۔ افادہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یہاں دفعِ عذاب کے لئے امورِ ثلاثہ کا بیان ہے اس سے محفوظ رہنے والے اللہ کے مقبول بندوں کی صفتیں حسب ذیل ہیں۔

ش۸ الذین ھم علیٰ صلاتھم دائمون۔ وہ نمازوں کو قائم کرتے ہیں یعنی نمازوں کو تمام آداب و فرائض کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ دآئمون ای مواظبون (روح) دآئمون ای مقیمون (صراح) ان کے اموال و مواشی میں فقراء و مساکین کا معیّن حق ہے۔ مراد زکوٰۃ فریضہ ہے وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں یعنی احسان کرتے ہیں السائل وہ فقیر جو سوال کر کے لے لے اور المحروم سے مراد وہ فقیر ہے جو کسی سے سوال نہیں کرتا اور محروم رہتا ہے۔ اس لئے ایسے مستحقین کی جستجو رکھنی چاہیئے اور خود بخود ان کو دینا چاہیئے والذین یصدقون۔ وہ قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور خدا کے عذاب سے ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔ ان عذاب ربھم غیر مأمون ۵ جملہ معترضہ ہے جس میں عذابِ خداوندی کی شدت و عظمت کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا عذاب ایک ایسی چیز ہے جس سے کسی کو بھی بے خوف نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ہر ایک کو خواہ وہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو اس سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔

ف۹ والذین ھم لفروجھم حفظون ۵ وہ اپنی شرمگاہوں کو بدکاری سے محفوظ رکھتے ہیں اور ناجائز طریق پر ان کو استعمال نہیں کرتے، البتہ اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے استمتاع کرتے ہیں۔ جو شخص بیویوں اور لونڈیوں کے علاوہ شہوت رانی کی کوئی اور راہ تلاش کرے گا وہ حد سے تجاوز کرے گا۔ استمنار بالید، وطی فی الدبر اور نکاحِ متعہ وغیرہ ناجائز طریقوں میں داخل ہیں۔ نکاح متعہ کی تحقیق سورۂ مؤمنون کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ص ۷۵۴، حاشیہ ۷۔

ش۱۰ والذین ھم لامنتھم وعھدھم رٰعون وہ امانتوں کی حفاظت اور عہد و پیمان کو پورا کرتے ہیں۔ یعنی ظلم نہیں کرتے اور وہ اپنی شہادتیں پوری پوری ادا کرتے ہیں اور گواہی میں کمی بیشی اور ہیر پھیر نہیں کرتے اور وہ نمازوں کی پوری پوری حفاظت کرتے ہیں۔ اولٰئک فی جنّت مکرمون۔ یہ الا بمعنی لکنّ کی خبر ہے۔ ان صفتوں سے متصف اللہ کے مقبول بندے جنت کے باغوں میں نہایت عزت و شان سے رہیں گے۔

موضح قرآن ف۱ سب نظر آجاویں گے یعنی دوستی اتنی تکمی تھی۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ف۱۱ فمال الذین۔ زجر برائے کفار۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں نماز پڑھتے اور قرآن کی تلاوت فرماتے تو مشرکین دوڑتے ہوئے آتے اور ٹولیوں کی صورت میں آپ کے ارد گرد جمع ہو کر استہزا کرتے اور کہتے اگر یہ لوگ جنت میں چلے گئے تو ہم ان سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں مہطعین ای مسرعین۔ عزین، عِزۃ کی جمع ہے ای جماعات فی تفرقۃ۔ مہطعین اور عزین، الذین کفروا سے حال ہیں۔ عزین مہطعین کی ضمیر سے حال ہے یا یہ کان محذوف کی خبر ہے ای کانوا عن الیمین الخ اہل عرب بسا اوقات کان کو مع اسم حذف کرکے خبر کو باقی رکھتے ہیں۔ کما قال ابن مالک فی الفیتہ ؎

یحذفونها ویبقون الخبر: بعد إن ولو كثيرا اشتهر

افادہ الشیخ قدس سرہ۔ یعنی ان کافروں کو کیا ہوا ہے کہ آپ کی طرف دوڑ کر آتے اور چاروں طرف سے ٹولیاں بن کر گھیرا ڈال دیتے ہیں اور کلام الٰہی کا تمسخر اڑاتے ہیں

مَلُومِينَ ﴿٣٠﴾ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

الاہنا پھر جو کوئی ڈھونڈے اس کے سوائے سو وہی ہیں

الْعَادُونَ ﴿٣١﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ

حد سے بڑھنے والے اور جو لوگ کہ اپنی امانتوں اور اپنے قول کو

رَاعُونَ ﴿٣٢﴾ وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ﴿٣٣﴾

نباہتے ہیں اور جو اپنی گواہیوں پر سیدھے ہیں

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿٣٤﴾ أُولَٰئِكَ

اور جو اپنی نماز سے باخبر ہیں وہ لوگ ہیں

فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُونَ ﴿٣٥﴾ فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَكَ

باغوں میں عزت سے پھر کیا ہوا ہے منکروں کو تیری طرف

مُهْطِعِينَ ﴿٣٦﴾ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ﴿٣٧﴾

دوڑتے ہوتے آتے ہیں داہنے سے اور بائیں سے غول کے غول

أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ﴿٣٨﴾

کیا طمع رکھتا ہے ہر ایک شخص ان میں کہ داخل ہو جائے نعمت کے باغ میں

كَلَّا ۖ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِمَّا يَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ

ہرگز نہیں ہمنے ان کو بنایا ہے جس سے وہ بھی جانتے ہیں ف۱ سو میں قسم کھاتا ہوں

الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ إِنَّا لَقَادِرُونَ ﴿٤٠﴾ عَلَىٰ أَنْ

مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی تحقیق ہم کر سکتے ہیں کہ

نُبَدِّلَ خَيْرًا مِنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿٤١﴾ فَذَرْهُمْ

بدل کر لے آئیں ان سے بہتر اور ہمارے قابو سے نکل نہ جائیں گے سو چھوڑ

يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٤٢﴾

دے ان کو کہ باتیں بنائیں اور کھیلا کریں یہاں تک کہ مل جائیں اپنے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ ہے

ع ۵ / ۷

ف۱۲ ایطمع۔ یہ مشرکین کے قول باطل کا جواب ہے کہ اگر یہ لوگ جنت میں گئے تو ہم ان سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ کیا ان میں کا ہر آدمی یہ امید رکھتا ہے کہ وہ دوزخ سے بچ کر جنت میں داخل ہو جائیگا؟ ہرگز نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ ہم سے بھاگ کر جنت میں نہیں داخل ہو سکینگے۔ حالانکہ ہمنے انکو ایک چیز سے پیدا کیا ہے جسے وہ خوب جانتے ہیں یعنی ناپاک نطفہ سے تو یہ ناپاک نطفہ جب تک ایمان اور عمل صالح سے اپنی حد کمال کو نہ پہنچ جائے جنت میں داخل نہیں ہو سکتا (روح) ف۱۳ فلا اقسم قدرت کاملہ کا بیان ہے۔ مشرق و مغرب کے مالک کی قسم ہم اس پر قادر ہیں کہ ان کو ہلاک کر دیں اور انکی جگہ ایسے انسانوں کو لے آئیں جو ایمان و عمل میں ان کی بہتر ہوں اور اس کام سے ہم عاجز اور درماندہ نہیں ہیں ف۱۴ فذرھم۔ زجر مع تخویف دنیوی۔ فرمایا آپ ان مشرکین کے عناد و تعنت اور استکبار و انکار کی پرواہ نہ کریں اور انکو استہزاء و انکار اور لہو و لعب میں منہمک ہونے دیں یہانتک کہ وہ اس دن کو پالیں جسکا انسے وعدہ کیا جا رہا ہے۔ مراد قیامت کا دن ہے یعنی اب تو لہو و لعب میں کھوئے ہوئے ہیں اور حق کو نہیں مانتے قیامت کو دن سیدھے ہو جائینگے۔ یوم یخرجون۔ یہ وہ دن ہے جب وہ قبروں سے نکلکر جلدی جلدی چلیں گے گویا کہ نشانے کیطرف دوڑ رہے ہیں۔ جیسے انسان نشانے کی طرف سیدھا اور تیز دوڑتا ہے اسی طرح وہ بھی داعی کی طرف سیدھے دوڑینگے یوفضون ای یسرعون (روح) خاشعۃ ابصارھم انکی آنکھیں مارے خوف کے جھکی ہونگی اور ان پر ذلت و رسوائی چھائی ہوگی اور تبکیت و تحقیر کے طور پر ان سے کہا جائیگا کہ یہ ہے وہ دن جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا کہ اگر نہیں مانو گے تو قیامت کے دن دردناک اور رسوا کن عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ ذلک الیوم سے پہلے یقال لہم محذوف ہے۔

موضح قرآن ف یعنی منی گھن کی چیز سے وہ کہاں لائق بہشت کے مگر جب ایمان سے پاک ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

فتح الرحمن ف۱ یعنی از منی ۱۲۔

سورۃ نوح علیہ السلام

ربط: سورۃ ملک سے لے کر سورۃ جنّ تک مضمون کے اعتبار سے گویا ایک ہی سورت ہے۔ سورۃ ملک میں عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی اور برکات دہندہ نہیں۔ پھر سورۃ القلم میں فرمایا اس مسئلہ میں نرمی نہ کریں۔ اس کے بعد الحاقۃ میں اس دعوے کو نہ ماننے والوں کے لئے تخویفات اور ماننے والوں کے لئے تبشیرات کا بیان ہوا۔ پھر المعارج میں معاندین پر زجر کیا گیا کہ وہ عذاب سے ڈر کر ماننے کے بجائے الٹا عذاب طلب کر رہے ہیں۔ اب سورۃ نوح علیہ السلام اور سورۃ جنّ میں دلائل نقلیہ کا بیان ہوگا۔ سورۃ نوح علیہ السلام میں دلیل نقلی تفصیلی از حضرت نوح علیہ السلام مذکور ہے۔

خلاصہ

حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت۔ قوم کا انکار و استکبار۔ استیصال کفار کا ایک نمونہ اور حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ کے ضمن میں دلائل عقلیہ۔ حاصل یہ کہ تبلیغ توحید میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھو۔ اور مشرکین کی مخالفت اور ایذا پر صبر کرو اور تبلیغ کا کام جاری رکھو۔

تفصیل

انا ارسلنا نوحا ــــ تا ــــ لو کنتم تعلمون ۰ دلیل نقلی تفصیلی از حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اور انکار و استکبار کی صورت میں ان کو خدا کے عذاب سے ڈرایا۔

قال رب انی دعوت قومی ــــ تا ــــ ومکروا مکرا کبارا ۰ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت نوح علیہ السلام کی طرف سے اپنی قوم کی شکایت۔ میرے پروردگار، میں نے اپنی قوم کو ہر ممکن طریق سے توحید کی دعوت دی۔ ان کو سمجھانے میں رات دن ایک کر دیا، بھری محفلوں میں بھی ان کو دعوت دی۔ اور فرداً فرداً بھی ان کو سمجھایا اور پھر دلائل عقلیہ کے ساتھ مسئلہ کو واضح کر کے پیش کیا۔ مگر باایں ہمہ ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ میں نے جتنا ان کو سمجھایا وہ اتنا ہی انکار و استکبار میں آگے بڑھے۔ وقالوا لا تذرن الٰھتکم یہ قوم کے عناد و استکبار کا بیان ہے۔ مما خطیئٰتھم اغرقوا تخویف دنیوی ہے۔ جب اللہ کا عذاب ان پر آیا تو ان کے مزعومہ معبودوں میں سے کوئی بھی ان کی مدد کو نہ پہنچا۔

وقال نوح رب لا تذر الخ آخر حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مشرکین میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ کیونکہ وہ ایمان والوں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔ اور ان کی نسل بھی فاجر اور مشرک ہوگی۔

۲؎ انا ارسلنا دلیل نقلی تفصیلی از نوح علیہ السلام۔ ہم نے نوح ؑ کو ان کی قوم کی طرف مبعوث کیا تاکہ وہ اپنی قوم کو سمجھائیں کہ دردناک عذاب کے آنے سے پہلے ہی دعوت توحید کو مان لو۔
قال یٰقوم۔ چنانچہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ میں تم کو واضح اور کھلے لفظوں میں خبردار کرنے آیا ہوں کہ اعبدوا اللہ واتقوہ تم صرف اللہ کی عبادت کرو۔ صرف اسی کو برکات دہندہ سمجھو اور حاجات ومصائب میں صرف اسی کو پکارو۔ اس کے عذاب سے ڈرو اور میری اطاعت کرو

يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى
جس دن نکل پڑیں گے قبروں سے دوڑتے ہوئے جیسے کسی
نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ
نشانی پر دوڑتے جاتے ہیں جھکی ہوں گی ان کی آنکھیں چڑھی آتی ہوگی
ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾
ان پر ذلت یہ ہے وہ دن جس کا ان سے وعدہ تھا

سُوْرَةُ نُوْحٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٍ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ
سورہ نوح ۱؎ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی اٹھائیس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ
ہمنے بھیجا ۲؎ نوح کو اس کی قوم کی طرف کہ ڈرا اپنی قوم کو اس
قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ
سے پہلے کہ پہنچے ان پر عذاب دردناک بولا اے قوم میری میں
لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲﴾ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَ
تم کو ڈرسناتا ہوں کھول کر کہ بندگی کرو اللہ کی اور اس سے ڈرو اور
اَطِيْعُوْنِ ﴿۳﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ
میرا کہنا مانو تاکہ بخشے وہ ۳؎ تمکو کچھ گناہ تمہارے اور ڈھیل دے تم کو
اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ
ایک مقرر وعدہ تک وہ جو وعدہ کیا ہے اللہ نے جب آپہنچے گا اسکو ڈھیل نہ ہوگی
لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ
اگر تم کو سمجھ ہے ف۱ بولا ۴؎ اے رب میں بلاتا رہا اپنی قوم کو

ربط تخویف اخروی ۱۲

ع ۲ / ۸

۲؎ دلیل نقلی تفصیلی از نوح علیہ السلام ۱۲

وقف لازم

حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نوسو سال اپنی قوم کو مسئلہ سمجھایا مگر انہوں نے نہ مانا آخر ہلاک کردیئے گئے۔ لے اہل مکہ، آؤ مسئلہ مان لو ورنہ تم پر بھی خدا کا عذاب آئیگا۔
۳؎ یغفر لکم۔ مجزوم بوجہ جواب امر۔ اگر تم ایمان لے آؤ گے تو اللہ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور اجل مسمّٰی یعنی موت تک تم کو بلا عذاب مہلت دے گا۔ لیکن اگر تم ایمان نہ لائے تو خدا کا عذاب آجائے گا اور پھر کسی صورت ٹل نہیں سکیگا۔ اجل مسمّٰی سے مراد موت ہے۔ اور اجل اللہ سے دنیوی عذاب کا معین وقت مراد ہے (جلالین)۔ فرشتوں کے یہاں بطور تقدیر معلق لکھا ہوتا ہے کہ اگر مان لیں تو بہتر، ورنہ ان پر فلاں وقت میں عذاب نازل ہوگا۔ ومعناہ ان اللہ تعالٰی کان قضی قبل خلقھم انھم ان اٰمنوا بارك فی اعمارھم، وان لم یؤمنوا عوجلوا بالعذاب (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۹۹) لو کنتم تعلمون اگر تم جانتے ہوتے کہ ایمان نہ لانے کی صورت میں جب اللہ کا عذاب آگیا تو وہ ٹل نہیں سکے گا تو ایمان کی طرف دوڑتے اور اس میں ذرا تاخیر نہ کرتے۔ لو بمعنی ان ہے یا اپنے اصل پر بمعنی تمنّی ہے، اس صورت میں جواب کی ضرورت نہیں۔
۴؎ قال رب۔ حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں اپنی تبلیغی جدوجہد اور مشرکین کے عناد وتعنت کا ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی قوم کو دعوت توحید دینے میں نہ دن دیکھا ہے، نہ رات۔ جب انھیں موقع ملا انھوں نے ان کو سمجھانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ مگر میں جتنا ان کو توحید کی طرف بلاتا ہوں۔ وہ اتنا ہی دُور بھاگتے ہیں۔ وانی کلما دعوتھم میں نے جب بھی ان کو توحید کی طرف دعوت دی تاکہ وہ ایمان لے آئیں اور تو ان کے گناہ معاف فرمادے تو غور سے سننے اور ماننے کے بجائے انہوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں تاکہ وہ میری آواز سن ہی نہ پائیں اور اپنے معبودوں کی توہین نہ سُن سکیں اور اپنے اوپر کپڑے لپیٹ کر اپنے کو خوب ڈھانپ لیا کہیں مجھ پر ان کی نظر نہ پڑ جائے کیونکہ جو شخص انکے معبودوں

موضح قرآن ف۱ یعنی بندگی کرو کہ نوع انسان دنیا میں قیامت تک رہے اور قیامت کو تو دیر نہ لگے گی اور جو سب مل کر بندگی چھوڑ دو تو سارے ابھی ہلاک ہوجاؤ طوفان ایسا ہی آیا تھا کہ ایک آدمی نہ بچے حضرت نوح کی بندگی سے ان کا بچاؤ ہوگیا۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالٰی۔

کے بارے میں کہتا ہو کہ وہ برکات دہندہ نہیں ہیں وہ اسکی شکل بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتے یہ ان کے خیال میں ان کے معبودوں کی بے حرمتی ہے یعنی
ماننا تو در کنار انہیں تو مجھ سے اس قدر نفرت ہے کہ وہ میری بات سننا اور میری طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ کفر و شرک پر مُصر ہیں اور میری دعوت
کو قبول کرنے اور میری بات کو ماننے سے ناک بھوں چڑھاتے ہیں **ف۵** ثم انی دعوتھم۔ عموم وقت کے بعد عموم کیفیت کا ذکر کرتے ہیں۔ یعنی جس طرح
میں نے دعوت کے لئے کوئی وقت نہیں چھوڑا اسی طرح میں نے دعوت و تبلیغ کا ہر طریقہ اور ہر انداز اختیار کیا تاکہ وہ کسی نہ کسی طرح مان لیں۔ چنانچہ میں نے منادی

لَيْلًا وَّنَهَارًا ﴿٥﴾ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ﴿٦﴾

رات اور دن — پھر میرے بلانے سے اور زیادہ بھاگنے لگے

وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ

اور میں نے جب کبھی ان کو بلایا تاکہ تو ان کو بخشے ڈالنے لگے انگلیاں اپنے

فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا

کانوں میں اور لپیٹنے لگے اپنے اوپر کپڑے اور ضد کی اور غرور کیا

اسْتِكْبَارًا ﴿٧﴾ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ﴿٨﴾ ثُمَّ اِنِّيْٓ

بڑا غرور ف۵ پھر میں نے ان کو بلایا برملا پھر میں نے

اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ﴿٩﴾ فَقُلْتُ

ان کو کھولکر کہا اور چھپ کر کہا چپکے سے تو میں نے کہا

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ﴿١٠﴾ يُّرْسِلِ

گناہ بخشواؤ ف۶ اپنے رب سے بےشک وہ ہے بخشنے والا چھوڑ دیگا

السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ﴿١١﴾ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ

آسمان کی تم پر دھاریں اور بڑھا دیگا تمکو مال اور

بَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿١٢﴾ مَا

بیٹوں سے اور بنا دیگا تمہارے واسطے باغ اور بنا دیگا تمہارے لئے نہریں کیا

لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿١٣﴾ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿١٤﴾

ہوا ہے تمکو کیوں ف۷ نہیں امید رکھتے اللہ سے بڑائی کی اور اسی نے ف۸ بنایا تمکو طرح طرح سے ف۸

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿١٥﴾ وَّ

کیا تم نے نہیں دیکھا کیسے بنائے اللہ نے سات آسمان تہہ پر تہہ اور

جَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿١٦﴾

رکھا چاندکو ان میں اجالا اور رکھا سورج کو چراغ جلتا ہوا

کے ذریعے ان کو ایک جگہ جمع کر کے بھی ان کے سامنے دعوتِ توحید پیش کی۔ ثم انی اعلنت لھم پھر انکی بھری مجلسوں میں خود جا جا کر بھی ان کو سمجھایا و اسررت لھم اسرارا۔ پھر ایک ایک کو فرداً فرداً سمجھانے کی بھی کوشش کی۔ میں نے دعوت و تبلیغ میں ترغیب و ترہیب سے بھی کام لیا اور عقلی دلائل سے بھی مسئلہ واضح کیا مگر اس کے باوجود وہ ایمان نہیں لاتے۔

ف۶ فقلت استغفروا۔ یہ ترغیب ہے۔ مدرارا یرسل کا مفعول مطلق ہے۔ من غیر لفظہ یا یہ صیغہ مبالغہ ہے اور السماء سے حال ہے السماء سے مراد بادل یا بارش ہے (مظہری، روح) میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ ایمان لے آؤ اور اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو، وہ معاف کرنیوالا ہے وہ تم پر موسلا دھار بارانِ رحمت نازل فرمائے گا۔ ویمددکم باموال۔ تمہارے مال و اولاد میں برکت عطاء فرمائے گا، تمہارے لئے پھلوں اور میووں کے سرسبز و شاداب باغات پیدا فرمائے گا اور نہریں جاری کرے گا

ترغیب ۱۲

ف۷ مالکم لا ترجون۔ یہ ترہیب اور دلائل عقلیہ کا ذکر ہے ترجون کے معنی ہیں، تخافون یا تعتقدون اور وقار کے معنی ہیں عظمت و جلالت۔ تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم اللہ کی عظمت کا اعتقاد نہیں رکھتے ہو جسنے تمہیں اس قدر نعمتوں سے مالا مال فرمایا ہے اور معبودانِ باطلہ کو کیوں نہیں چھوڑتے ہو اور ان کو برکات دہندہ کیوں سمجھتے ہو۔

ترہیب و دلائل عقلیہ کا بیان ۱۲

ف۸ وقد خلقکم۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ان عقلی دلائل کی طرف بھی قوم کو متوجہ کیا کہ اپنی پیدائش پر غور کرو اور دیکھو اللہ نے تمہیں کس طرح مختلف احوال سے گذار کر پیدا فرمایا۔ الم تروا کیف خلق اللہ۔ اپنی پیدائش کے علاوہ ذرا اُوپر کی طرف آسمانوں کو تو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی قدرت و صنعت سے تہ بتہہ سات آسمانوں کو پیدا فرمایا اور ان میں چاند اور سورج کو روشن کیا قمر کو نور اور شمس کو سراج (چراغ) فرما کر اس طرف اشارہ کیا کہ چاند کی روشنی سورج سے مستفاد ہے، کیونکہ اندھیرے میں روشنی چراغ سے مستفاد

موضح قرآن ف۱ کپڑا اوڑھنے لگے کہ اس کی بات ہمارے دل میں نہ لگ جائے۔ ف۲ یعنی ایسے کام کیوں نہیں کرتے کہ وہ اپنی بڑائی سے تم پر عذاب نہ بھیجے اور طرح طرح بنایا یعنی ماں کے پیٹ میں بھانت بھانت رنگ بدلے۔

ہوتی ہے اور چراغ کی روشنی خود اس کے اندر ہوتی ہے کسی دوسری چیز سے مستفاد نہیں ہوتی ولعله فی قوله تعالیٰ جعل القمر فیهن نوراً
وجعل الشمس سراجا اشعار بان نور القمر مستفاد من الشمس فان النور انما یستفاد من السراج (مظہری ج ۱۰ ص ۷۵) ۹ واللہ
انبتکم۔ نباتا مفعول مطلق ہے۔ من غیر بابہ جیسا کہ تبتل الیه تبتیلا میں ہے انسانوں کو زمین سے پیدا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سب کے باپ حضرت
آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ یا مطلب یہ ہے کہ جن نطفوں سے تم کو پیدا کیا گیا ہے وہ زمین سے حاصل ہونیوالی غذا سے پیدا ہوتے ہیں پھر
موت کے بعد تمہیں دوبارہ زمین میں لوٹائے گا اور
تم قبروں میں دفن کئے جاؤ گے پھر قیامت کے دن
تمہیں زندہ کر کے قبروں سے نکالے گا۔ واللہ جعل
لکم الارض بساطا۔ پھر نیچے دیکھو زمین کو اس نے
کس طرح نرم اور ہموار بنا دیا ہے جس میں
تم کھلے راستے اور چوڑی چوڑی سڑکیں بناتے اور
ان میں چلتے ہو۔ ان تمام صفات کا جو مالک ہے اور
جس نے یہ تمام نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہی تم سب
کا معبود حقیقی ہے، اسکی توحید پر ایمان لاؤ اور
خود ساختہ معبودوں کی عبادت کو چھوڑ دو۔ ۱۰
قال نوح حضرت نوح علیہ السلام نے مزید عرض
کیا میرے پروردگار، انہوں نے میری نافرمانی کی ہے
اور میری کوئی بات نہیں مانی اور ان رؤسا اور
صنادید کفر کی پیروی میں لگ گئے جنہیں مال و اولاد
سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ مال و اولاد اور تمام
دنیوی ساز و سامان ان کے لئے سراسر خسارہ اور
نقصان کا باعث ہے۔ کیونکہ مال و اولاد کی وجہ سے
وہ کبر و غرور میں مبتلا ہو گئے اور ایمان سے استکبار
کیا اس طرح دنیوی وجاہت ان کے لئے اخروی
خسارے کا باعث بن گئی۔ اتبعوا سے عوام مشرکین
مراد ہیں اور من سے رؤسائے مشرکین۔ ای
واستمروا علی اتباع رؤسائهم الذین
ابطرتهم اموالهم وغرتهم اولادهم و
صار ذلك سببا لزیادة خسارهم فی الآخرة۔
الخ (روح ج ۲۹ ص ۷۶) ۱۱ ومکروا۔
اتبعوا پر معطوف ہے یا لم یزد پر اور جمع کا صیغہ
من کے مفہوم کے اعتبار سے لایا گیا ہے۔ عوام کا مکر
یہ تھا کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کو ہر طرح سے تکلیف و
اذیت پہنچاتے اور رؤسائے مشرکین کا مکر یہ تھا کہ
وہ اپنے عوام کو توحید سے روکتے اور ان کو حضرت نوح علیہ السلام کی ایذا پر اکساتے تھے (مظہری) کُبّار، کبیر کا مبالغہ ہے ای کبیرا فی الغایة (روح)
حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کافروں نے اعتراض کیا تھا کہ کُبّار اور عُجاب غیر فصیح ہیں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بڈھے

وَاللّٰهُ اَنۡۢبَتَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ نَبَاتًا ۝۱۷ ثُمَّ يُعِيۡدُكُمۡ فِيۡهَا
اور اللہ ۹ نے اگایا تم کو زمین سے جما کر پھر مکرر ڈالیگا تم کو اس میں
وَيُخۡرِجُكُمۡ اِخۡرَاجًا ۝۱۸ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الۡاَرۡضَ
اور نکالے گا تمکو باہر اور اللہ نے بنا دیا تمہارے لئے زمین کو
بِسَاطًا ۝۱۹ لِّتَسۡلُكُوۡا مِنۡهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝۲۰ قَالَ نُوۡحٌ
بچھونا تاکہ چلو اس میں کشادہ رستے کہا ۱۰ نوح نے
رَّبِّ اِنَّهُمۡ عَصَوۡنِىۡ وَاتَّبَعُوۡا مَنۡ لَّمۡ يَزِدۡهُ مَالُهٗ
اے رب میرے انہوں نے میرا کہا نہ مانا اور مانا ایسے کا جس کو اس کے مال اور
وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ۝۲۱ وَمَكَرُوۡا مَكۡرًا كُبَّارًا ۝۲۲ وَ
اولاد سے اور زیادہ ہو ٹوٹا ف۱ اور داؤ کیا ۱۱ ہے بڑا داؤ ف۲ اور
قَالُوۡا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمۡ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا
بولے ۱۲ ہرگز نہ چھوڑیو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑیو ود کو اور نہ
سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوۡثَ وَيَعُوۡقَ وَنَسۡرًا ۝۲۳ وَقَدۡ اَضَلُّوۡا
سواع کو اور نہ یغوث کو اور یعوق اور نسر کو ف۳ اور بہکا دیا
كَثِيۡرًا ۙ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيۡنَ اِلَّا ضَلٰلًا ۝۲۴ مِمَّا خَطِيۡٓئٰتِهِمۡ
بہتوں کو اور تو نہ زیادہ کرنا بے انصافوں کو مگر بھٹکنا ف۴ کچھ وہ ۱۳ اپنے گناہوں
اُغۡرِقُوۡا فَاُدۡخِلُوۡا نَارًا ۙ فَلَمۡ يَجِدُوۡا لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ
سے ڈبائے گئے پھر ڈالے گئے آگ میں پھر نہ پائے اپنے واسطے انہوں نے اللہ
اللّٰهِ اَنۡصَارًا ۝۲۵ وَقَالَ نُوۡحٌ رَّبِّ لَا تَذَرۡ عَلَى
کے سوائے کوئی مددگار اور کہا ۱۴ نوح نے اے رب نہ چھوڑیو زمین
الۡاَرۡضِ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ دَيَّارًا ۝۲۶ اِنَّكَ اِنۡ تَذَرۡهُمۡ
پر منکروں کا ایک گھر بسنے والا مقرر اگر تو چھوڑ دے گا

ع ۱/۲ ۹

موضح قرآن ف۱ یعنی اپنے مالداروں کا کہا مانا اور ان کے مال اور اولاد میں کچھ خوبی نہیں بلکہ اُن پر ٹوٹا ہے۔ انہیں کے سبب دین سے محروم رہے ف۲ یعنی
سب کو سمجھا دیا کہ اس کی بات نہ مانو۔ ف۳ یعنی کوئی تدبیر ان کی بن نہ پڑے اور ودّ اور سواع وغیرہ نام تھے بتوں کے ہر ہر مطلب کا ایک بت تھا

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بر رؤسائے کفار ۱۲ ف۲ و این پنج بت بودند ۱۲۔

يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿٢٧﴾ رَبِّ
بہکائیں گے تیرے بندوں کو اور جو جنیں گے سو ڈھیٹھ حق کا منکر اے رب
اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّ
معاف کر ۳؎ مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو آئے میرے گھر میں ایماندار اور
لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿٢٨﴾ ع
سب ایمان والے مردوں کو اور عورتوں کو اور گنہگاروں پر بڑھتا رکھیو برباد ہونا

٢ ع ٧ ۱۰ ·اٰیٰت· (margin)

سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ
سورہ جن ۱؎ ف۱ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا
تو کہہ مجھ کو ۲؎ حکم آیا کہ سن گئے کتنے لوگ جنوں کے پھر کہنے لگے ۳؎
اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿١﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا
ہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب کہ سمجھاتا ہے نیک راہ سو ہم اس پر یقین
بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ﴿٢﴾ وَّاَنَّهُ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا
لائے اور ہرگز شریک نہ بنلائیں گے ہم اپنے رب کا کسی کو ف۱ اور یہ کہ ۱؎ اونچی ہے شان ہمارے رب کی
مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ﴿٣﴾ وَّاَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ
نہیں رکھی اس نے جورو نہ بیٹا ف۲ اور یہ کہ ۵؎ ہم میں کا
سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ﴿٤﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ
بیوقوف اللہ پر بڑھا کر باتیں کہا کرتا تھا ف۳ اور یہ کہ ہم ۶؎ کو خیال تھا کہ ہرگز نہ
تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿٥﴾ وَّاَنَّهُ
بولیں گے آدمی اور جن اللہ پر جھوٹ ف۴ اور یہ کہ

اٰدیک نقطی از جبایات ۱۲۔ (margin note)

آدمی کو لاؤ، جب لیکر آئے تو آپ نے فرمایا اسے دو چار مرتبہ اٹھاؤ بٹھاؤ، اس پر اس بڈھے نے کہا یا محمد اتتخن نی ھن وا، انّ ھذا لشیٔ عجاب و انی شیخ کبار۔ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ھ وقالوا لاتذرن۔ ان مشرکین نے میری دعوت کو قبول کرنے کے بجائے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اپنے تمام معبودوں کی عبادت ہرگز نہ چھوڑیں خصوصًا ان پانچ بڑے معبودوں کو تو کسی قیمت پر نہ چھوڑیں یعنی ودّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر۔ یہ پانچوں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بڑے معبود تھے جنہیں وہ اپنی حاجتوں اور مصیبتوں میں پکارتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضہ فرماتے ہیں۔ اسماء رجال صالحین من قوم نوح علیہ السلام (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۳۲) یہ پانچوں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں خدا کے نیک اور برگزیدہ بندے تھے۔ جب وہ فوت ہو گئے تو ان کے متعلقین اور معتقدین نے بہت غم کیا۔ ابلیس انسانی شکل میں ان کے پاس پہنچا اور خیر خواہی کے رنگ میں کہنے لگا تم غم نہ کرو میں تمہاری تسلی کا سامان کر دیتا ہوں چنانچہ وہ ان کی شکلوں پر ان بزرگوں کے بت بنا کر ان کے پاس لے آیا اور کہنے لگا ان بتوں کو ان بزرگوں کے عبادتخانوں میں نصب کر دو اور وقتًا فوقتًا ان کی زیارت کر کے دلوں کو تسلی دے لیا کرنا۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ ان کی عبادت ہونے لگی تو اللہ تعالٰی نے حضرت نوح علیہ السلام کو دعوت توحید دے کر مبعوث فرمایا۔ (قرطبی، البدایہ والنہایہ) وقد اضلوا کثیرا اور ان روسائے مشرکین نے تیری بہت سی مخلوق کو گمراہ کر ڈالا ہے اور ان کو راہ راست پر آنے سے روکا ہے۔ ولا تزد الظٰلمین الا ضلالا۔ ضلال سے توحید کے خلاف منصوبوں میں ناکامی مراد ہے۔ اے میرے پروردگار! ان ظالموں کے تمام منصوبوں کو ناکام بنا دے اور ان کی آرزوئیں خاک میں ملا دے۔ ولعل المطلوب ھو الضلال فی ترویج مکرھم و مصالح دنیاھم لا فی امر دینھم الخ (بیضاوی ج ۲ ص ۱۴۰) ۱۳ھ مما خطیٓئتھم۔ یہ تخویف ہے اور من سببیہ ہے۔ فادخلوا میں فاء تعقیب بلا تاخیر کے لئے ہے من دون اللہ سے ان کے خود ساختہ معبود ودّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر وغیرہ مراد ہیں۔ یعنی قوم نوح علیہ السلام کو ان کے گناہوں کی وجہ سے غرق کر دیا گیا پھر فورًا ہی ان کو آگ میں داخل کر دیا گیا۔ تو اللہ کے سوا جن کو وہ پکارتے تھے ان میں سے کوئی بھی ان کی مدد کو نہ پہنچا۔ یہ آیت عذاب قبر کے اثبات پر اہل سنت کی محکم دلیل ہے۔

موضح قرآن ف۱ سورہ احقاف میں گذرا کہ حضرت نماز صبح پڑھتے تھے کتنے جن سنکر ایمان لائے پھر جا کر اپنی قوم سے بیان کیا، یہاں ان کے بیان کو اللہ نے وحی فرمائی رسول پر بعد اس کے بہت بار جن حضرت پاس آکر ملے اور ایمان لائے قرآن سیکھا۔ ف۲ جو گمراہیاں آدمیوں میں تھیں وہ جنوں میں بھی تھیں اللہ کے واسطے جورو بیٹا بتاتے تھے۔ ف۳ یعنی ہم میں جو بے وقوف تھے وہ ایسی باتیں کہتے تھے یا ابلیس کو کہا ہو۔ ف۴ یعنی اس سے ہم بھی بہک گئے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید روزی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح بیرون مکہ میخواندند جماعہ از جن آنرا استماع کردند و ایمان آوردند۔ خدا تعالٰی از ایمان ایشان و گفتگوئے ایشان با قوم خود درین سورہ خبر دادہ تا قولہ و ان لو استقاموا۔ واللہ اعلم ۱۲۔

کیونکہ غرق کے فوراً بعد ان کو جس آگ میں داخل کیا گیا وہ آخرت کی آگ نہیں، کیونکہ قیامت تو تا ہنوز قائم ہی نہیں ہوئی، اس لئے اس سے لامحالہ عالم برزخ کا عذاب ہی مراد ہے جسے اصطلاح شریعت میں عذابِ قبر سے تعبیر کیا گیا ہے (فادخلوا نارا) فی عالم البرزخ المسمی بالقبر فانہ روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفرات النیران فھذہ الایۃ دلیل علی اثبات عذاب القبر لان الفاء للتعقیب (مظہری ج ۱۰ ص ۷۷) (فادخلوا نارا) ھی نار البرزخ والمراد عذاب القبر (روح ج ۲۹ ص ۷۹) یہ بھی ممکن ہے کہ عذاب سے مراد آخرت کا عذاب ہو اور (فادخلوا سے مراد تحکم بدخولھم النار فی الاخرۃ (الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ) یا اغراق اور ادخال جہنم کے درمیانی عرصے کو غیر معتد بہ قرار دے کر ادخال پر فاء داخل کی گئی ہو (روح

۱۴ وقال نوح۔ حضرت نوح علیہ السلام نے آخر اللہ تعالیٰ سے دعا کی: میرے پروردگار! ان مشرکین میں سے اس دھرتی پر ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ۔ انك ان تذرھم۔ اگر تو ان کو ہلاک نہیں کرے گا اور ان کو زندہ چھوڑ دے گا تو وہ تیرے مومن بندوں کو بھی مکر و فریب سے گمراہ کر دیں گے اور ان کی نسلوں میں بھی مشرکوں اور فاجروں کے سوا کوئی مومن اور موحد نہیں ہوگا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی بددعا پہلے تھی قوم کی غرقابی بعد میں ہوئی لیکن نظم قرآن میں دونوں کا ذکر معکوس ہے یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ واؤ مطلق جمع کے لئے ہوتی ہے اور ترتیب کی مقتضی نہیں۔

اہل بدعت کہتے ہیں اس آیت سے حضرت نوح علیہ السلام کا غیب دان ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ یہ مشرکین تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور ان کی نسلوں میں فساق و فجار کے سوا کوئی نہیں ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے مطلع فرما دیا تھا کہ اب ان میں سے کوئی بھی ایمان نہیں لائے گا اور نہ ان کی نسل سے کوئی مومن پیدا ہوگا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ واوحی الی نوح انہ لن یومن من قومك الامن قد امن۔ الایۃ (ہود ع ۴) اور جو علم وسائل سے حاصل ہو وہ علم غیب نہیں ہوتا۔

۱۵ رب اغفر لی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے والدین اور تمام مومنوں کے لئے خواہ ان کی امت کے ہوں یا دوسرے پیغمبروں کی امتوں سے تعلق رکھتے ہوں، سب کے لئے مغفرت کی دعا کی اور مشرکین کے لئے تباہی و بربادی کی بددعا کی۔ مشرکین پر ان کی بددعا تو قبول ہو چکی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بعید نہیں کہ تمام مومنوں کے حق میں بھی ان کی دعا کو قبول فرمالے۔ قد دعا علیہ السلام دعوتین دعوۃ علی الکافرین و دعوۃ للمؤمنین وحیث استجیبت لہ الاولی فلا یبعد ان تستجاب لہ الثانیۃ واللہ تعالیٰ اکرم الاکرمین۔ (روح ج ۲۹ ص ۸۱)

سورۂ نوح علیہ السلام میں آیات توحید

۱۔ اعبدوا اللہ واتقوہ۔ نفی شرک ہر نوع۔ تخصیص ہر نوع عبادت بذات باری تعالیٰ۔
۲۔ وقد خلقکم اطوارا ۵ تا لتسلکوا منھا سبلا فجاجا ۵ نفی شرک اعتقادی۔
۳۔ فلم یجدوا لھم من دون اللہ انصارا ۵ نفی شرک فی التصرف۔

سُورۃ الجِنّ

ربط گذشتہ سورت میں دعوائے تبارک پر حضرت نوح علیہ السلام سے دلیل نقلی تفصیلی ذکر کی گئی اب سورۂ جنّ میں جنّات سے دلیل نقلی مذکور ہوگی کہ دیکھو جنات بھی قرآن سن کر ایمان لے آئے اور اپنی قوم کو توحید کا وعظ کرنے لگے۔

خلاصہ دلیل نقلی از جنّات، تخویف وتبشیر، دعوائے توحید کا ذکر بطور ثمرہ۔

تفصیل

قل اوحی الی — تا — فکانوا لجہنم حطبا ہ دلیل نقلی از جنّات دیکھو جنات بھی اپنی قوم کو یہی وعظ کر رہے ہیں کہ سیدھا راستہ یہی ہے کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ وان لو استقاموا علی الطریقۃ۔ الآیۃ۔ توحید کو ماننے والوں کے لئے بشارت اخرویہ۔ ومن یعرض عن ذکر ربہ۔ الآیۃ۔ منکرین توحید کے لئے تخویف۔ وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا۔ مسجدیں اللہ کے لئے ہیں اس لئے اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔ سورۂ تبارک سے لے کر اب تک جو دلائل عقلیہ ونقلیہ اور تخویفات وتبشیرات مذکور ہوئیں یہ ان کا ثمرہ ہے۔ وانہ لما قام عبد اللہ۔ الآیۃ۔ یہ شکوی متعلق بہ ثمرہ یعنی جب ہمارا بندہ ایک خدا کو پکارتا ہے تو وہ اسکی مخالفت کرتے ہیں۔ قل انما ادعوا ربی ولا اشرک بہ احدا — تا — ولن اجد من دونہ ملتحدا سورۂ ملک اور حوامیم کا خلاصہ ہے یعنی حاجات اور مصائب میں غائبانہ صرف اللہ ہی کو پکارو۔ میں تم میں سے کسی کے نفع نقصان کا مختار نہیں ہوں اور اللہ کے سوا میرا بھی کوئی کارساز نہیں۔ ومن یعص اللہ ورسولہ — تا — واحصی کل شئ عددا ہ تخویف اخروی ودنیوی۔ دنیوی عذاب کا وقت مقرر ہے جو اپنے وقت پر ضرور آئے گا۔ میں عالم الغیب نہیں ہوں کہ مجھے اس کے معین وقت کا علم ہو۔ اور نہ مجھ کو غیب پر غلبہ دیا گیا ہے کہ جب چاہوں جان لوں۔

ف٢ قل اوحی دلیل نقلی از جنات۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابتداء وحی سے شیاطین کا آسمان پر جا کر فرشتوں کی باتیں سننا بند ہوگیا۔ پہلے وہ اوپر جا کر بیٹھ جاتے اور فرشتوں کی باتیں سنتے تھے، لیکن اب جو اوپر جاتا ہے تو شہاب ثاقب اسکا تعاقب کرتا ہے۔ شیاطین اس سے پریشان ہوئے اور ابلیس سے سارا معاملہ بیان کیا۔ اس نے کہا ضرور کوئی نئی بات رونما ہوئی ہے جس کی وجہ سے تمہارا آسمان پر جانا محال ہوگیا ہے ابلیس نے جنوں کی جماعتیں منظم کرکے مختلف سمتوں میں روانہ کردیں تاکہ وہ اصل حقیقت کا سراغ لگائیں۔ جنوں کی ایک جماعت تہامہ کیطرف روانہ کی گئی۔ یہ جماعت پھرتی پھراتی مقام نخلہ میں پہنچی تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ رضہ کے ساتھ فجر کی نماز باجماعت ادا فرما رہے ہیں۔ چنانچہ وہ خاموشی کیساتھ بغور قرآن سننے لگے۔ چنانچہ وہ قرآن سن کر ایمان لے آئے اور سمجھ گئے اس وحی کو ہماری دسترس سے محفوظ رکھنے کے لئے ہم پر آسمان پر جانے کی راہیں بند کردی گئی ہیں۔ جنوں کی یہ جماعت اسی جگہ سے اپنی قوم کے پاس واپس پہنچی اور انہیں تبلیغ کرنے لگی۔ جنوں کی اس جماعت نے اپنی قوم کو جو تبلیغ کی اللہ تعالی نے وحی کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی۔ اسی طرح جنوں کے آنے اور قرآن سننے کی اطلاع بھی آپ کو وحی کے ذریعے ہی دی گئی۔ یہی تفصیل یہاں سورۂ جن میں مذکور ہے (مظہری، روح)

ف٣ فقالوا۔ یہ جنات جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے قرآن مجید سن کر اور ایمان لاکر اپنی قوم کے پاس واپس آئے تو اپنی قوم سے کہا کہ ہم ایک عجیب وغریب کلام سنکر آئے ہیں جو حسن نظم، اسلوب بیان اور تاثیر کے اعتبار سے انسانی کلام سے مختلف ہے اور وہ توحید اور راہ ہدایت کی طرف رہنمائی کرتی ہے اس لئے ہم تو دل وجان سے اس پر ایمان لاچکے ہیں اور ہم نے فیصلہ کرلیا ہے کہ ہم آئندہ کے لئے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ ھو عجب فی نفسہ لفصاحۃ کلامہ وحسن مبانیہ ودقۃ معانیہ وغرابۃ اسلوبہ وبلاغۃ مواعظہ (بحر ج ٨ ص ٣٤٧) اور الرشد سے مراد عام ہے حق وصواب یا خاص توحید الی الحق والصواب وقیل الی التوحید والایمان (روح)

ف٤ وانہ تعالی۔ یہ بھی جنات کا کلام ہے اور انا سمعنا پر معطوف ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ اگر قائل کا قول بعینہ نقل کیا جائے تو اِنَّ مکسورہ ہوگا، اور اگر اس کے کلام کا مضمون نقل کیا جائے تو اَنَّ مفتوحہ ہوگا الجد معنی عظمت وجلال کے ہیں۔ جنوں نے اپنی تقریر میں اللہ تعالی کی عظمت وکبریائی اور اس کے استغنار تام کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہمارے پروردگار کی عظمت بہت بلند اور اسکی جلالت شان نہایت اعلیٰ وارفع ہے اور وہ ایسا بے نیاز اور مستغنی ہے کہ نہ اسکے بیوی ہے جسکی موانست کا وہ محتاج ہو، نہ بیٹا جس کے تعاون وتناصر کی اس کو ضرورت ہو۔ اس کی عظمت وجلالت اور اس کے

استمنار تام کا تقاضا یہ ہے کہ اس ساری کائنات میں وہ بلا شرکت غیرے خود ہی متصرف ومختار ہے اور تصرف میں اختیار میں اس کا کوئی شریک اور نائب
نہیں۔ تائید: تعالیٰ عما یقولون علوا کبیرا (بنی اسرائیل ع۵) ۵ وانہ کان یقول۔ سفیہنا سے مراد ابلیس ہے یا سرکش اور مشرک جن۔ ان
جنوں نے ان مشرک اور سرکش جنوں کی شرارت کا بھی ذکر دیا کہ وہ اللہ تعالےٰ کے بارے میں ایسی بات کہتے ہیں جو حق سے بعید اور حد سے گذری ہوئی
ہے۔ مراد ہے خداوند تعالیٰ کے لئے بیوی اور اولاد تجویز کرنا۔ (روح) حاصل یہ کہ جنوں میں سے جو خدا کے لئے بیوی یا بیٹا تجویز کرتا ہے وہ کم عقل

كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنْسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ

تھے کتنے مرد آدمیوں میں کے پناہ پکڑتے تھے کتنے مردوں کی جنوں میں کے

فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ﴿٦﴾ وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنتُمْ أَن

پھر تو وہ اور زیادہ سر چڑھنے لگے ف۱ اور یہ کہ ان کو بھی خیال تھا جیسا تم کو خیال تھا کہ

لَّن يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا ﴿٧﴾ وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا

ہرگز نہ اٹھائیگا اللہ کسی کو ف۲ اور یہ کہ ہم نے ٹٹول دیکھا آسمان کو پھر پایا اسکو

مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهُبًا ﴿٨﴾ وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ

بھر رہے ہیں اس میں چوکیدار سخت اور انگارے ف۳ اور یہ کہ ہم بیٹھا کرتے تھے

مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۖ فَمَن يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ

ٹھکانوں میں سننے کے واسطے ف۲ پھر جو کوئی اب سننا چاہے وہ پائے اپنے واسطے

شِهَابًا رَّصَدًا ﴿٩﴾ وَأَنَّا لَا نَدْرِي أَشَرٌّ أُرِيدَ بِمَن

ایک انگارا گھات میں اور یہ کہ ہم ف۳ نہیں جانتے کہ برا ارادہ ٹھہرا ہے زمین

فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴿١٠﴾ وَأَنَّا

کے رہنے والوں پر یا چاہا ہے ان کے حق میں ان کے رب نے راہ پر لانا اور یہ کہ کوئی

مِنَّا الصَّالِحُونَ وَمِنَّا دُونَ ذَٰلِكَ ۖ كُنَّا طَرَائِقَ قِدَدًا ﴿١١﴾

ہم میں ف۴ نیک ہیں اور کوئی اس کے سوائے ہم تھے کئی راہ پر پھٹے ہوئے

وَأَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّن نُّعْجِزَ اللَّهَ فِي الْأَرْضِ وَلَن

اور یہ کہ ہمارے خیال میں آگیا کہ ہم چھپ نہ جائینگے اللہ سے زمین میں اور نہ

نُّعْجِزَهُ هَرَبًا ﴿١٢﴾ وَأَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدَىٰ آمَنَّا بِهِ ۖ

تھکا دینگے اس کو بھاگ کر اور یہ کہ جب ہم نے ف۵ سن لی راہ کی بات تو ہمنے اسکو مان لیا

فَمَن يُؤْمِن بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا ﴿١٣﴾ وَ

پھر جو کوئی یقین لائیگا اپنے رب پر سو وہ نہ ڈرے گا نقصان سے اور نہ زبردستی سے اور

اور نادان ہے۔ بھلا اللہ تعالیٰ جس کی عظمت وجلالت
کی کوئی انتہا نہیں وہ بیوی بیٹوں کا کب محتاج
ہے؟ شططا ای قولا ذا شطط وھو البعد
مجاوزۃ الحد (بیضاوی) ٦ وانا ظننا۔ وظنین
جن اپنی طرف سے معذرت پیش کرتے ہیں کہ وہ
ابتک کیوں ان نادانوں کی بات مان کر گمراہی اور
شرک میں پھنسے رہے۔ انہوں نے کہا ہم تو اب تک
اس خوش فہمی اور حسن ظن میں مبتلا رہے ہیں کہ جن
والانس اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی جھوٹی اور غلط بات
منسوب نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہم یہی سمجھتے رہے کہ
ہمارے یہ رہنما جو خدا کے لئے شریک اور نائب تجویز
کرتے ہیں وہ درست اور حق پر ہیں۔ مگر اب
قرآن سننے سے یہ حقیقت واضح ہوگئی ہے کہ وہ جھوٹے
اور مفتری ہیں اور اللہ تعالیٰ شریک سے پاک ہے و
انہ کان رجال من الانس۔ یہ اس طرف اشارہ ہے
جو مشرکین کا دستور تھا کہ جب کسی جنگل بیابان میں
داخل ہوتے شریر جنوں سے ان کے سردار کی پناہ مانگتے
اور کہتے اعوذ بسید ھذا الوادی من شر
سفہاء قومہ (بیضاوی) اور وہ سمجھتے کہ اب وہ
شاہ جنات کی پناہ میں ہیں اس لئے اب انہیں جنوں
کی طرف سے کوئی اذیت نہیں پہنچیگی۔ جب جنات
ان کی بات سنتے تو ان کے کبر وغرور اور تعنت و
طغیان میں مزید اضافہ ہوجاتا اور وہ اپنے کو بڑی
شان کے مالک سمجھنے لگتے۔ فزادوھم میں ضمیر فاعل
سے انس اور ضمیر مفعول سے جنات مراد ہیں اور رھق
کے معنی طغیان اور سرکشی کے ہیں یا ضمیر فاعل جنات
سے اور ضمیر مفعول انس سے کنایہ ہے اور رھق کے
معنی گمراہی کے ہیں المعنی فزاد الجن الانس غیانا
اضلوھم حتی استعاذوا بھم (مظہری ج۱۰ ص
٨٦) ہادیان جن پہلے تو خود بھی ایسے ہی تھے، لیکن اب ان پر اس گمراہی کا انکشاف ہوا تو اپنی قوم کو اس سے روکنے لگے ٧ وانھم ظنوا۔ ضمیر انس کی
طرف راجع ہے۔ ظننتم خطاب جنات سے ہے اے قوم شرک کے علاوہ تم حشر ونشر کا بھی انکار کرتے تھے اسطرح بنی آدم کا بھی یہی خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ کسی کو زندہ

موضح قرآن ف۱ آدمی جتنا جنوں کے آگے التجا کرتے ہیں اتنا وہ مغرور ہوتے ہیں ف۲ یعنی قبروں سے نہ اٹھاوے گا یا رسول نہ کھڑا کرے گا پہلے جو رسول ہو چکے سو ہو چکے۔ ف۳ یعنی جنوں کو انگارے پڑتے ہیں اور خبر نہیں سننے دیتے چوکیدار۔

فتح الرحمن ف۱ اشارتست بآنکہ در جاہلیت چون بجائی فرود می آمدند میگفتند اعوذ بسید ہذا الوادی من سفہاء قومہ ۱۲ ف۲ یعنی برائے شنیدن کلام ملائکہ ۱۲

نہیں کرے گا۔ وانا لمسنا السماء فملئت حرسا شدیدا۔ جنّات نے مزید کہا کہ پہلے ہم آسمان کی طرف جاتے تھے اور قریب ہی اطمینان سے بیٹھ کر فرشتوں کی باتیں سنتے تھے، کوئی روک ٹوک نہ تھی اور نہ کوئی چوکیدار وہاں مقرر تھے، لیکن ہم اب آسمان کے قریب جاتے ہیں تو وہاں نہایت سخت پہرہ لگا ہے اور جنوں کو بھگانے کے لئے چمکتے شہابے موجود ہیں اس لئے اب اگر کوئی آسمان کی طرف وہاں کی باتیں سننے کے لئے جائے تو شہاب ثاقب اس کے تعاقب کے لئے تیار اور گھات میں ہوتا ہے۔ یہ سارا انتظام اس لئے کیا گیا ہے کہ اب اللہ کا رسول آچکا ہے تاکہ آپ کا معجزہ ظاہر ہو اور کاہن آسمانوں کی کوئی خبر دینے سے عاجز رہیں **ف۸** وانا

اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ
یہ کہ کچھ ہم میں حکمبردار ہیں اور کچھ ہیں [1] بے انصاف سو جو لوگ حکم میں آگئے
فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ⑭ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا
سو انھوں نے اٹکل کرلیا نیک راہ کو اور جو بے انصاف ہیں وہ ہوئے
لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ⑮ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِیْقَةِ
دوزخ کے ایندھن اور یہ حکم آیا کہ اگر [2] لوگ سیدھے رہتے راہ پر
لَاَسْقَیْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ⑯ لِّنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ ؕ وَمَنْ
تو ہم پلاتے انکو پانی بھر کر تاکہ ان کو جانچیں اس میں اور جو کوئی
یُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ یَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ⑰ وَّاَنَّ
منہ موڑے اپنے رب کی یاد سے وہ ڈالدیگا اس کو چڑھتے عذاب میں اور یہ کہ
الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ⑱ وَّاَنَّهٗ لَمَّا
مسجدیں [3] اللہ کی یاد کیواسطے ہیں سو مت پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو اور یہ کہ جب
قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ كَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا ⑲ ع
کھڑا ہوا [1] وہ اللہ کا بندہ کہ اس کو پکارے لوگوں کا بندھنے لگتا ہے اس پر ٹھٹھ [3]
قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ⑳ قُلْ
تو کہہ میں تو پکارتا ہوں [4] بس اپنے رب کو اور شریک نہیں کرتا اسکا کسی کو تو کہہ
اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ㉑ قُلْ اِنِّیْ
میرے اختیار میں نہیں تمہارا برا اور نہ راہ پر لانا تو کہہ مجھ کو
لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ
نہ بچائے گا [5] اللہ کے ہاتھ سے کوئی اور نہ پاؤنگا اس کے سوائے
مُلْتَحَدًا ㉒ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ
کہیں سرک رہنے کو جگہ مگر پہنچانا ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے پیغام لانے اور جو کوئی

ع ۹ / ۱ / ۱۱

[Margin notes:] ل تخویف ایضاً اخروی ۱۲ — ۲ حزنت سعد تول ہیں بیان کردہ دلائل عقلیہ و نقلیہ کا ثمرہ ۱۲ — ۳ خلاصہ جوابیم و سورۂ ملک — ۴ جواب سوال مقدر ۱۲

لاندری۔ یہ ماقبل سے متعلق نہیں، بلکہ علیحدہ کلام ہے حاصل یہ کہ رسول کی بعثت کے دو مقصد ہوتے ہیں ایک ہدایت اور ثواب یعنی جو لوگ پیغمبر کی ہدایت قبول کر لیں وہ اجر و ثواب کے مستحق ہوتے ہیں۔ دوم جو لوگ پیغمبر کی تکذیب کریں ان پر اللہ کا عذاب آتا ہے اب یہ رسول آچکا ہے اس لئے اس کی بعثت میں بھی یہی دو مقصد ہیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ قرآن سننے سے پہلے ہم نہیں جانتے تھے کہ اب آسمانوں کی حفاظت اور نگرانی سے اللہ تعالیٰ کا کیا ارادہ ہے؟ کیا اس سے مخلوق کی بھلائی مقصود ہے یا برائی؟ لیکن اب قرآن سننے سے یہ حقیقت واضح ہو گئی ہے کہ پیغمبر ع کی بعثت کی وجہ سے اب آسمان کو محفوظ کر دیا گیا ہے تاکہ جنات کاہنوں کو آسمان کی خبر لا کر نہ دے سکیں حاصل یہ ہوا کہ اس سے مقصود مخلوق کے لئے رشد و ہدایت اور خیر و فلاح ہے (مظہری) **ف۹** وانا منا الصلحون۔ یعنی ہم جنات میں سے بعض مشرک ہیں اور بعض موحد۔ جنّات یہ وعظ اپنی قوم کو کر رہے ہیں۔ کنا طرائق قددا۔ قدد کے معنی متفرق و مختلف کے ہیں۔ یعنی ہماری قوم بھی مختلف طریقوں پر ہے یعنی کچھ تو احکام پر عامل ہیں اور کچھ عامل نہیں ہیں۔ صیغۂ ماضی سے ماضی کا معنی مراد نہیں۔ وانا ظننا ان لن نعجز الله۔ ظننا بمعنی علمنا ہے واعظ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں تو اب یقین آگیا ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں اور ہم اس کو زمین کے کسی بھی حصے میں عاجز نہیں کر سکتے اور نہ کہیں بھاگ کر اسکی گرفت سے بچ سکتے ہیں **ف۱۰** وانا لما سمعنا۔ ہم نے جب قرآن سنا جو سراپا ہدایت ہے، تو ہم تو اس پر ایمان لے آئے ہیں اور جو بھی اپنے پروردگار کی توحید پر ایمان لے آئیگا وہ اپنے عملوں کا پورا ثواب پائیگا، نہ اسکی نیکیوں میں کمی کی جائیگی اور نہ اس کی برائیوں میں اضافہ کیا جائیگا۔ بخسا نیکیوں میں کمی اور رھقا سیئات میں اضافہ۔ وانا منا المسلمون۔ ہم میں سے کچھ تو مسلمان ہیں جو اللہ کی وحدانیت پر ایمان رکھتے ہیں اور کچھ ظالم اور بے انصاف ہیں جو اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں فمن اسلم جس شخص نے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا، صرف ایک اللہ کی عبادت کی اور اس کے ساتھ شرک نہ کیا تو اس نے سیدھی راہ تلاش کر لی۔ واما القٰسطون یہ تخویف اخروی ہے لیکن ظالم اور مشرک جہنم کا ایندھن ہونگے **ف۱۱**

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ارزانی می شد و قحط نمی آمد ۱۲۔ ف۲ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ف۳ یعنی معاون یکدیگر شوند در ایذاء ۱۲۔

وان لواستقاموا۔ یہ انہ استمع پر معطوف ہے اور مستقل وحی ہے، یہ جنّات کا کلام نہیں۔ اس میں اہلِ مکہ کی طرف التفات ہے۔ غدقًا کثیرا یعنی بکثرت۔ وافر۔ مراد خوشحالی ہے۔ یہ بات بھی آپ کو طرف وحی کی گئی کہ اگر اہلِ مکہ طریقہ مستقیمہ یعنی ملتِ اسلام پر قائم ہو جائیں، تو ہم دنیا میں ان پر روزی فراخ کر دینگے تاکہ انکی آزمائش کریں کہ ان میں سے کون شکر کرتا ہے اور کون نہیں کرتا۔ ومن یعرض عن ذکر ربہ یہ تخویف ہے۔ صعدا شاقًا یعنی سخت دشوار اور جو شخص اللہ کی کتاب اور اسکی توحید سے اعراض کرے گا اسے وہ نہایت سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔ صعدا شاقا یعلوا لمعذاب یغلبہ (مظہری ج ۱۰ص ۹۱)

۱۲ وان المساجد۔ یہ بھی انہ استمع پر معطوف ہے۔ یہ گذشتہ سورتوں میں بیان شدہ دلائل عقلیہ ونقلیہ کا ثمرہ ہے۔ مساجد سے یا مسجدیں اور عبادتگاہیں مراد ہیں یا اس سے اعضاء سجدہ مراد ہیں۔ یعنی مسجدیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے مختص ہیں، اسی طرح اعضاء سجود کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے حاجات و مشکلات میں اللہ کے سوا کسی کو غائبانہ مت پکارو۔

۱۳ وانہ لما قام عبد اللہ۔ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں جب آپ توحید کی دعوت دیتے اور تبلیغ کرتے ہیں تو مشرکین مخالفت کے لئے آپ پر ٹوٹ پڑتے ہیں

یہ تفسیر حسن رح، قتادہ رح اور ابن زید رح سے منقول ہے۔ ومعناہ علی ماقال الحسن وقتادۃ وابن زید انہ لما قام عبد اللہ بالدعوۃ الی التوحید کاد الجن والانس یکونون مجتمعین لابطال امرہ (مظہری ج ۱۰ص ۹۳) شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ صرف اللہ ہی کو پکارتا ہے اور اس کی عبادت بجا لاتا ہے تو لوگ کمال ذکر و عبادت کی وجہ سے اس بندہ خدا کو کارخانہ خدائی میں دخیل سمجھنے لگتے ہیں اور اپنی حاجات کے لئے اس پر ہجوم کر آتے ہیں۔ کوئی اس سے بیٹا مانگتا ہے، کوئی روزی طلب کرتا ہے اور کوئی اس سے حاجت برآری اور مشکل کشائی کی درخواست کرتا ہے۔ اس میں جن و انس دونوں فریق شریک ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ دونوں کی طرف رسول ہیں اس لئے آپ کو حکم دیا کہ اگر آپ کو ثقلین سے یہ اندیشہ ہے کہ وہ آپ کو بھی خدا کا شریک بنائیں گے۔ اور حاجات و مصائب میں آپ کو پکاریں گے تو آپ واشگاف الفاظ میں اعلان فرما دیں کہ میں تو خود صرف اللہ ہی کو پکارتا ہوں اور اس کی پکار میں کسی کو شریک نہیں کرتا اور میں تمہارے نفع و نقصان کا بھی مالک و مختار نہیں ہوں۔ (تفسیر عزیزی پارہ ۲۹ص ۱۶۹، ۱۷۰)

۱۴ قل انما ادعوا۔ یہ سورۃ ملک اور حوامیم کا خلاصہ ہے۔ آپ اعلان کر دیجئے کہ میں حاجات و مصائب میں غائبانہ نہ صرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کی دعا و پکار میں کسی کو شریک نہیں کرتا ہوں پھر اس سے بطور ترقی حکم دیا قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا فرمایا یہ بھی اعلان کر دو کہ میں تمہارے نفع و نقصان کا مالک و مختار نہیں اور نہ تمہاری گمراہی اور ہدایت میرے اختیار میں ہے۔ جیسا کہ جن و انس کے گمراہ کن راہنما عوام کو اپنے مالک نفع و ضرر ہونے کا یقین دلاتے۔ اگر کوئی کسی حادثہ و مصیبت میں آپ کی پناہ لے تو آپ صاف فرما دیں کہ میرا اپنا حال یہ ہے کہ میں خود خدا کے غضب سے اس کی پناہ کے بغیر نہیں بچ سکتا اس لئے دوسروں کو کس طرح پناہ دے سکتا ہوں ؟ تفسیر عزیزی ص ۱۷۰)

۱۵ قل انی لن یجیرنی۔ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ کفار کہتے تھے کہ تم اپنی تبلیغ کو ترک کیوں نہیں کر دیتے تو جواب دینے کا حکم دیا گیا کہ میں تبلیغ پر خدا کی طرف سے مامور ہوں۔ اگر میں تبلیغ ترک کر دوں تو اللہ کے عذاب سے مجھے کوئی نہیں بچا سکے گا اور نہ اس کے سوا میرا کوئی ٹھکانا ہوگا۔ تائید۔ انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم (الانعام، ع) الا بلٰغا من اللہ یہ لا املک کے مفعول سے استثناء ہے۔ یعنی مجھے کسی چیز کا اختیار نہیں سوا اللہ تعالیٰ کے پیغامات کی تبلیغ کے۔ میں نافع و ضار نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے پیغامات کا مبلغ ہوں۔ ومن یعص اللہ ورسولہ یہ تخویف اخروی ہے۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اللہ کی کتاب اور اسکی توحید پر ایمان نہیں لائیگا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیگا۔

۱۶ حتی اذا راوا۔ یہ اب تو نہیں مانتے اور ضد و عناد کی وجہ سے انکار و جحود پر اڑے ہوئے ہیں یہانتک کہ جب عذاب موعود کو دیکھ لیں گے تو انہیں یقین ہو جائے گا کہ کن کا مددگار اور حامی و ناصر کمزور اور عاجز ہے اور کن کے اعوان و انصار کی تعداد کم ہے؟ مشرکین کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کی یہ حقیقت میدان بدر میں مشرکین پر منکشف ہوئی جبکہ مٹھی بھر اور بے سروسامان مسلمانوں کے ہاتھوں تین گنا مشرکین نے ذلت آمیز ہزیمت اٹھائی حالانکہ وہ ہر قسم کے سامان جنگ سے آراستہ تھے۔ مسلمانوں کی اللہ نے مدد فرمائی اور فرشتوں کو بھیجکر ان کے حامیوں میں اضافہ فرمایا مگر مشرکین کے مزعومہ کارساز اور مددگار ان کی مدد کو نہ پہنچے۔ یا اس سے قیامت کے دن کا عذاب مراد ہے۔ (روح)

کلہ قل ان ادری۔ یہ اس سوال کا جواب ہے کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا، فرمایا جواب میں کہہ دیجئے یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ یہ وعدہ بہت جلد پورا ہو
گا یا اس میں دیر ہے البتہ یہ بات یقینی اور حتمی ہے کہ اگر تم ایمان نہیں لاؤگے تو وعدہ کے مطابق عذاب ضرور آئے گا۔ **کلہ** علم الغیب۔ یہ جملہ ماقبل
کے لئے علت ہے اور ھو مبتدا مقدر ہے۔ الا من ارتضی مستثنیٰ منقطع ہے۔ من ارتضی الخ مبتدا اور فانہ یسلک الخ اس کی خبر ہے۔ حاصل یہ ہے
کہ آپ فرما دیجئے مجھے معلوم نہیں کہ قیامت قریب ہے یا بعید، کیونکہ میں عالم الغیب نہیں ہوں اور نہ مجھ کو غیب پر غلبہ ہی دیا گیا ہے کہ جب چاہوں جو چیز

بِعۡصِ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ
حکم نہ مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا سو اس کیلئے آگ ہے دوزخ کی رہا کریں اسی میں

اَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتّٰۤی اِذَا رَاَوۡا مَا یُوۡعَدُوۡنَ فَسَیَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ
ہمیشہ یہانتک کہ جب دیکھیں گے وہ جو کچھ ان سے وعدہ ہوا تب جان لیں گے کس

اَضۡعَفُ نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلۡ اِنۡ اَدۡرِیۡۤ
کے مددگار کمزور ہیں اور گنتی میں تھوڑے تو کہہ کلہ میں نہیں جانتا

اَقَرِیۡبٌ مَّا تُوۡعَدُوۡنَ اَمۡ یَجۡعَلُ لَہٗ رَبِّیۡۤ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ
کہ نزدیک ہے جس چیز کا تم سے وعدہ ہوا ہے یا کردے اس کو میرا رب ایک مدت کے بعد جاننے والا

الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی
بھید کا کلہ سو نہیں خبر دیتا اپنے بھید کی کسی کو مگر جو پسند کرلیا

مِنۡ رَّسُوۡلٍ فَاِنَّہٗ یَسۡلُکُ مِنۡۢ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَ مِنۡ خَلۡفِہٖ
کسی رسول کو تو وہ چلاتا ہے اس کے آگے اور پیچھے

رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّیَعۡلَمَ اَنۡ قَدۡ اَبۡلَغُوۡا رِسٰلٰتِ رَبِّہِمۡ وَ
چوکیدار ف تاکہ جانے کہ انہوں نے پہنچائے پیغام اپنے رب کے وا اور

اَحَاطَ بِمَا لَدَیۡہِمۡ وَ اَحۡصٰی کُلَّ شَیۡءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾
قابو میں رکھا ہے جو ان کے پاس ہے اور گن لی ہے ہر چیز کی گنتی

ع ۹ ۲ / ۱۲

سُوۡرَۃُ الۡمُزَّمِّلِ مَکِّیَّۃٌ وَّ ہِیَ عِشۡرُوۡنَ اٰیَۃً وَّ فِیۡہَا رُکُوۡعَانِ
سورۃ مزمل کلہ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی بیس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰۤاَیُّہَا الۡمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ قُمِ الَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا ۙ﴿۲﴾ نِّصۡفَہٗۤ
اے کپڑے میں لپٹنے والے وا کھڑا رہ رات کو مگر کسی رات وا ت آدھی رات

ل یہ اس سوال کا جواب ہے کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا ۱۲ — کلہ یہ علت ہے ماقبل ۱۲

چاہوں جان لوں۔ عالم الغیب تو صرف اللہ تعالیٰ ہے جو اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا۔ البتہ جن بندوں کو اس نے رسالت کے لئے چن لیا ہے ان کے آگے پیچھے نگہبان فرشتے مقرر فرما دیتا ہے۔ تاکہ ان فرشتوں کی شہادت سے ظاہر فرمادے کہ میرے رسولوں نے تبلیغ کا حق ادا کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ علم کے لئے کسی ذریعہ اور وسیلہ کا محتاج نہیں اس کا علم ان سب کے معلومات پر حاوی ہے اور ہر ہر چیز اس کے علمِ محیط میں موجود ہے۔

تحقیق آیت عٰلم الغیب فلا یظھر علٰی غیبہ احدًا الا من ارتضی (الآیۃ)

لفظ اظہار مختلف معنوں میں مستعمل ہے ۱۔ ظاہر کرنا۔ ۲۔ غالب کرنا۔ ۳۔ مطلع کرنا۔ ۴۔ ظہر کے وقت جانا۔ یہاں چوتھا معنی مناسبِ مقام نہیں جیسا کہ ظاہر ہے اسی طرح پہلا معنی بھی یہاں مراد نہیں ہوسکتا، کیونکہ اس صورت میں اس کا استعمال صلہ کے بغیر ہوتا ہے اور غیبہ کو منصوب ہو کر اس کا مفعول ہونا چاہیئے تھا اب رہ گئے دو معنی غالب کرنا۔ یہ دونوں یہاں مراد ہو سکتے ہیں۔

موضح قرآن ف یعنی رسول کو خبر دیتا ہے غیب کی پھر چوکیدار رکھتا ہے اس کے ساتھ کہ اسمیں شیطان دخل نہ کرنے پاوے اور اپنا نفس غلط نہ سمجھے یہی معنے ہیں اس بات کے کہ پیغمبروں کو عصمت ہے اوروں کو نہیں اور ان کے معلوم میں شک نہیں اوروں کے معلوم میں شک ہے ف۲ یہ سورۃ اول میں اتری ہے جب وحی کی دہشت سے حضرت کو جاڑا لگا اپنے اوپر کپڑے لپیٹے اللہ نے یہی نام لیکر پکارا رات کو کھڑا رہ یعنی نماز پڑھو رات کو اول اس دین میں رات کی نماز فرض ہوئی مگر کسی رات نہ ہو تو معاف ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی تبلیغ در خارج متحقق گردد زیرا کہ آں لازم علم است ۱۲۔ ف۲ در ابتداء اسلام قیام لیل برآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بر مسلماناں مؤکد گردانیدہ چون ایں معنی بر ایشان نہایت دشوار آمد بعد یکسال رخصت نازل فرمود اِنَّ ربک یعلم الی آخر السورۃ تا ہر کہ خواہد قیام کند و ہر کہ خواہد نکند و ہر قدر کہ خواہد بخواند ۱۲ ف۳ یعنی اگر بعض شبہا نکنی گناہ نباشد ۱۲۔

سورہ جن میں آیات توحید
۱۔ وان المسجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا ۔تا۔ ولن اجد من دونہ ملتحدا نفی شرک اعتقادی
۲۔ عٰلم الغیب فلا یظھر علٰی غیبہ احدا نفی شرک فی علم الغیب۔

سُورۃ المزّمّل ۱ے

ربط سورۂ مزمّل اور مدثّر دونوں کا ایک ہی مضمون ہے۔ حاصل ربط یہ ہے کہ گذشتہ سورتوں میں مسئلہ توحید کا ایک پہلو یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔ علی وجہ الکمال بیان ہوچکا ہے۔ دلائل عقلیہ ونقلیہ، ثمرات دلائل، تخویفات اور تبشیرات کے اسالیب مختلفہ و عنادین متنوعہ کے ساتھ اثبات توحید ونفی شرک کا مضمون مفصل ومدلل ہوچکا۔ اب آپ قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف رہیں، کیونکہ ہدایت کی راہ قرآن ہی سے معلوم ہوتی ہے اور توحید پر ثابت قدم رہیں، یہی مسئلہ سارے قرآن کا خلاصہ اور لُبِّ لباب ہے۔ ورتل القراٰن ترتیلا (مزمّل) اور پھر صرف تلاوت قرآن ہی پر اکتفاء نہ کریں۔ بلکہ اس میں جو احکام مذکور ہیں خصوصًا مسئلہ توحید، ان کی تبلیغ بھی فرماتے رہیں قم فانذر ○ وربک فکبر (مدثر)۔

خلاصہ یٰایہا المزمّل قم اللیل ــــ تا ــــ فاتخذہ وکیلا ○ امر اول۔ رات کا کچھ حصہ قیام کریں اور اس میں قرآن کی تلاوت کریں اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت بجا لائیں اور اس کے سوا کسی کو کارساز نہ بنائیں

واصبر علی ما یقولون ــــ تا ــــ ومہلہم قلیلا ○ امر دوم تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، کفار کی باتوں سے آزردۂ خاطر نہ ہوں، ان کو چھوڑ دیں، میں خود ان سے نمٹ لوں گا۔

ان لدینا انکالا ــــ تا ــــ وکانت الجبال کثیبا مہیلا ○ تخویف اخروی برائے کفار ومشرکین۔ ہم نے ان کے لئے مختلف انواع و اقسام کا عذاب تیار کر رکھا ہے جس میں ان کو قیامت کے دن مبتلا کیا جائے گا۔

انا ارسلنا الیکم رسولا ــــ تا ــــ فاخذنٰہ اخذا وبیلا ○ تخویف دنیوی۔ ہم نے تمہارے پاس ویسا ہی عظیم الشان رسول بھیجا ہے۔ جو تمہیں توحید کی دعوت دیتا ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کے پاس رسولؑ بھیجا تھا۔ فرعون نے اس رسولؑ کی نافرمانی کی اور اسکی دعوت کو قبول نہ کیا تو ہم نے اس کو سخت عذاب کے ساتھ پکڑ لیا۔ اگر تم نے بھی اس عظیم الشان رسولؐ کی دعوت کو رد کر دیا تو تمہیں سخت عذاب دیا جائے گا

فکیف تتقون ان کفرتم ــــ تا ــــ کان وعدہ مفعولا ○ تخویف اخروی۔ کفر وشرک اور عصیان وطغیان کی سزا صرف دنیا ہی میں بس نہیں ہوگی، بلکہ قیامت کے دن بھی اس کی سزا بھگتنا ہوگی، جو کبھی ختم نہ ہوگی۔ ان ھٰذہ تذکرۃ ترغیب الی الایمان و اتباع القرآن۔

ان ربک یعلم انک تقوم۔ الی آخر السورۃ۔ یہ ابتداء سورت سے متعلق ہے۔ فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تم میں بیمار اور کمزور بھی ہوں گے مسافر اور مجاہد بھی، اس لئے قیام اللیل میں تم پر سختی نہیں کی گئی، بلکہ تمہیں اختیار دیا گیا ہے کہ جسقدر چاہو قیام کرو اور جس قدر آسانی سے تلاوت کر سکو اسی قدر اس میں تلاوت کرو۔

۲ے یٰایہا المزّمّل اصل میں المتزمّل تھا۔ فاء تفعل کی جگہ زاء آگئی اس لئے تاء کو زاء سے بدل کر زاء میں ادغام کر دیا گیا المزّمّل کپڑوں کو اپنے اوپر خوب لپیٹنے والا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کپڑے لپیٹ کر رات کو سو رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسی ہیئت سے خطاب فرما کر قیام اللیل کا حکم دیا۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نائما باللیل متزملا فی ثیابہ فامر بالقیام للصلوٰۃ الخ (مدارک) حضرت ابن عباس رضؓ اور حضرت عائشہ رضؓ کے نزدیک پہلے قیام اللیل سب پر فرض تھا۔ اس کے بعد اسکی فرضیت منسوخ کر دی گئی۔ بعض کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھا، امت پر فرض نہیں تھا، بعد میں آپ پر سے بھی اس کی فرضیت منسوخ کر دی گئی اور بعض علماء کے نزدیک شروع ہی سے حکم استحبابی تھا البتہ بعد میں اس میں مزید تخفیف کر دی گئی۔

۳ے قم الیل۔ لفظ "قلیل" محاورہ میں نصف سے کم پر بولا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لفلان علیّ الف درھم الا قلیلا میں قلیلا سے مراد پانسو سے کم ہوں گے۔ اب اگر نصفہ کو قلیلا سے بدل بنایا جائے تو یہ ترکیب قلیلاً کے مذکور استعمال کے خلاف ہوگی۔ امام نسفی رحؒ صاحب مدارک نے اس کے دو جواب دیئے ہیں۔

(۱) نصف کو کل اللیل (تمام رات) کے اعتبار سے قلیل کہا گیا ہے، اس اعتبار سے تینوں صورتیں قلیلا میں داخل ہو جائیں گی نصف، نصف سے کم اور نصف سے زائد۔

(۲) نصفہ مستثنیٰ منہ مؤخر ہے اور اللیل سے بدل ہے۔ اور قلیلا مستثنیٰ مقدم ہے اصل میں یوں تھا قم نصف اللیل الا قلیلا من نصف اللیل مگر اس صورت میں تکرار لازم آتا ہے، کیونکہ قم نصف اللیل الا قلیلا اور او انقص منہ (من النصف) قلیلا کا مفہوم ایک ہی ہے

صاحب مدارک نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اصل میں تو نصف رات سے کم قیام کا حکم دیا گیا پھر اس میں کچھ وقت بڑھانے میں تخییر فرمادی۔ امام رازی رحؒ فرماتے ہیں کہ قلیلا سے مراد ثلث ⅓ ہے جسے اللیل سے مستثنیٰ کیا گیا لہٰذا مقصد یہ ہے کہ رات کے دو ثلث (⅔) قیام کرو اور نصفہ، کسی لفظ سے بدل نہیں، بلکہ مستقل فعل مقدر کا مفعول ہے المراد بالقلیل فی قولہ "قم اللیل الا قلیلاً هو الثلث فاذاً قولہ" قم اللیل الا قلیلا "معناه قم ثلثی اللیل ثم قال" نصفہ" والمعنی او قم نصفہ (کبیر ج ۸ ص ۳۳۳) حضرت شاہ ولی اللہ رحؒ دہلوی فرماتے ہیں کہ الا قلیلا کا مطلب یہ ہے کہ کسی رات کو نہ اٹھو اور نصفہ، اللیل سے بدل ہے نصفہ او انقص الخ جملہ ماقبل کی تفسیر ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ نصف رات قیام کرو یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے نزدیک یہ توجیہہ پسندیدہ ہے کیونکہ اس سے مذکورہ بالا اشکال بھی ختم ہو جاتا ہے اور کسی تکلف کے ارتکاب کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی **ف۵** و رتل القرآن۔ ترتیل سے قرآن مجید کے ہر ہر لفظ کو جدا جدا اور واضح کر کے پڑھنا، خوبصورتی اور صحت سے ان کو ادا کرنا اور غور و تدبر سے سمجھ کر پڑھنا مراد ہے۔ (قرطبی، مظہری) **ف۵** انا سنلقی۔ قول ثقیل سے مراد قرآن ہے اسے ثقیل (بھاری کٹھن، مشکل) اس لئے فرمایا کہ اس کے مضامین توحید، حشر و نشر وغیرہ مشرکین پر نہایت شاق ہیں یا اس کے احکام و فرائض اور شرائع و حدود پر عمل کرنا نہایت مشکل ہے۔ (مدارک، قرطبی) **ف۶** ان ناشئۃ اللیل۔ یہ قم اللیل کی علت ہے۔ ناشئۃ، نشأ بمعنی قام کا مصدر ہے جیسا کہ عافیۃ ہے مراد قیام اللیل ہے وطأ، مواطأۃ موافقت۔ قیلا سے قراءۃ قرآن مراد ہے (روح، قرطبی) آپکو رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے اور تلاوت قرآن کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ رات سکون و اطمینان کا وقت ہوتا ہے شور و شغب نہیں ہوتا اسلئے آدمی جو کچھ زبان سے پڑھتا ہے دل پورے طور پر لیکن اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس طرح دن کی نسبت رات کے وقت دل اور زبان میں زیادہ توافقت کا موقع فراہم ہو جاتا ہے۔ نیز یکسوئی اور سکون کی وجہ سے تلاوت بہت زیادہ درست اور صحیح ادا ہوتی ہے **ف۷** ان لک فی النہار۔ سبحا طویلا مہمات میں طویل تصرف و اشتغال یعنی دن بھر آپ دوسرے مہمات و مشاغل میں مصروف رہتے ہیں اور عبادت کے لئے بالکلیہ فارغ نہیں ہو سکتے، اس لئے رات کے لمحات کو غنیمت جانیں اور رات کو اٹھ کر اللہ کی عبادت بجا لائیں (سبحا طویلا) ای تقلبا و تصرفا فی مہماتک واشتغالا بشواغلک فلا تستطیع ان تتفرغ للعبادۃ فعلیک بہا فی

اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ

یا اس سے کم کردے تھوڑا سا یا زیادہ کر اس پر اور کھول کھول کر ف۵ پڑھ قرآن

تَرْتِيْلًا ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ

کو صاف ہم ڈالنے والے ف۵ ہیں تجھ پر ایک بات ف۱ وزن دار ف۲ البتہ ف۶ اٹھنا

الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْـًٔا وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ﴿۶﴾ اِنَّ لَكَ فِي

رات کو سخت روندتا ہے اور سیدھی نکلتی ہے بات ف۳ البتہ ف۷ تجھ کو دن

النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ﴿۷﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ

میں شغل رہتا ہے لمبا ف۳ اور پڑھے جا ف۸ نام اپنے رب کا اور چھوٹ کر چلا آ اس

تَبْتِيْلًا ﴿۸﴾ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

کی طرف سب سے الگ ہو کر مالک مشرق ف۹ اور مغرب کا اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں

فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴿۹﴾ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ

سو پکڑلے اسکو کام بنانے والا اور سہتا رہ ف۱۰ جو کچھ کہتے رہیں اور

اهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ﴿۱۰﴾ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي

چھوڑ دے انکو بھلی طرح چھوڑنا ف۴ اور چھوڑ دے ف۱۱ مجھکو اور جھٹلانے والوں کو جو

النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿۱۱﴾ اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّ

آرام میں رہے ہیں اور ڈھیل دے انکو تھوڑی سی البتہ ہمارے پاس ف۱۲ بیڑیاں ہیں اور

جَحِيْمًا ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۳﴾ يَوْمَ

آگ کا ڈھیر اور کھانا گلے میں اٹکنے والا اور عذاب دردناک جس دن

تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا

کہ کانپے گی ف۱۳ زمین اور پہاڑ اور ہو جائینگے پہاڑ ریت کے

مَّهِيْلًا ﴿۱۴﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ

تودے پھسلتے ہم نے بھیجا ف۱۴ تمہاری طرف رسول بتلانیوالا تمہاری باتوں کا

موضح قرآن ف یعنی ریاضت کر تو بھاری بوجھ آسان ہو ف۲ یعنی بڑی ریاضت یہ کہ نفس روندا جاتا ہے ٹوٹتا ہے اور اس وقت دعا اور ذکر سیدھا ادا ہوتا ہے دل سے ف۳ یعنی دن کو لوگوں کو سمجھانا ہے عبادت کا وقت مقرر کر رات کو ف۴ یعنی خلق سے کنارہ کر لیکن لڑ بھڑ کر نہیں سلوک سے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی دعوت کفار باسلام ۱۲۔

اللیل (روح ج ۲۹ ص ۱۰۵)

۸ه واذکر اسم۔ بیان دعوائے توحید۔ ہر وقت اللہ کی یاد میں، اس کی تسبیح و تہلیل اور تمجید و تقدیس میں مصروف رہو، مہمات میں صرف اسی کو پکارو ماسوی سے منقطع ہو کر اللہ کے ہو رہو۔ خالص اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ ادعه باسمائه الحسنی (قرطبی) ودم علی ذکره فی اللیل والنهار وذکر الله یتناول التسبیح والتهلیل والتکبیر والصلاة وتلاوة القرآن ودراسة العلم (مدارک)۔

(وتبتل الیه تبتیلا) ای اخلص له العبادة (ابن کثیر) ای انقطع بعبادتك الیه ولا تشرك به غیره (قرطبی ج ۱۹ ص ۴۳)

تائید:۔ واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخیفة ودون الجهر من القول بالغدو والآصال ولا تکن من الغفلین ۵ (اعراف ع ۲۴)

۹ه رب المشرق۔ یہ مبتدا مقدر کی خبر ہے۔ ای هو رب المشرق۔ مشرق و مغرب تمام کائنات سے کنایہ ہے۔ فاتخذه میں فصیحہ ہے جب ساری کائنات کا ربّ اور مالک وہی ہے اور اس کے سوا کوئی الٰہ اور معبود نہیں تو پھر صرف اسی کو اپنا کارساز بناؤ اور اپنے تمام مہمات میں اسی پر تکیہ کرو اور تمام امور میں صرف اسی کو پکارو۔ فالمعنی انه لما ثبت انه لا اله الا هو لزمك ان تتخذه وکیلا وان تفوض کل امورك الیه (کبیر ج ۸ ص ۳۴۰)

۱۰ه واصبر۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ مشرکین کی خرافات اور ان کی تکلیف دہ باتوں کو آپ صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کریں اور ان کا معاملہ اپنے کارساز کے حوالے فرمادیں اور عمدہ پیرایہ میں ان سے الگ رہیں۔ دل سے اور عمل سے ان کی مخالفت کریں اور ظاہری مدارات برقرار رکھیں والهجر الجمیل ان یجانبهم بقلبه وهواه ویخالفهم فی الافعال مع المداراة والاغضاء وترك المکافأة (کبیر ج ۸ ص ۳۴۰)

۱۱ه وذرنی۔ زجر و تخویف دنیوی یا اخروی۔ نعمة عیش و عشرت۔ یہ اسلوب اس سے کنایہ ہے کہ آپ فکر نہ کریں ہم خود ان معاندین سے نمٹ لیں گے۔ ان عیش و عشرت کے دلدادہ جھٹلانیوالوں کو چھوڑ دو اور ان کا معاملہ میرے حوالہ کردو اور تھوڑی سی ان کو مہلت دیدو پھر دیکھو ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔ تھوڑی سی مہلت سے مراد مدت حیات ہے یا جنگ بدر تک کا وقت مراد ہے۔ ان معاندین کو میدان بدر میں ذلت آمیز عذاب کا مزہ چکھایا گیا اور جو اس عذاب سے بچ گئے وہ مرتے ہی عذاب میں مبتلا ہو جائینگے۔

۱۲ه ان لدینا۔ تخویف دنیوی۔ انکال، نِکْلٌ (بکسر نون وفتحہا) کی جمع ہے بھاری اور وزنی بیڑیاں۔ ذا غصة۔ گلا گھونٹنے والا، حلق سے نہ اترنے والا۔ دنیوی عذاب کے علاوہ آخرت میں بھی ہم نے ان کے لئے مختلف انواع و اقسام کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈالکر ان کو بھڑکتی آگ میں ڈالدیا جائیگا اور کھانے کے لئے زقوم، صدید، غسلین اور دیگر خاردار قسم کی چیزیں ہوں گی جن کو حلق سے اتارنا ہی دشوار ہوگا اس کے علاوہ کئی قسم کی دردناک سزائیں ہونگی۔

۱۳ه یوم ترجف۔ یوم کا عامل مقدر ہے ای استقر ذلك العذاب لدینا وظهر یوم تضطرب الارض والجبال وتتزلزل (روح ج ۲۹ ص ۱۰۸) ترجف شدید جھٹکے اور زلزلے سے دوچار ہوں گے کثیبا۔ ریت کا ڈھیر۔ مهیلا نرم، پاؤں کی ٹھوکر سے اڑنے والا۔ یہ عذاب ہمارے پاس تیار ہے اور اس دن ان پر پڑے گا جب زمین اور پہاڑ قیامت کے شدید ترین زلزلے سے دوچار ہوں گے۔ اور پہاڑ نرم ریت کا ڈھیر بن جائیں گے اور آخر زمین کے ساتھ ہموار ہو جائینگے۔ یہ قیامت کے دن کا منظر ہے۔

۱۴ه انا ارسلنا۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ شاهد حق بیان کرنے والا۔ بتانے والا (شاہ عبدالقادر رح) لفظ شاہد سے گواہ مراد لے کر اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ناظر ہونے پر استدلال درست نہیں۔ اس کی تحقیق سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ (ص ۷۰) خطاب مشرکین سے ہے۔ وبیلا شدیدا غلیظا (مدارک) جس طرح ہم نے فرعون کے پاس ایک رسول (موسیٰ علیہ السلام) بھیجا جس نے فرعون اور اس کی قوم کو توحید کی دعوت دی اسی طرح ہم نے تمہارے پاس بھی ایک عظیم الشان رسول (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) بھیجا ہے جو تمہیں توحید کی دعوت دیتا اور سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ فعصیٰ فرعون۔ فرعون اور اسکی قوم نے اس رسول علیہ السلام کی نافرمانی کی اور اس کی دعوت کو رد کر دیا تو ہم نے ان پر سخت گرفت کی اور ان کو دریا میں غرق کر دیا۔ اب تم بھی اپنے رسول کی نافرمانی اور اس کی مخالفت کر رہے ہو۔ اگر تم اسی عصیان و طغیان پر قائم رہے تو تمہیں بھی دردناک سزا دی جائے گی، چنانچہ میدان بدر میں ان معاندین کو قتل و قید کے رسوا کن عذاب کا مزہ چکھنا پڑا۔

كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ﴿١٥﴾ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ
جیسے بھیجا فرعون کے پاس رسول پھر کہا نہ مانا فرعون نے
الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ﴿١٦﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ
رسول کا پھر پکڑی ہم نے اسکو وبال کی پکڑ پھر کیونکر ۱۵ بچو گے
اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ﴿١٧﴾ اِۨلسَّمَآءُ
اگر منکر ہو گئے اس دن سے جو کر ڈالے لڑکوں کو بوڑھا ف آسمان
مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿١٨﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ
پھٹ جائے گا اسدن میں اس کا وعدہ ہونیوالا ہے یہ تو ۱۶ نصیحت ہے
فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿١٩﴾ ع اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ
پھر جو کوئی چاہے بنالے اپنے رب کی طرف راہ بے شک ۱۷ تیرا رب جانتا ہے
اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ
کہ تو اٹھتا ہے نزدیک دو تہائی رات کے اور آدھی رات کے اور تہائی رات کے
وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَ
اور کتنے لوگ ہیں تیرے ساتھ کے اور اللہ ماپتا ہے رات کو اور
النَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا
دن کو اس نے جانا کہ تم اسکو پورا نہ کرسکو گے ف سو تم پر معافی بھیجدی اب پڑھو
مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ
جتنا تم کو آسان ہو قرآن سے جانا کہ کتنے ہوں گے ۱۸ تم میں بیمار
وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ
اور کتنے اور لوگ پھرینگے ملک میں ڈھونڈتے اللہ
فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ
کے فضل کو اور کتنے لوگ لڑتے ہونگے اللہ کی راہ میں

ع ۱۴ / ۱۹

۱۵ فکیف تتقون - تخویف اخروی - ہول قیامت کی شدت وفظاعت کا بیان ہے - اگر ہم تم میں سے کسی کو کسی مصلحت سے دنیا میں نہ پکڑیں تو قیامت کے عذاب سے تم کسی طرح نہیں بچ سکتے - یہ دن نہایت کٹھن اور ہولناک ہوگا - شدت ہول اور کثرت حزن وغم میں یہ دن ضرب المثل ہوگا - اس دن کی شدت سے آسمان بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور ایسا ضرور ہوگا - اللہ کے فیصلے میں تخلف نہیں - یجعل الولدان شیبا محاورہ ہے جو شدت سے کنایہ ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے یوم یشیب نواصی الاطفال (کبیر) یا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن اگر بالفرض یہ معاندین بچے ہوں تو شدت ہول سے بوڑھے ہو جائیں کیونکہ حزن وغم کی کثرت اور خوف وہراس کی شدت انسان کو بہت جلد بڑھاپے سے ہمکنار کر دیتی ہے - تائید :- یوم ترونها تذهل كل مرضعة عما ارضعت (حج ع ۱) ان هذه تذكرة - یہ تمام مذکورہ بالا بیان عبرت ونصیحت ہے جو شخص چاہے اس سے نصیحت حاصل کر کے اللہ کی بارگاہ میں باریابی اور تقرب کی راہ اختیار کرلے یعنی ایمان لے آئے اور نیک کام کرے جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو **۱۷** ان ربك يعلم یہ ابتدائے سورت سے متعلق ہے اکثر مفسرین کے نزدیک یہ سورت ابتدا سورت میں مذکورہ حکم کی ناسخ ہے کیونکہ اسمیں حکم سابق میں تخفیف کر دی گئی ہے لیکن حضرت شاہ ولی اللہ کے نزدیک حکم سابق منسوخ نہیں پہلے بھی حکم استحبابی ہی تھا اسمیں مزید تخفیف کر دی گئی کہ نصف اور ثلث وغیرہ کا تم صحیح اندازہ نہیں کرسکتے، اس لئے جس قدر قیام کرسکتے ہو اسی قدر کر لیا کرو، مذکورہ مقداروں کی پابندی ضروری نہیں. فرمایا ہمیں معلوم ہے کہ آپ رات کا تہائی حصہ نصف اور تقریبًا دو تہائی تک قیام کرتے ہیں اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھی ایسا کرتی ہے لیکن رات دن گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں اس لئے تم ان مقداروں کا صحیح اندازہ نہیں کرسکتے اس لئے جس قدر آسانی سے پڑھ سکو اتنا ہی پڑھ لیا کرو **۱۸** علم ان سیکون - یہ فتاب علیکم کی علت ہے - اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم میں بیمار اور ضعیف بھی ہوں گے اور مسافر اور مجاہد فی سبیل اللہ بھی جو اپنے ضعف اور اپنی دن کی مصروفیات سفر و جہاد کی وجہ سے قیام اللیل نہیں کرسکتے اس لئے جس قدر آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لیا کرو - البتہ صلوٰۃ فریضہ کی ہر حال میں پابندی کرو -
واتوا الزکوٰۃ - یہ سورت چونکہ مکیہ ہے اور زکوٰۃ مدینہ یا مکی زندگی کے اواخر میں فرض ہوئی، اس لئے زکوٰۃ سے یہاں زکوٰۃ الفطر مراد ہے - (کبیر) یا تزکیہ عقائد باستقامت بر لا الٰہ الا اللہ (حضرت شیخ رحمہ اللہ)

حاشیہ: ۱۵ تخویف اخروی ۱۲ — ۱۶ ترغیب لیل الایمان و اتباع القرآن ۱۲ — ۱۷ متعلق با ابتدائے سورت ۱۲ — ۱۸ علت برائے فتاب علیکم ۱۲

موضح قرآن ف اس دن کی شدت سے یا درازی سے اگرچہ وہاں جیسے ہی تیسے رہیں گے پر مدت اتنی ہے کہ لڑکے بوڑھے ہو جاویں - ف رات جاگنے کا حکم ایک برس رہ کر موقوف ہوا - اگلی آیت اتری -

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مواظبت نمی توانید کرد ۱۲ -

۱۹ وا قرضوا۔ اس سے صدقات نافلہ مراد ہیں یا ذکر جہاد کے بعد اس میں انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب ہے۔ وما تقدموا۔ جو مال تم اللہ کی راہ میں خرچ کروگے وہ تمہارے لئے ذخیرۂ آخرت ہے اس لئے بہتر ہے کہ موت کے آثار ظاہر ہونے سے پہلے ہی اللہ کی راہ میں خرچ کرلو۔ کیونکہ جو خیرات تم موت سے پہلے کر لوگے وہ خدا کے نزدیک اجر و ثواب میں اس خیرات سے کہیں زیادہ افضل واعلیٰ ہے جو تم موت کے وقت کرو۔ قال ابن عباس تجدوہ عند اللہ خیرا واعظم اجرا من الذی تؤخرہ الی وصیتک عند الموت (کبیر ج ۸ ص ۳۴۶) اعمال صالحہ میں اپنی کوتاہیوں اور تقصیروں کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو بے شک وہ بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے توبہ کرنے والوں اور گناہوں پر پشیمان ہونے والوں کو محض اپنی رحمت سے معاف فرما دیتا ہے۔ ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکفرین

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا

سو پڑھ لیا کرو جتنا آسان ہو اسمیں سے اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو

الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا

زکوٰۃ اور قرض دو ف۱۹ اللہ کو اچھی طرح پر قرض دینا ف۱ اور جو کچھ آگے بھیجو گے

لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا

اپنے واسطے کوئی نیکی اسکو پاؤگے اللہ کے پاس بہتر

وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

اور ثواب میں زیادہ اور معافی مانگو اللہ سے بے شک اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ ع

مہربان ہے ف۲

ع ۲ / ۱۴

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ مدثر ۱۰ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی چھپن آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ﴿۲﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿۳﴾ وَ

اے لحاف میں لپٹنے والے ف۳ کھڑا ہو پھر ڈر سنا دے اور اپنے رب کی بڑائی بول اور

ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿۴﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿۵﴾ وَلَا تَمْنُنْ

اپنے کپڑے پاک رکھ اور گندگی سے دور رہ اور ایسا نہ کر کہ احسان کر

تَسْتَكْثِرُ ﴿۶﴾ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ﴿۷﴾ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ﴿۸﴾

اور بدلا بہت چاہے ف۴ اور اپنے رب سے امید رکھ ف پھر جب بجنے لگے وہ کھوکھری چیز ف۲

فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ﴿۹﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ

پھر وہ اس دن مشکل دن ہے منکروں پر نہیں

موضح قرآن ف یہ سورت اتری تب خلق کو دعوت کا حکم ہوا اور نماز کا نماز کے ساتھ تکبیر ہے اور کپڑے پاک رہنے اور گندگی سے بچنا یا گندگی کہا بت کہ وہ اکثر دودھ اور تیل میں آلودہ رہتا ہے اور یہ ہمت سکھائی کہ جو کسی کو دے اس سے بدلا نہ چاہ اپنے رب کے دینے سے شاکر رہ۔ ف۲ یعنی پھونکے صور

فتح الرحمن ف۱ یعنی صرف مال کنید در جہاد بتوقع ثواب آخرت ۱۲۔ ف۲ مترجم گوید این آیت بعد یک سال نازل شد و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ہمیں سورہ لاحق کردند بجہت مناسبت ولہذا در اسلوب با سائرہ سورہ نمی ماند واللہ اعلم ۱۲ ف۳ یعنی از ہیبت وحی ۱۲۔ ف۴ یعنی ہدیہ بمردن برنیسی تا دہی زیادہ از قیمت ہدیہ رعایت کند از اخلاق رویہ است ۱۲۔

سورۂ مزمل میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ ورتل القرآن ترتیلا ۵ قرآن کی تلاوت سے مسئلہ توحید پر استقامت نصیب ہوتی ہے۔
۲۔ رب المشرق والمغرب لا الہ الا ھو فاتخذہ وکیلا ۵ نفی شرک فی التصرف۔

(آج بتاریخ ۷ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۲ مئی ۱۹۷۲ء بروز سہ شنبہ ۴½ بجے شام سورہ مزمل کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات ومن عندہ تتنزل الرحمۃ والبرکات والصلوٰۃ والسلام علی سید الرسل وخاتم النبیین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

(سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

سُورۃ المدّثر

رابط | سورہ مزمل میں فرمایا قرآن کی تلاوت میں مصروف رہو اور توحید پر قائم رہو۔ اب سورۂ مدثّر میں فرمایا تلاوت قرآن کے ساتھ ساتھ قرآن کی دعوت یعنی مسئلہ توحید اور اس کے دوسرے احکام کی تبلیغ بھی کرو۔

خلاصہ | یا یہا المدثر ـــــ تا ـــــ ولا تمنن تستکثر ہ یہ سورت کا دعویٰ ہے۔ اللہ کے عذاب سے ڈراؤ، اللہ کی توحید بیان کرو اور شرک سے اس کی تقدیس و تنزیہ کرو۔ ولربك فاصبر ہ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

فاذا نقر فی الناقور ـــــ تا ـــــ غیر یسیر ہ تخویف اخروی۔ قیامت کا دن کافروں کے لئے نہایت سخت اور دشوار ہوگا۔
ذرنی ومن خلقت وحیدا ـــــ تا ـــــ انہ کان لاٰیٰتنا عنیدا ہ زجر برائے معاندین۔ یا برائے ولید بن مغیرہ۔ سارھقہ صعودا ـــــ تا
وما ھی الا ذکری للبشر ہ تخویف اخروی و زجر۔ کلا والقمر ہ والیل اذ ادبر ـــــ تا ـــــ کل نفس بما کسبت رھینۃ ہ زجر
الا اصحٰب الیمین ہ فی جنّٰت یتسآءلون ہ بشارت اخرویہ۔ ما سلککم فی سقر ہ ـــــ تا ـــــ فما تنفعھم شفاعۃ الشافعین تخویف اخروی۔ یہ معاندین اب تو نہیں مانتے، لیکن قیامت کے دن اپنے جرم و گناہ کا اعتراف کریں گے اور کہیں گے کہ آج ہم انہی گناہوں کی سزا پا رہے ہیں
فما لھم عن التذکرۃ معرضین ہ تا آخر سورت۔ زجر۔ پند و نصیحت اور دعوت توحید سے وہ اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح شیر سے گدھا۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ انھیں براہ راست اللہ کی طرف سے پیغام آئے، مگر یہ ناممکن ہے۔

لہ یٰایھا المدثر۔ اصل میں متدثر تھا۔ فائے تفعل میں دال واقع ہونے کی وجہ سے تائے تفعل کو دال سے بدل کر ادغام کردیا گیا۔ یہ دثار سے مأخوذ ہے دثار اس کپڑے کو کہا جاتا ہے جو بدن سے متصل ملبوسات کے اوپر اوڑھا جاتا ہے مثلاً موٹی چادر یا کمبل وغیرہ۔ المتدثر وھو الذی یتدثر ثیابہ لینام او لیستدفئ (کبیر ج ۸ ص ۷۴۲) پہلی وحی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول غارِ حرا میں تشریف لے گئے جب اپنے معمول سے فارغ ہوکر پہاڑ سے نیچے اترے تو کسی نے آپ کو آواز دی آپ نے ہر طرف دیکھا لیکن آپ کو کوئی شخص نظر نہ آیا۔ پھر آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو آپ کو فضا میں کرسی پر بیٹھا ہوا وہی فرشتہ نظر آیا جو غارِ حرا میں پہلی بار آپ کے پاس آیا تھا۔ آپ اس کو دیکھ کر ڈر گئے اور آپ پر لرزہ کی کیفیت طاری ہوگئی۔ آپ گھر تشریف لائے اور گھر والوں سے فرمایا دثرونی مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ آپ کپڑا اوڑھ کر لیٹ گئے تو اسی حالت میں یہ سورت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر۔ روح) سورت کی ابتدا ہی میں سورت کا دعویٰ مذکور ہے، فرمایا کپڑوں میں ملبوس آرام و استراحت فرمانے والے اب آرام کا وقت نہیں اب اٹھ کر ہمت باندھ اور مخلوق خدا کو جو شرک میں مبتلا ہے خدا کے عذاب سے ڈرا ان کو شرک سے منع کر اور ان کو توحید کی دعوت دے الانذار دعائھم الی التوحید لانہ المقصود بھا (النبوۃ)۔ قرطبی ج ۱۹ ص ۶۰) وربك فکبّر اپنے رب کی عظمت و کبریائی کا اعلان کر اور مشرکین کے شرک اور افتراء سے اس کی تقدیس و تنزیہ فرما۔ المقصود الاولی من الامر بالقیام ان یکبر ربہ وینزھہ من الشرک (ابوالسعود ج ۸ ص ۳۵۰) ومعنی کبر عظمہ عن الحدوث وعن سمات النقص والزوال وعن التشریك فی وجوب الوجود والالوھیۃ والتشریك فی العبادۃ الخ (مظہری ج ۱۰ ص ۱۲۴)

سہ وثیابك فطھر اپنے عمل کی اصلاح کر اور اپنے نفس کو اخلاق فاضلہ اور شمائل جمیلہ سے آراستہ کر تاکہ تبلیغ و انذار کے مقصد میں کامیابی کی راہ ہموار ہوجائے انہ امر لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم با لتخلق بالاخلاق الحسنۃ الموجبۃ لقبول الانذار بعد امرہ علیہ الصلاۃ والسلام بتخصیصہ ربہ عزوجل بالتکبیر الخ (روح ج ۲۹ ص ۱۱۸) والرجز فاھجر۔ رُجز سے اوثان اور معبودان باطل مراد ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضا ابن زید مجاہد اور عکرمہ سے منقول ہے۔ قال مجاھد وعکرمۃ یعنی الاوثان؛ دلیلہ قولہ تعالیٰ فاجتنبوا الرجس من الاوثان" وقالہ ابن عباس وابن زید (قرطبی ج ۱۹ ص ۶۵) یعنی معبودان باطل کی عبادت چھوڑے رہو۔ فاھجر سے احداث ہجران مراد نہیں یعنی یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ اب آپ عبادت اوثان چھوڑ دیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام تو صغیرہ گناہوں سے بھی معصوم ہوتے ہیں بلکہ مراد ہے دوام ہجران یعنی آپ عبادتِ اوثان کے ترک پر قائم اور ثابت قدم رہیں المراد الدوام والثبات علی ھجر ذلك (روح) یا بتقدیر مضاف اہل رجز یعنی مشرکین مراد ہیں مطلب یہ ہے کہ مشرکین سے دور رہو تائید۔ ولا تکونن من المشرکین ہ (القصص رکوع ۹) حاصل یہ ہے کہ آپ توحید کی دعوت و تبلیغ کا کام سرانجام دیں جو آپ کا فریضہ ہے اس میں ذرہ بھر کوتاہی اور نرمی نہ ہونے پائے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

کہ ولا تمنن۔ تستکثر مرفوع ہے اور لا تمنن کے فاعل سے حال ہے یہ نہی کا جواب نہیں ورنہ مجزوم ہوتا۔ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کی طرف

سے تبلیغ پر مامور ہوں۔ اس لئے آپ لوگوں پر نبوت اور تعلیم و تبلیغ کا احسان نہ دھریں کہ آپ کو بکثرت دولت حاصل ہو۔ آپ کا اجر و ثواب اللہ کے ذمہ ہے
قال ابن زید معناه لا تمنن بالنبوة على الناس فتأخذ عليها عوضا و اجرا من الدنيا (مظہری ج ۱۰ ص ۱۲۵) یعنی آپ محض لوجہ اللہ
تبلیغ کریں، کسی سے اجر و معاوضہ کی توقع نہ رکھیں اور نہ کسی کو دعوت و تبلیغ کا احسان جتائیں۔ ولربك فاصبر۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی
ہے کفار و مشرکین کی طرف سے تبلیغ و توحید پر تکلیفیں آئیں تو ان سے آزردہ نہ ہوں، بلکہ محض اللہ کی رضا کیلئے تکالیف نبوت، ادائے تبلیغ اور ایذائے مشرکین

يَسِيرٍ ⑩ ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ⑪ وَجَعَلْتُ لَهُ
آسان — چھوڑ دے مجھکو ۔۔ اور اسکو جس کو میں نے بنایا اکیلا ف۵ — اور دیا میں نے اسکو

مَالًا مَّمْدُودًا ⑫ وَبَنِينَ شُهُودًا ⑬ وَمَهَّدتُّ لَهُ
مال پھیلا کر — اور بیٹے مجلس میں بیٹھنے والے — اور تیاری کر دی اس کے لئے

تَمْهِيدًا ⑭ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ⑮ كَلَّا ۖ إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا
خوب تیاری — پھر لالچ رکھتا ہے کہ اور بھی دوں ف۲ — ہرگز نہیں وہ ہے ہماری آیتوں کا

عَنِيدًا ⑯ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ⑰ إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ⑱ فَقُتِلَ
مخالف — اب اس سے چڑھواؤنگا بڑی چڑھائی ف۳ — اس نے فکر کیا اور دل میں ٹھہرا لیا سو مارا جیو

كَيْفَ قَدَّرَ ⑲ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ⑳ ثُمَّ نَظَرَ ㉑ ثُمَّ
کیسا ٹھہرایا — پھر مارا جائیو کیسا ٹھہرایا — پھر نگاہ کی — پھر

عَبَسَ وَبَسَرَ ㉒ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ㉓ فَقَالَ إِنْ هَٰذَا
تیوری چڑھائی اور منہ تھتھایا — پھر پیٹھ پھیری اور غرور کیا — پھر بولا کچھ نہیں یہ

إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ ㉔ إِنْ هَٰذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ㉕ سَأُصْلِيهِ
جادو ہے چلا آتا — اور کچھ نہیں یہ کہا ہوا ہے آدمی کا — اب اسکو ڈالونگا

سَقَرَ ㉖ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرُ ㉗ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ㉘
آگ میں — اور تو کیا سمجھا کیسی ہے وہ آگ — نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے

لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ㉙ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ㉚ وَمَا جَعَلْنَا
جلا دینے والی ہے آدمیوں کو ف۴ — اس پر مقرر ہیں انیس فرشتے ف۵ — اور ہم نے جو رکھے ہیں

أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً ۙ وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا
دوزخ پر داروغہ — وہ فرشتے ہی ہیں — اور ان کی جو گنتی رکھی ہے — سو

فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
جانچنے کو — منکروں کے — تاکہ یقین کرلیں وہ لوگ جن کو ملی ہے کتاب

پر صبر کریں۔ ای لوجه ربك امره بالصبر فيتناول الصبر على تكاليف النبوة وعلى اداء طاعة الله وعلى اذى الكفار (بحر ج ۸ ص ۳۷۲)

۵ فاذا نقر۔ تخویف اخروی۔ نقر ای نفخ یعنی پھونکا جائے گا۔ فذلك الخ جملہ جزائے شرط ہے۔ یومئذ، ذلك سے بدل ہے اور اسم غیر متمکن کی طرف مضاف ہونیکی وجہ سے یوم مبنی علی الفتح ہے یوم عسیر، ذلك کی خبر ہے۔ علی الکافرین، عسیر سے متعلق ہے غیر یسیر، عسیر کی تاکید ہے (روح) جب صور پھونکا جائے گا اور قیامت قائم ہو جائیگی تو یہ دن کفار و مشرکین پر نہایت سخت اور دشوار ہوگا۔ اس دن میں کسی قسم کی آسانی، رعایت اور راحت ان کو میسر نہ ہوگی ۶ ذرنی ومن خلقت یہ زجر ہے۔ ان آیتوں سے ہر کافر، معاند، سرکش اور متکبر مراد ہے۔ یا یہ ولید بن مغیرہ مخزومی کے حق میں ہیں لکن العبرة لعموم المعنى لا لخصوص المورد۔ وحیدا، ذرنی میں ضمیر مفعول سے حال ہے یعنی مجھے چھوڑ دو میں تنہا ہی اس سے انتقام لے لونگا یا "خلقت" کی "تا" سے حال ہے یعنی میں نے تنہا ہی اسکو پیدا کیا ہے اور میں تنہا ہی بلا مدد غیرے اس کو ہلاک بھی کرلونگا یا یہ ضمیر منصوب مقدر سے حال ہے جو من کیطرف عائد ہے ای من خلقتہ وحیدا یعنی میں نے اسکو مال و اولاد سے تنہا پیدا کیا ہے بوقت ولادت اس کے پاس نہ مال تھا نہ اولاد تھی یہ نعمتیں بعد میں میں ہی نے اسکو دیں۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ وحید، ولید بن مغیرہ کا لقب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بطور استہزاء اسے اس کے مشہور لقب سے ذکر فرمایا ہے۔ (بحر۔ قرطبی روح) ۷ وجعلت له۔ ممدود، کثیر شهود۔ حاضر باش۔ سفر و حضر میں اور تجارت و تفرج میں اس کے ساتھ حاضر رہنے والے یا اپنی وجاہت و قابلیت کی وجہ سے مجلسوں اور محفلوں میں شریک ہونے والے، ہم نے اس کے دنیوی جاہ و وقار اور اس کی ریاست و وجاہت و قابلیت کی وجہ سے مجلسوں اور محفلوں میں شریک ہونے والے

۱ زجر برائے معاندین عموماً یا برائے ولید بن مغیرہ خصوصاً ۱۲۔

۲ تخویف اخروی و زجر ۱۲۔

۳ تخویف اخروی ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ یعنی اپنے باپ کے یہاں ایک بیٹا جس کا شریک نہ ہو۔ اور بھائی یا اگا دنیا کی لیاقت میں۔ ف۲ کہتے ہیں یہ ولید کافر کو فرمایا وہ دُور دُور ملک دیکھ آیا تھا کافروں نے اس کو کہا کہ تو سُن محمد کیا پڑھتا ہے تجویز کر کر کیا ہے حضرت نے پڑھا تب اس نے منہ بنا کر یہ کہا کہ یہ جادو ہے ف۳ دوزخ میں ایک پہاڑ ہے سیدھا کافروں کو اس پر ہمیشہ چڑھوا دینگے یہ بھی ایک عذاب ہے ف۴ جیسے لوہا دہکتا سُرخ نظر آتا ہے آدمی کے پنڈے پر وہ سرخ

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید این تصویر است حال کافر را کہ خدائے تعالیٰ او را نعمتہا دادہ باشد و او مصر باشد بر کفر و عبس و بسر تم اد بر و استکبر تصویر حال قائل و تردد است واللہ اعلم ۱۲۔

ومھدت له ہم نے اس کے دنیوی جاہ ووقار اور اس کی ریاست و وجاہت کو خوب وسعت دی۔ ہم نے جب اس کو پیدا کیا تو وہ تنہا تھا ذلیل اور بے مال تھا پھر ہم نے اس کو کثیر دولت عطا کی، اس کو لائق اور قابل اولاد دی، لوگوں پر اس کی وجاہت و ریاست کا سکّہ بٹھا دیا۔ لیکن اس نے ناشکری کی، اللہ کے شریک بنائے اور اس کے دین سے استہزاء کیا اور پھر بھی اسے یہ امید ہے کہ ہم ابھی اس کو مزید انعامات سے نوازیں گے، ہرگز نہیں ای خلقته منفردا ذليلا قليلا لا مال له ولا ولد فآتاه الله تعالىٰ المال والولد فكفر نعمته واشرك به واستهزا بدينه (البحر ج ۸ ص ۳۷۳) اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ا وہ ہماری آیتوں کا منکر اور معاند ہے اب اس پر مزید انعام نہیں ہوگا بلکہ اب اسے کفر وعناد اور جحود وانکار کی سزا دی جائیگی۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اس کو ذلت و رسوائی اور تنگدستی میں مبتلا کر دیا اور آخرت کا عذاب آگے مذکور ہے۔

۵۸ سارهقه صعودا۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ صعودا دوزخ میں آگ کا نہایت ہی بلند پہاڑ ہے جس پر چڑھنے کے لئے جہنمیوں کو مجبور کیا جائے گا۔ یہ بھی ایک قسم کا نہایت تکلیف دہ عذاب ہوگا۔ انه فكر یہ اس کی سزا کی علت ہے اس نے قرآن اور پیغمبر کے بارے میں غور وفکر کیا کہ ان کی حقیقت کیا ہے پھر اپنے ذہن میں ایک بات طے کرلی کہ یہ قرآن جادو ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جادوگر ہے۔ العیاذ باللہ۔ اس ملعون اور راندۂ درگاہ ایزدی نے یہ فیصلہ کس طرح کر لیا۔ اس کے بعد اس نے نظر اٹھا کر دیکھا ترش رو ہوا اور سخت ناک بھوں چڑھائی اور پھر پیٹھ پھیر کر غرور ونخوت سے چلدیا اور کہنے لگا یہ تو جادو ہے جو بابل کے جادوگروں سے چلا آرہا ہے اور لوگ اسے سیکھتے سکھاتے چلے آرہے ہیں یہ بھی کہیں سے سیکھ کر آگیا ہے اور یہ قرآن جسے وہ خدا کا کلام بتاتا ہے۔ خدا کا کلام نہیں یہ انسانی کلام ہے جسے وہ خود بنا کر یا کسی سے بنوا کر لاتا ہے۔

ولید بن مغیرہ نے اپنی قوم بنی مخزوم سے کہا تم کہتے ہو محمدؐ دیوانہ ہے، کیا تم نے کبھی اس پر دیوانگی کا دورہ پڑتے دیکھا ہے؟ اور تم کہتے ہو وہ کاہن ہے، کیا تم نے کبھی اسے کاہنوں کی سی باتیں کرتے سُنا ہے؟ نیز تم کہتے ہو وہ شاعر ہے، کیا تم نے کبھی اسے شعر پڑھتے یا بناتے سُنا ہے؟ اور تمہارا خیال ہے کہ وہ جھوٹا ہے کیا تم نے کبھی اسکو جھوٹ بولتے سُنا ہے؟۔ ہر سوال کے جواب میں سب نے کہا: نہیں، پھر کہنے لگے تو بتاؤ نا، آخر یہ کیا معاملہ ہے، تو غور وفکر کے بعد کہنے لگا وہ جادوگر ہے کیا تم دیکھتے نہیں کہ اس نے خاوند بیوی باپ بیٹے اور بھائی بھائی میں جدائی ڈالدی ہے۔ اس جواب سے تمام ملعونین بہت خوش ہوئے۔ (مدارک)

ثم قتل تعقیب ذکری کے لئے ہے۔ یعنی میں پھر کہتا ہوں کہ اس ملعون نے یہ کس طرح اندازہ لگایا کہ آپؐ جادوگر ہیں۔ ثم نظر یعنی پہلے تو آنکھیں بند کر کے سوچا، پھر آنکھیں کھول کر دیکھا پھر ترش رُو ہوا اور سخت ناک بھوں چڑھائی اور پھر متکبرانہ انداز میں پشت پھیری جیسا کہ آجکل کے متکبّر کرتے ہیں۔ قاله الشیخ رحمه الله۔

۵۹ ساصليه سقر۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ میں اس کو سقر میں داخل کروں گا۔ سقر ایسی تیز اور سخت آگ کا دوزخ ہے کہ لا تبقی ولا تذر کہ ہڈی پسلی چھوڑے گی نہ گوشت پوست لواحة للبشر بشرة کی جمع ہے۔ سقر کی آگ دوزخیوں کے چمڑوں کو جلا کر سیاہ اور بدشکل بنا دے گی۔ دوزخ پر ہم نے انیس فرشتے یا فرشتوں کی انیس صفیں مقرر کر رکھی ہیں والاول اصح اور پھر یہ دوزخ کے خزّان آدمی یا جنّ نہیں بلکہ فرشتے ہیں جو طاقت وقوت میں جنّ وانس پر فائق ہیں۔ اہل دوزخ جنّ وانس کے لئے ان کے دلوں میں رحمت وشفقت کا کوئی جذبہ نہیں ہوگا اور نہ دوزخیوں کے بارے میں احکام خداوندی کی تعمیل میں کوتاہی کا احتمال ہی ہوگا۔

۶۰ وجعلنا۔ فتنة۔ آزمائش یا گمراہی کا سبب۔ لیستیقن میں لام عاقبت کا ہے۔ اتنی کثیر تعداد میں دوزخیوں پر قابو پانے کے لئے فرشتوں کی تھوڑی سی جماعت کا مقرر کرنا اور پھر اس تعداد کا اظہار کفار ومشرکین کی آزمائش کے لئے ہے کہ وہ اس کو تسلیم کرتے ہیں یا اس کا انکار کرتے ہیں اس کا مذاق اڑاتے ہیں چنانچہ یہ آیت سُن کر ابوجہل نے قریش سے کہا: قریش کے بہادرو اور سخت گیر پہلوانو! کیا تم میں سے دس دس جوان بھی ایک ایک پر قابو نہیں پا سکو گے؟ اس پر ابو الاشدّ بن اسید جمحی بولا: فکر کی کوئی بات نہیں سترہ کو تو میں اکیلا ہی سنبھال لوں گا، باقی دو کو تم سب مل کر سنبھال لینا۔ چونکہ کتب سابقہ میں بھی خزّان جہنم کی یہی تعداد ذکر کی گئی ہے۔ اس لئے جب اہل کتاب اس آیت کو سنیں گے تو اس سے ان کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کی سچائی کا یقین آجائیگا۔ کیونکہ خبر ان کی مسلمہ کتابوں، تورات اور انجیل کے موافق ہے۔

ويزداد الذين آمنوا۔ اور اس سے مومنوں کو مزید اطمینان ہو جائے گا اور ان کے ایمان کو اور تقویت ملے گی۔ کیونکہ اہل کتاب نے بھی اسے مان لیا ہے۔ نیز وہ یہ آیت سن کر فوراً بول اٹھیں گے کہ یہ خبر اللہ تعالیٰ نے دی ہے اس لئے سچی ہے، ہم اس پر بھی ایمان لاتے ہیں۔

ولا يرتاب الذين اوتوا الكتب والمؤمنون۔ یہ مضمون سابق کی تاکید ہے یعنی اہل کتاب اور مؤمنین کو اس خبر کی سچائی میں شک باقی نہ رہے۔

ك ولیقول. لیکن منافقین اور کفار از راہِ استہزاء وتمسخر کہیں گے کہ اس قلیل تعداد کے بیان سے اللہ تعالیٰ کی کیا مراد ہے؟ کیا اتنے تھوڑے سے فرشتے ان بے حد وحساب دوزخیوں پر قابو پالیں گے ان فرشتوں کی تعداد تو کروڑوں سے بھی زیادہ ہونی چاہیئے۔ یہ سورت مکیّہ ہے اور مکہ میں کوئی منافق نہیں تھا اس لئے مطلب یہ ہے کہ بعد میں جب مدینہ کے منافق سُنیں گے تو وہ اسی قسم کی باتیں کہیں گے (قرطبی، روح) کذلک یضل اللہ۔ اس طرح اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے جیسا کہ ابوجہل اور دیگر مشرکین کو کیا اور جسے چاہتا ہے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے جیسا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی ایک ہی چیز بعض لوگوں کی گمراہی کا سبب ہوئی اور بعض لوگوں کے ایمان ویقین میں اضافہ اور قوّت کا باعث بنی۔ جو شخص اپنے اختیار سے گمراہی پر سنا چاہے اسے اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے اور جو اپنے اختیار سے راہ ہدایت کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سیدھی راہ دکھاتا ہے کسی پر جبر و اکراہ نہیں یضل اللہ تعالیٰ من یشاء اضلالہ لصرف اختیارہ حسب استعدادہ السیئ الی جانب الضلال ویھدی من یشاء ھدایتہ لصرف اختیارہ حسب استعدادہ الحسن الی جانب الھدایۃ (روح ج ۲۹ ص ۱۲۸ محصلہ) ۱۲ وما یعلم۔ اللہ تعالیٰ کے لشکروں کی تعداد کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ انیس تو صرف دوزخ کے نگران اعلیٰ ہیں ان کے ماتحت اور ان کے علاوہ زمین و آسمان میں جو فرشتوں کے لشکروں کے لشکر موجود ہیں وہ حد وحساب سے باہر ہیں، صحیح گنتی اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ وما ھی الا ذکری للبشر یہ دوزخ تو خلق خدا کے لئے عبرت اور نصیحت کا باعث ہے۔ اس سے انہیں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت کا اندازہ لگانا چاہیئے اس کے عذاب سے ڈرنا چاہیئے اور انہیں سیدھی راہ، دینِ اسلام پر چلنا چاہیئے تاکہ اس کے دردناک عذاب سے بچ جائیں ۱۳ کلا۔ برائے ردع ہے اور کفار و مشرکین کو زجر ہے کہ ان کو قرآن کے مقابلہ میں اس قسم کی سفیہانہ باتیں نہیں کرنی چاہییں۔ یا بمعنی حقاً ہے المعنی حقاً والقمر (قرطبی) اس صورت میں یہ مابعد کی تاکید ہوگی۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے نزدیک یہی راجح ہے

وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ

اور بڑھے ایمانداروں کا ایمان اور دھوکہ نہ کھائیں جن کو

أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ ۙ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي

ملی ہے کتاب اور مسلمان اور تاکہ ۱۱ کہیں وہ لوگ کہ

قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْكَافِرُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا

جن کے دل میں روگ ہے اور منکر کیا غرض تھی اللہ کو اس

مَثَلًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ

مثل سے یوں بچلاتا ہے اللہ جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے جس کو چاہے

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۚ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ

اور کوئی نہیں ۱۲ جانتا تیرے رب کے لشکر کو مگر خود وہی اور وہ تو سمجھانا ہے لوگوں

لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾ وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ إِذَا ع ۱ ۳ ۱۵

کے واسطے ف۱ ف سچ کہتا ۱۳ ہوں اور قسم ہے چاند کی اور رات کی جب پیٹھ پھیرے اور صبح کی جب

أَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيرًا لِلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَنْ

روشن ہووے وہ ایک ہے ۱۴ بڑی چیزوں میں کی ڈرانے والی ہے لوگوں کو جو کوئی

شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ﴿۳۷﴾ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا

چاہے تم میں سے کہ آگے بڑھے یا پیچھے رہے ف۲ ہر ایک ۱۵ جی اپنے

كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ﴿۳۸﴾ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ﴿۳۹﴾ فِي جَنَّاتٍ مع ۱۶

کئے کاموں میں پھنسا ہوا ہے مگر داہنی طرف والے باغوں میں ہیں

يَتَسَاءَلُونَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِي

مل کر پوچھتے ہیں گنہگاروں کا حال تم کاہے سے جا پڑے

سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿۴۳﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ

دوزخ میں وہ بولے ۱۶ ہم نہ تھے نماز پڑھتے اور نہ تھے کھانا کھلاتے

عند المتقدمین ۱۲

موضح قرآن ف یہ جو فرمایا کہ دوزخ پر مقرر ہیں انیس شخص کافر ٹھٹھا کرنے لگے کہ ہم ہزاروں ہیں انیس ہمارا کیا کریں گے تب یہ فرمایا کہ وہ آدمی نہیں فرشتے ہیں تم سب کے واسطے ایک ہی کفایت ہے مگر یہ گنتی بتائی ہے موافق اگلی کتابوں کے کہ اس کے سچ کی دلیل ہو۔ ف۲ آگے بڑھے بہشت کو یا پیچھے رہے دوزخ میں۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید ایں آیت اشارتست برد شبہہ کفار در عدد تسعۃ عشر و آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آنرا در ہمیں سورہ لاحق فرمودند بجہت مناسبت و لہٰذا با سائر سورہ نمی ماند در اسلوب ۱۲۔

والقمر، واللیل، والصبح تینوں قسمیں ہیں جو جواب قسم پر شاہد ہیں۔ جواب قسم محذوف ہے یعنی لترکبن طبقا عن طبق چاند پر پورا مہینہ مختلف حالتیں آتی ہیں، اسی طرح رات کی بھی کئی حالتیں ہوتی ہیں، شروع ہوتی ہے۔ گھپ اندھیرا ہو جاتا ہے اور اس میں سے صبح نمودار ہوتی ہے۔ چاند اپنے مختلف اور گوناگوں احوال سے اس پر شاہد ہے، رات کی ظلمت اور صبح کی نمود اس پر گواہ ہیں کہ تم پر بھی کئی حالات آئیں گے۔ رات کے اندھیرے کی طرح شدائد و آلام سے کبھی دوچار ہونا پڑے گا آخر تمام اندھیرے چھٹ جائیں گے اور فتح و کامرانی اور فوز و فلاح کی صبح نمودار ہو گی۔ تائید:- فلا اقسم

الۡمِسۡکِیۡنَ ﴿۴۴﴾ وَ کُنَّا نَخُوۡضُ مَعَ الۡخَآئِضِیۡنَ ﴿۴۵﴾ وَ کُنَّا
محتاج کو ۔ اور ہم تھے باتوں میں ہنستے ہنسنے والوں کے ساتھ ۔ اور ہم تھے
نُکَذِّبُ بِیَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰۤی اَتٰىنَا الۡیَقِیۡنُ ﴿۴۷﴾ فَمَا
جھٹلاتے انصاف کے دن کو ۔ یہاں تک کہ آپہنچی ہم پر وہ یقینی بات ف ۔ پھر
تَنۡفَعُہُمۡ شَفَاعَۃُ الشّٰفِعِیۡنَ ﴿۴۸﴾ فَمَا لَہُمۡ عَنِ التَّذۡکِرَۃِ
کام نہ آئیگی انکے سفارش سفارش کرنے والوں کی ف ۔ پھر کیا ہوا ہے انکو کہ نصیحت سے
مُعۡرِضِیۡنَ ﴿۴۹﴾ کَاَنَّہُمۡ حُمُرٌ مُّسۡتَنۡفِرَۃٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتۡ مِنۡ
منہ موڑتے ہیں ۔ گویا کہ وہ گدھے ہیں بدکنے والے ۔ بھاگے ہیں غل
قَسۡوَرَۃٍ ﴿۵۱﴾ بَلۡ یُرِیۡدُ کُلُّ امۡرِیًٔ مِّنۡہُمۡ اَنۡ یُّؤۡتٰی
مچانے سے ف ۔ بلکہ چاہتا ہے ہر ایک مرد ان میں کا کہ ملیں اس کو
صُحُفًا مُّنَشَّرَۃً ﴿۵۲﴾ کَلَّا ؕ بَلۡ لَّا یَخَافُوۡنَ الۡاٰخِرَۃَ ﴿۵۳﴾
ورق کھلے ہوئے ف ۔ ہرگز نہیں پر وہ ڈرتے نہیں آخرت سے
کَلَّاۤ اِنَّہٗ تَذۡکِرَۃٌ ﴿۵۴﴾ فَمَنۡ شَآءَ ذَکَرَہٗ ﴿۵۵﴾ وَ مَا
کوئی نہیں یہ تو نصیحت ہے ۔ پھر جو کوئی چاہے اس کو یاد کرے ف ۔ اور وہ
یَذۡکُرُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ ؕ ہُوَ اَہۡلُ التَّقۡوٰی
یاد جبھی کریں کہ چاہے اللہ ۔ وہی ہے جس سے ڈرنا چاہیے
وَ اَہۡلُ الۡمَغۡفِرَۃِ ﴿۵۶﴾
اور وہی ہے بخشنے کے لائق

ع ۲۵ ۲ ۱۶

سُوۡرَۃُ الۡقِیٰمَۃِ مَکِّیَّۃٌ وَّ ہِیَ اَرۡبَعُوۡنَ اٰیَۃً وَّ فِیۡہَا رُکُوۡعَانِ
سورۂ قیامت مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی چالیس آیتیں اور دو رکوع

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

زجر ہے منکرین سے ۱۲

برائے ردع یا بمعنی حقا ۱۲

بالشفق ○ واللیل وما وسق ○ والقمر اذا اتسق ○ لترکبن طبقا عن طبق ○ (پ ۳۰، سورۃ الانشقاق) اور انہا لاحدی الکبر استیناف ہو افادہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یا انہا لاحدی الکبر جواب قسم ہے ۱۴ انہا لاحدی الکبری کی جمع ہے نذیرا مصدر ہے بمعنی انذار اور یہ احدی الکبر کی تمییز ہے یعنی انذار و تخویف کے اعتبار سے دوزخ شدید ترین سزاؤں اور عقوبتوں میں سے ایک ہے یا یہ حال ہے اور تائے تانیث محذوف ہے (روح) دوزخ شدید ترین عقوبات میں سے ایک ہے۔ خلق کو ڈرانے والی ہے تاکہ وہ اس کے ڈر سے خدا کی اطاعت کریں۔

لمن شاء الخ یہ للبشر سے بدل ہے۔ وہ ڈرانیوالی ہے اس کو جو تم میں سے چاہے کہ نیکی اور بھلائی کی طرف بڑھے نیز اس کو جو گناہ و معصیت میں پیچھے رہے۔ من شاء ان یتقدم فی الخیر والطاعۃ ومن شاء ان یتأخر فی الشر والمعصیۃ (مظہری ج ۱۰ ص ۱۳۱) ۱۵ کل نفس۔ رہینۃ مصدر ہے رھن۔ یہ فعیل بمعنی مفعول نہیں کیونکہ اسکا استعمال مذکر، مونث میں یکساں ہے۔ قیامت کے دن ہر نفس کفر و طغیان کی وجہ سے دوزخ میں رہن اور محبوس ہوگا مگر اصحاب الیمین یعنی وہ لوگ جن کو اعمالنامے دائیں ہاتھوں میں دیے جائینگے کیونکہ وہ تو جنت میں ہوں گے اور ان کو وہاں ہر قسم کی راحت اور ہر نوع تعیش و تنعم حاصل ہو گی۔ یتساءلون وہ مشرکین کے بارے میں ایکدوسرے سے سوال کرتے ہوں گے اور مجرموں سے پوچھیں گے کہ کیا چیز تمہیں دوزخ میں لے آئی ہے اور تمہارے وہ کونسے اعمال ہیں جو تمہارے دوزخ میں آنے کا باعث ہوئے؟ ۱۶ قالوا کفار و مشرکین جواب

موضح قرآن ف یعنی موت۔ بات میں دھنستے یعنی ایمان کی باتوں پر انکار کرتے سب کے ساتھ مل کر ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف ۲ کافر کے حق میں کوئی سفارش نہ کرے گا اور کرے گا تو قبول نہ ہوگی۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف ۳ جنگل کے گدھے کھٹکے سے بھاگتے ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف ۴ یعنی ہر کوئی نبی ہوا چاہتا ہے کہ کھلی کتاب پاوے آسمان سے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف ۵ یعنی ایک پر اتری تو کیا ہوا کام تو سب کے آتی ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن ف ا یعنی میگویند کہ باید کہ کتاب بر ہر یک نازل شود ۱۲۔

میں کہیں گے۔ ہم نماز کی فرضیت کے معتقد نہیں تھے، نہ فقراء و مساکین پر خرچ کرنے کو اچھا سمجھتے تھے۔ دین کا مذاق اڑانے والوں کے ساتھ مل کر ہم بھی دین کا تمسخر اڑاتے تھے اور قیامت کے دن کو بھی نہیں مانتے تھے۔ ہم اسی حال میں رہے۔ یہاں تک کہ موت نے ہمیں آلیا۔ کفار چونکہ مخاطب بالفروع نہیں ہیں اس لئے نماز نہ پڑھنے سے نماز کی فرضیت کا اعتقاد نہ رکھنا مراد ہے۔ یا مصلین مؤمنین سے کنایہ ہے۔ فیجوز ان یکون المعنی من المعتقدین للصلاۃ و وجوبها فیکون العذاب علی ترك الاعتقاد و ایضًا المصلین یجوز ان یکون کنایة عن المؤمنین (روح ج ۲۹ ص ۱۳۳)

۱۷ه فما تنفعهم۔ یعنی اگر بالفرض سفارشی ان کی سفارش کریں گے بھی تو ان کو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور ان کے حق میں کوئی سفارش قبول نہ ہوگی۔ یہ علی سبیل الفرض ہے کیونکہ ان کے حق میں کسی کو سفارش کرنے کی اجازت ہی نہیں ملیگی۔ لو شفعوا لهم جمیعا فالکلام علی الفرض (روح) **۱۸ه** فما لهم۔ قرآن سے اعراض کی کوئی معقول وجہ موجود نہیں، لیکن پھر بھی اہل مکہ اس سے اعراض کر رہے ہیں وہ قرآن سے اس طرح بدکتے اور بھاگتے ہیں جس طرح حمر وحشیہ (گورخر) شیر کو دیکھ کر بھاگتے ہیں۔ قسورۃ کے معنی شیر کے ہیں جیسا کہ ابوہریرہ رضؓ اور ابن عباس رضؓ سے منقول ہے یا قسورۃ، قسور کی جمع ہے بمعنی تیر انداز یہ قول حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ، سعید بن جبیرؒ، عکرمہؒ، مجاہدؒ، قتادہؒ، ضحاکؒ ابوظبیانؒ نیز ابن عباس رضؓ سے منقول ہے۔ (قرطبی)

۱۹ه بل یرید۔ یہ مقدر پر معطوف ہے۔ یہ معاندین اس عظیم تذکرہ (قرآن) کو کافی نہیں سمجھتے، بلکہ ان میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ اس کے نام پر الگ الگ صحیفہ آسمان سے اترے تب وہ مانیں گے عطف علی مقدر یقتضیه المقام کانه قیل لا یکتفون بتلك التذکرۃ ولا یرضون بها بل یرید کل واحد منهم الخ (روح ج ۲۹ ص ۱۳۴) تائید:۔ لن نؤمن حتی نؤتی مثل ما اوتی رسل اللہ (انعام رکوع)

۲۰ه کلا۔ حرف ردع ہے اور مشرکین کو مذکورہ بالا مطالبہ پر زجر ہے۔ بل لا یخافون الاخرۃ۔ یہ ترقی ہے یعنی وہ مذکورہ بالا مطالبہ تو کرتے ہی ہیں اور ان کے اعراض کی وجہ صرف یہ نہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ ان کو آخرت کا ڈر نہیں، اس لئے وہ قرآن سے اعراض کرتے اور ناجائز قسم کے مطالبات دہراتے ہیں۔

۲۱ه کلا انه تذکرۃ۔ کلا حرف ردع ہے یا بمعنی حقا یقینا قرآن تذکرہ ہے اور عبرت و نصیحت اور راہ ہدایت حاصل کرنے کے لئے کافی ہے اس کی موجودگی میں کسی دوسری کتاب یا تحریر کی کوئی ضرورت نہیں۔ فمن شاء ذکرہ اب جو چاہے اسے پڑھے، بار بار دہرائے اور اس پر عمل کر کے دین و دنیا کی سعادت حاصل کرلے۔

۲۲ه وما یذکرون۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ کی مشیئت میں ان کا نصیحت حاصل کرنا نہ ہو وہ نصیحت حاصل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ بندوں کے افعال اللہ تعالیٰ کی مشیئت ہی سے معرض وجود میں آتے ہیں۔ هو اهل التقوی۔ اللہ ہی کی ذات اس کی مستحق ہے کہ اس کے عذاب سے ڈرا جائے اسکی اطاعت کی جائے اور اس کے ساتھ شرک نہ کیا جائے اور وہی اس کا اہل ہے کہ جو اس پر ایمان لائے اور اسکی اطاعت کرے، اسکی کوتاہیوں کو معاف کرے اور اسکی عملی کمزوریوں سے درگذر فرمائے۔ حدیث میں وارد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ میں اسکا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے اور میرے ساتھ شرک نہ کیا جائے۔ جو مجھ سے ڈرے گا اور کسی کو میرا شریک نہ بنائے گا میں اسے بخش دونگا۔ کیونکہ اس کا اہل بھی میں ہی ہوں عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال (فی هذہ الایة) قد قال ربکم انا اهل ان اتقی فلا یجعل معی اله فمن اتقانی فلم یجعل معی الها اخر فانا اهل ان اغفر له (روح ج ۲۹ ص ۱۳۵ بحوالہ احمدؒ، ترمذیؒ، حاکمؒ، نسائیؒ، ابن ماجہؒ)

سورۂ مدثر میں آیاتِ توحید

قم فانذر ٥ وربك فکبر ٥ نفی شرک ہر قسم۔

(آج بتاریخ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ مطابق ۷ مئی ۱۹۷۲ء بروز ہفتہ بعد ۲ بجے سہ پہر سورۂ مدثر کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ رب العالمین سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

سُورۃ القیامۃ

ربط مشرکین مسئلہ توحید کے علاوہ قیامت اور جزاء و سزاء کا بھی انکار کرتے تھے۔ مسئلہ توحید بیان کرنے کے بعد اب "سورۂ قیامت" سے لیکر "والطارق" کے آخر تک علی سبیل الترقی قیامت کا ثبوت ہوگا اور مسئلہ توحید چونکہ اصل الاصول ہے اس لئے اس کا ذکر بھی ساتھ ساتھ چلتا رہے گا۔ اور ایک میں مسئلہ توحید مذکور ہوگا اور ایک میں مذکور نہیں ہوگا۔

خلاصہ

لا اقسم ــــ تا ــــ بالنفس اللوامۃ ہ ثبوت قیامت کے لئے دو شاہد۔ أیحسب الانسان ــــ تا ــــ ایان یوم القیٰمۃ ہ دعوائے سورت و زجر برائے منکرین قیامت۔ انسان کے ڈھانچے کو دوبارہ برابر کرنا ہمارے لئے کوئی مشکل نہیں۔ ہم تو انگلیوں کی پوریں بھی برابر کردیں گے۔ فاذا برق البصر ــــ تا ــــ ولو القٰی معاذیرہ ہ تخویف اخروی۔

لا تحرک بہ لسانک ــــ تا ــــ ثم ان علینا بیانہ ہ جملہ معترضہ۔ جب اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے کہ بوسیدہ ہڈیوں کو اکٹھا کرسکتا ہے سورج اور چاند کو جمع کرسکتا ہے اور انسان کے تمام اگلے پچھلے عملوں کی خبر دے سکتا ہے وہ قرآن کو بھی آپ کے سینے میں جمع کرسکتا ہے۔

کلا بل تحبون العاجلۃ ہ وتذرون الاٰخرۃ ہ زجر۔ وجوہ یومئذ ناضرۃ ہ الی ربہا ناظرۃ ہ بشارت اخرویہ۔ و وجوہ یومئذ باسرۃ ہ تظن ان یفعل بہا فاقرۃ ہ ــــ تا ــــ الی ربک یومئذ المساق تخویف اخروی۔

فلا صدق ولا صلی ــــ تا ــــ ثم اولی لک فاولی ہ زجر۔ ایحسب الانسان تا آخر۔ زجر متعلق بابتدائے سورت۔ انسان کو بیکار اور بلا مقصد پیدا نہیں کیا گیا۔ جس قادر مطلق نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا ہے وہ اسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے

ف۲ لا اقسم۔ لا زائدہ ہے جو کلام عرب میں تاکید کے لئے آتا ہے جواب قسم محذوف ہے بقرینہ مابعد ای لتبعثن ولتحاسبن (مظہری) یعنی تم ضرور دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے اور تم سے ضرور حساب لیا جائے گا۔ اس لئے قیامت کو مان لو اور اعراض نہ کرو۔ یہ تخویف اخروی ہے اور اس میں ثبوت قیامت پر دو قسمیں بطور شہادت پیش کی گئی ہیں۔ اوّل خود یوم قیامت کو قیامت پر بطور شاہد پیش فرمایا ہے۔ ہزاروں لاکھوں انسان قیامت کے ہول اور اس کے شدائد سے ترسان و لرزان رہتے ہیں تو آخر وہ کوئی چیز تو ہے ہی جس سے وہ خائف ہیں۔ تائید: رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ ــــ تا ــــ یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار ہ (نور ع ۵) دوم نفس لوامہ بھی قیامت پر شاہد ہے کیونکہ لاکھوں بندگان خدا کے نفوس لوّامہ ان کو قیامت کے ڈر سے اعمالِ صالحہ میں کوتاہی پر ملامت کررہے ہیں۔ تو کیا یہ بات اس امر کی دلیل نہیں کہ قیامت ایک حقیقت ہے۔

ف۳ ایحسب الانسان۔ یہ سورت کا دعویٰ ہے اور منکرین قیامت پر زجر ہے۔ منکرین قیامت کا خیال ہے کہ ہم ان کی بوسیدہ اور مٹی میں مل کر معدوم ہوجانے والی ہڈیوں کو دوبارہ جمع نہ کرسکیں گے اس لئے وہ قیامت کا انکار کررہے ہیں، گویا حشر و نشر کو وہ ہماری قدرت سے بعید تصور کرتے ہیں

بلیٰ کے بعد فعل نجمع مقدر ہے اور قادرین اس کے فاعل سے حال ہے۔ بنان، بنانۃ کی جمع ہے یعنی انگلیوں کی پوریں یا خود انگلیاں (روح) کیوں نہیں ہم ضرور ہڈیاں جمع کرلیں گے۔ ہم تو اسکی انگلیوں کی پوریں بھی برابر کرلیں گے تو کیا اس کی ہڈیوں کے ڈھانچے کو ہم استوار نہ کرسکیں گے؟۔

ف۴ بل یرید۔ یہ ماقبل یعنی أیحسب الانسان ان لن نجمع عظامہ سے بطور ترقی ہے۔ لیفجر ای لیکفر ویکذب امامہ ای ما یأتی امامہ۔ یعنی جو کچھ آگے آنیوالا ہے مراد حساب کتاب اور جزاء وسزا ہے۔ یہ منکرین نہ صرف دوبارہ جی اٹھنے کا انکار کرتے ہیں، بلکہ حقیقت میں وہ جزاء وسزاء کا انکار کرنا چاہتے ہیں جو اس کے بعد ہے جو حشر و نشر کا اصل مقصد ہے۔ قال ابن عباس: یعنی الکافر یکذب بما امامہ من البعث والحساب وقالہ عبد الرحمٰن بن زید (قرطبی ج ۱۹ ص ۹۳)

یسئل ایّان یوم القیٰمۃ ہ بطور استہزاء و تمسخر پوچھتا ہے۔ اجی! وہ قیامت کب آئے گی جس سے آپ ہمیں ڈراتے ہیں۔

ف۵ فاذا برق۔ یہ تخویف اخروی ہے اور اس میں قیامت کے بعض احوال و اہوال کا ذکر ہے۔ جب آنکھیں ہیبت اور شدّتِ خوف سے حیران ہوجائیں گی، چاند بے نور ہوجائے گا۔ سورج اور چاند کو اکٹھا کردیا جائے گا دونوں بے نور ہوجائیں گے۔ اور اکٹھے ہی مغرب سے طلوع ہوں گے۔ اسدن انسان کہیگا آج کوئی بھاگنے کی جگہ ہے جہاں بھاگ کر پناہ لی جاسکے۔ اور آج کے شدائد و اہوال سے جان بچائی جاسکے؟ قال ابن عباس و ابن مسعود جمع بینہما ای قرن بینہما فی طلوعہما من المغرب اسودین مکوّرین مظلمین الخ (قرطبی ج ۱۹ ص ۹۳) ف۶ کلا

لَاۤ اُقۡسِمُ بِیَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ ۙ﴿۱﴾ وَ لَاۤ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَۃِ ﴿۲﴾

قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی ف۲ اور قسم کھاتا ہوں جی کی جو ملامت کرے برائی پر ف۱

اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَلَّنۡ نَّجۡمَعَ عِظَامَہٗ ﴿۳﴾ بَلٰی قٰدِرِیۡنَ

کیا خیال رکھتا ف۳ ہے آدمی کہ جمع نہ کریں گے ہم اسکی ہڈیاں کیوں نہیں ہم ٹھیک

عَلٰۤی اَنۡ نُّسَوِّیَ بَنَانَہٗ ﴿۴﴾ بَلۡ یُرِیۡدُ الۡاِنۡسَانُ لِیَفۡجُرَ

کرسکتے ہیں اس کی پوریاں بلکہ چاہتا ہے آدمی ف۴ کہ ڈھٹائی کرے

اَمَامَہٗ ﴿۵﴾ یَسۡـَٔلُ اَیَّانَ یَوۡمُ الۡقِیٰمَۃِ ؕ﴿۶﴾ فَاِذَا بَرِقَ

اس کے سامنے ف۲ پوچھتا ہے کب ہوگا دن قیامت کا پھر جب چندھیانے لگے

الۡبَصَرُ ۙ﴿۷﴾ وَ خَسَفَ الۡقَمَرُ ۙ﴿۸﴾ وَ جُمِعَ الشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ ۙ﴿۹﴾

آنکھ ف۵ اور گہہ جائے چاند اور اکٹھے ہوں سورج ف۱ اور چاند

یَقُوۡلُ الۡاِنۡسَانُ یَوۡمَئِذٍ اَیۡنَ الۡمَفَرُّ ﴿ۚ۱۰﴾ کَلَّا لَا وَزَرَ ﴿۱۱﴾

کہے گا آدمی اس دن کہاں چلا جاؤں بھاگ کر کوئی نہیں کہیں نہیں ہے ف۶ بچاؤ

اِلٰی رَبِّکَ یَوۡمَئِذِۣ الۡمُسۡتَقَرُّ ﴿ؕ۱۲﴾ یُنَبَّؤُا الۡاِنۡسَانُ یَوۡمَئِذٍۭ

تیرے رب تک ہے اسدن جا ٹھہرنا جتلا دیں گے انسان کو اس دن

بِمَا قَدَّمَ وَ اَخَّرَ ﴿ؕ۱۳﴾ بَلِ الۡاِنۡسَانُ عَلٰی نَفۡسِہٖ بَصِیۡرَۃٌ ﴿۱۴﴾

جو اس نے آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا ف۳ بلکہ آدمی اپنے واسطے آپ دلیل ہے

وَّ لَوۡ اَلۡقٰی مَعَاذِیۡرَہٗ ﴿ؕ۱۵﴾ لَا تُحَرِّکۡ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعۡجَلَ

اور پڑا لا ڈالے اپنے بہانے ف۴ ف۷ نہ چلا تو اس کے پڑھنے پر ف۸ اپنی زبان تاکہ جلدی

بِہٖ ﴿ؕ۱۶﴾ اِنَّ عَلَیۡنَا جَمۡعَہٗ وَ قُرۡاٰنَہٗ ﴿ۚۖ۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاۡنٰہُ

اسکو سیکھ لے وہ تو ہمارا ذمہ ہے اسکو جمع رکھنا تیرے سینہ میں اور پڑھنا تیری زبان سے پھر جب ہم پڑھنے لگیں فرشتہ

فَاتَّبِعۡ قُرۡاٰنَہٗ ﴿ۚ۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَہٗ ﴿ؕ۱۹﴾ کَلَّا بَلۡ

کی زبانی تو ساتھ رہ اس کے پڑھنے کے پھر مقرر ہمارا ذمہ ہے اسکو کھولکر بتلانا ف۵ ف۹ کوئی نہیں پر تم

منزل ۷

حرف ردع ہے قیامت کے عذاب سے بچنے کیلئے کوئی پناہ گاہ نہیں ہوگی۔ (کلا) ردع عن طلب المفر (لا وزر) لاملجأ (مدارک) الی ربک یومئذ المستقر اس دن صرف تیرے پروردگار ہی کی ذات جائے پناہ ہوگی۔ اس کے سوا کوئی ملجأ و ماویٰ نہ ہوگا ای لاملجأ و منجی لھم غیرہ عز وجل (روح) ف۷ ینبؤا الانسان - ما قدم - جو کچھ اس نے کیا ہے اور اپنے لئے آگے بھیجا ہے۔ اچھا ہو یا برا و اخر جو اس نے ترک کیا خیر ہو یا شر۔ یا وہ طریقہ حسنہ یا سیئۃ جو اس نے جاری کیا جس پر اسکی موت کے بعد بھی عمل ہوتا رہا (قرطبی، بیضاوی کبیر) قیامت کے دن ہر انسان کو اس کے اعمال حسنہ و سیئہ سے آگاہ کردیا جائے گا۔ بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ۔ یہ ماقبل سے بطور ترقی ہے یعنی اس دن کسی کو اس کے اعمال کی خبر دینے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی، بلکہ ہر انسان اپنے اعمال کا خود بخود عالم اور ان پر شاہد ہوگا۔ اگرچہ وہ ہر معذرت اور اپنے بچاؤ کا ہر بہانہ بھی پیش کرے یعنی ہر ممکن طریق سے اپنے بچاؤ کی کوشش کرنے کے باوجود اس کا دل گواہی دے گا کہ وہ مجرم ہے اس لئے بچنا ناممکن ہے ای ھو علی نفسہ حجۃ وھو شاھد علیھا ولو اتی بکل عذر فی الذب عنھا ففیہ تنبیہ علی ان الذب لاس واجلہ (روح ج ۲۹ ص ۱۴۱)۔ ف۸ لاتحرک۔ یہ جملہ معترضہ ہے۔ روافض کہتے

موضح قرآن

ف۱ تیور چوند ہلاوے یعنی آدمی کی آنکھ روشنی سے عاجز ہوجاوے یہ قیامت کا وقت ہے سورج پاس آ دیگا ۱۲ منہ رح ف۲ اپنے احوال میں غور کرے تو رب کی وحدانیت جانے اور جو کہے میری سمجھ میں نہیں آتا یہ بہانے ہیں ۱۲ منہ رح ف۳ جسوقت حضرت جبرائیل قرآن لاتے ان کے پڑھنے کے ساتھ حضرت بھی جی میں پڑھتے تو جب تک پہلا لفظ کہیں اگلا سننے میں نہ گھبراتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسوقت پڑھنے کی حاجت نہیں سنا ہی چاہیئے پھر جی میں یاد رکھوانا اور زبان سے پڑھوانا لوگوں پاس ہمارا ذمہ ہے اور معنی تحقیق کرنے کی بھی حاجت نہیں یہ بھی ہمارا ذمہ ہے اور وقت پر بیان کا سمجھانا جبریل کے پڑھنے کو اپنا پڑھنا فرمایا کہ وہ نائب ہے۔ اسی طرح والنجم میں فاوحی الی عبدہ ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن

ف۱ آدمی البتہ مبعوث خواہد شد ۱۲ ف۲ یعنی آمدنی است ۱۲ ف۳ مثل صدقہ جاریہ و علم باقی ۱۲ ف۴ مترجم گوید چون جبریل پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی آوردی بحفظ آن اہتمام تمام فرمودی وہم بحضور جبریل قبل انقضاء وحی تکرار نمودی تا از خاطر مبارک نرود خدا تعالیٰ باین معنی اشارہ فرمود واللہ اعلم ۱۲ ف۵ مترجم گوید ظاہر نزدیک بندہ آنست کہ معنی

ہیں ان آیتوں کا ماقبل اور مابعد سے کوئی تعلق نہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن میں تغیّر و تبدّل ہوچکا ہے اور ان آیتوں کو ان کے موزوں مقام سے اٹھا کر
یہاں رکھ دیا گیا ہے۔ لیکن یہ اعتراض سراسر باطل ہے، کیونکہ یہ ترتیب توقیفی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ کی زندگی ہی میں مکمل ہوچکی
تھی۔ اس پر امّت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اجماع ہے اور قرآن میں تغیّر و تبدّل اور زیادۃ ونقصان کا قول کفر ہے۔ باقی رہی ان آیتوں کی سیاق
و سباق سے مناسبت تو اس میں کئی وجوہ ہیں۔ وجہ اول۔ ممکن ہے گذشتہ آیتوں کے نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ساتھ پڑھنا
شروع کردیا ہو تاکہ یاد ہوجائے اور کہیں کوئی لفظ بھول نہ جائے تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت یہ آیتیں نازل فرما کر آپ کو اس سے روک دیا ہو (کبیر) وجہ دوم یہ آیتیں ایک لطیف نکتہ بیان کرنے کے لئے یہاں لائی گئی ہیں یعنی جب اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے کہ ہر انسان کو اس کے اگلے پچھلے اعمال کی خبر دے سکتا ہے تو وہ آپ کے سینے میں قرآن کو بھی جمع کر سکتا ہے اس لئے آپ غم نہ کریں۔ (حضرت الشیخ قدس سرہٗ) وجہ سوم جس طرح اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اپنی وحی فرشتے کے چلے جانے کے بعد پوری ترتیب کے ساتھ حرف بحرف بدون ادنیٰ فروگذاشت اپنے پیغمبر کے سینے میں جمع کردے کیا اس پر قادر نہیں کہ بندوں کے اگلے اور پچھلے اعمال جن میں سے بعض کو کرنے والا کبھی بھول چکا ہوگا سب جمع کرکے ایک وقت میں سامنے کردے اور ان کو خوب طرح یاد دلادے اور اسی طرح ہڈیوں کے منتشر ذرات کو سب جگہ سے اکٹھا کرکے ٹھیک پہلی ترتیب پر انسان کو از سر نو وجود عطا فرمادے بے شک وہ اس پر اور اس سے کہیں زیادہ پر قادر ہے (تفسیر عثمانی) ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے بارے میں تین باتوں کی ذمہ داری لی ہے اول قرآن کو آپ سینہ مبارک میں محفوظ رکھنا۔ دوم پھر جس طرح اترا ہے اسی طرح آپ کی زبان مبارک سے اس کو پڑھوانا اور ادا کرانا۔ سوم۔ قرآن مجید کے معانی اور اس کے احکام کا بیان۔ فرمایا نزول قرآن کے وقت اسے جلدی یاد کر لینے کی غرض سے آپ ساتھ ساتھ نہ پڑھا کریں، بلکہ زبان بھی نہ ہلائیں کیونکہ قرآن کو آپ کے سینے میں جمع کرنا اور پھر اسی طرح آپ کی زبان سے اسے پڑھوانا بھی ہمارے ذمہ ہے اس لئے ساتھ ساتھ

تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿٢١﴾ وُجُوْهٌ
چاہتے ہو جو جلد اور چھوڑتے ہو جو دیر سے آئے ف١ کتنے منہ
يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾ وَوُجُوْهٌ
اس دن تازہ ہیں اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ف اور کتنے منہ
يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ﴿٢٤﴾ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿٢٥﴾ كَلَّآ
اس دن اداس ہیں خیال کرتے ہیں کہ ان پر وہ آئے جس سے ٹوٹے کمر ہرگز نہیں
اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿٢٦﴾ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿٢٧﴾ وَّظَنَّ
جس وقت جان پہنچے ہانس تک ف٢ اور لوگ کہیں کون ہے جھاڑنے والا اور وہ سمجھا
اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿٢٨﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾ اِلٰى
کہ اب آیا وقت جدائی کا اور لپٹ گئی پنڈلی پر پنڈلی ف١ تیرے
رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨالْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿٣١﴾
رب کی طرف ہے اس دن کھینچ کر چلے جانا پھر نہ یقین ف٢ لایا اور نہ نماز پڑھی
وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٣٢﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿٣٣﴾
پھر جھٹلایا اور منہ موڑا ف پھر گیا اپنے گھر کو اکڑتا ہوا
اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿٣٤﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿٣٥﴾ اَيَحْسَبُ
خرابی تیری خرابی پر ف خرابی تیری پھر خرابی تیری خرابی کیا خیال کرتا ہے
الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿٣٦﴾ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ
آدمی ف٣ کہ چھوٹا رہے گا بے قید بھلا نہ تھا ف٤ وہ ایک بوند منی کی
يُّمْنٰى ﴿٣٧﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿٣٨﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ
جو ٹپکی پھر تھا لہو جما ہوا پھر اس نے بنایا اور ٹھیک کر اٹھایا پھر کیا اس میں
الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿٣٩﴾ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ
جوڑا نر اور مادہ کیا یہ خدا زندہ نہیں کر سکتا

ع ١ ١٧

ف بشارت اخروی ١٢
ف تخویف اخروی ١٢
ف زجر ... ١٢
ف زجر متعلق بانذار سورت ١٢
ف ثبوت قیامت کے لئے عقلی دلیل ١٢

پڑھنے کے بجائے جب ہماری طرف سے اسکی تلاوت ختم ہوجائے اس کے بعد آپ تلاوت فرمایا کریں۔ ہم آپ کی زبان پر اسکی صحیح صحیح تلاوت جاری کر دینگے۔ پھر قرآن کے معارف و معانی کی تشریح اور اس کے احکام کی تفصیلات کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔ اہل سنت وجماعت کا اس پر اجماع ہے کہ اس قرآن کو جس کیفیت اور کمیّت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک میں جمع فرمایا تھا اسی کیفیت و کمیّت کے ساتھ آپ نے صحابہ کرام رضؓ کو اسکی تعلیم دی اور وہ بعینہٖ بلا تغیّر و تبدل، بلا تقدیم و تاخیر اور بلا زیادۃ و نقصان آج ہمارے سینوں اور سفینوں میں محفوظ ہے۔ اور

موضح قرآن ف یقین ہے کہ آخرت میں اللہ کو دیکھنا ہے گمراہ لوگ منکر ہیں کہ ان کے نصیب میں یہ نہیں ١٢ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

فتح الرحمٰن ف١ یعنے در پائے حرکت نماند ١٢۔

قرآن میں کسی بھی قسم کی تحریف کو تسلیم کرنا صریح کفر ہے۔

ف۹ کلا۔ حرف ردع ہے۔ بل تحبون العاجلة۔ یہ بل یرید الانسان لیفجر امامه سے متعلق ہے یعنی قیامت کا انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ تمہیں چاہیئے کہ تم آخرت پر ایمان لاکر دنیوی زندگی میں ایمان و عمل سے توشۂ آخرت تیار کرو مگر تم ایسا نہیں کرتے ہو بلکہ دنیا کو پسند کرتے ہو اور آخرت کو نظر انداز کرتے ہو۔ دنیا کی خاطر تو بھاگ دوڑ میں مصروف ہو، لیکن آخرت کے لئے کچھ نہیں کر رہے ہو۔

ف۱۰ وجوه۔ یہ بشارت اخرویہ ہے ناضرة تر و تازہ، خوش و خرم ہشاش بشاش۔ قیامت کے دن کچھ چہرے (یعنی مؤمنوں کے چہرے) نہایت تر و تازہ اور خوش و خرم ہوں گے اور دیدار خداوندی سے محظوظ ہوں گے۔ ووجوه یومئذ باسرة بے رونق، اداس، بگڑے ہوئے۔ فاقرة کمر توڑ دینے والی سختی۔ اور کچھ چہرے (یعنی کافروں کے) اس دن حسرت و یاس میں بے رونق اور بگڑے ہوئے ہونگے۔ اور انہیں یقین ہوگا کہ آج ان کا انجام نہایت ہولناک ہوگا، وہ شدید ترین عذاب میں گرفتار ہوں گے اور کمر توڑ دینے والے مصائب کا نشانہ بنیں گے۔

ف۱۱ کلا اذا۔ کلا حرف ردع ہے اور بل تحبون العاجلة سے متعلق ہے یعنی دنیا سے محبت نہ کرو اور آخرت کی فکر کرو۔ یا بمعنی حقا ہے اور الی ربك یومئذ المساق سے متعلق ہے ای حقا ان المساق الی الله (قرطبی) مَنْ پر سکتہ ہے جب انسان کی روح موت کے وقت ہنسلیوں تک آپہنچیگی تو اس کے پاس موجود لوگ کہیں گے کون کون؟ وہ کہے گا کوئی ہے دم اور جھاڑ پھونک جاننے والا جو اس وقت اس مصیبت سے بچا سکے۔ اور اس کو یقین ہو جائے گا کہ اب دنیا سے اٹھنے اور اعزہ و اقارب سے جدا ہونے کا وقت ہے اب اس کی پنڈلی پنڈلی کے ساتھ جڑ جائے گی یقیناً یہ دن خدا کی طرف کوچ اور روانگی کا دن ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیل من کا قائل اور ہے اور راق کا قائل اور ہے۔

ف۱۲ فلا صدق۔ یہ منکرین حشر و نشر اور جاحدین جزاء و سزا پر زجر ہے۔ اس نے نہ تو توحید و رسالت اور حشر و نشر کو مانا، ایمان لایا نہ نماز پڑھی، نہ دوسرے اعمال صالحہ کی طرف توجہ دی بلکہ تمام ضروریات دین، توحید، رسالت، قیامت وغیرہا کا انکار کیا اور قرآن و ایمان سے اعراض کیا اور کبر و غرور سے اکڑتا ہوا اپنے اہل کی طرف چلا گیا تو اب اس کے لئے ہلاکت و تباہی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ اولی لك فاولی۔ ثم تعقیب ذکری کے لئے ہے۔ تمہارے لئے ہلاکت ہے ہلاکت پھر کہتا ہوں تمہارے لئے ہلاکت ہے ہلاکت تهدید بعد تهدید و وعید بعد وعید۔ (قرطبی ج ۱۹ ص ۱۱۲)

ف۱۳ أیحسب۔ یہ زجر ہے اور ابتداء سورت أیحسب الانسان ان لن نجمع عظامه سے متعلق ہے۔ سدی، بے کار، مہمل جس پر نہ کوئی ذمہ داری عائد اور نہ اسے جزاء و سزا ہو۔ (سدی) مهملا لا یکلف ولا یجازی (بیضاوی) کیا منکرین قیامت کا خیال ہے کہ ان کو ویسے ہی بے کار اور بے مقصد پیدا کیا گیا ہے؟ اور مرنے کے بعد جزاء و سزا کے لئے ان کو دوبارہ زندہ نہیں کیا جائیگا؟ نہیں نہیں، ان کی طرف پیغمبر مبعوث کرکے ان کو ایمان و عمل کا مکلف کیا گیا ہے اور ان پر قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے۔ ایمان و تصدیق کی صورت میں وہ ثواب کے مستحق ہوں گے اور انکار و جحود پر عذاب کے مستحق ہوں گے وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائینگے اور اپنے عملوں کے مطابق جزاء و سزا پائینگے۔

ف۱۴ الم یك۔ یہ ثبوت قیامت پر عقلی دلیل ہے۔ انسان اپنی پیدائش سے پہلے منی کا ایک قطرہ تھا جو باپ کی پشت سے رحم مادر میں آیا نطفہ نے قدرت خداوندی سے جمے ہوئے خون اور پھر گوشت کی صورت اختیار کی پھر اللہ نے اس کو کامل و مکمل انسان کی شکل میں پیدا فرمایا اور اسکی قدرت کاملہ کا کرشمہ دیکھو کہ ایک ہی نطفہ سے نر و مادہ کو پیدا کیا۔ تو کیا جو ایسا قادر و علیم اور صانع و حکیم ہے وہ مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتا؟ استفہام انکاری ہے یعنی مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنا ایسے قادر مطلق کی قدرت سے باہر نہیں۔ انسان کی پیدائش کو تسلیم کرنا حالانکہ وہ حشر و نشر سے زیادہ عجیب و غریب ہے اور قیامت کا انکار کرنا کمالِ حماقت یا کمالِ عناد کا نتیجہ ہے۔ انکار جواز البعث مع مشاهدة ما هو اعجب منه یقتضی کمال الحمق او العناد (مظہری ج ۱۰ ص ۱۴۶)۔

سورۃ الدہر

ربط سورۂ قیامت میں منکرین قیامت کو تخویف سنائی گئی ہے اور زجر و شکوہ کیا گیا کہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم دوبارہ ان کی ہڈیاں جمع نہیں کر سکیں گے۔ اب سورۂ دہر میں بطور ترقی ھل اتی علی الانسان ــــ تا ــــ فجعلنٰه سمیعا بصیرا میں ایک تفصیلی نمونہ بیان کیا گیا ہے کہ دیکھو انسان پہلے کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر اس کو ایک معمولی قطرۂ آب سے پیدا کر کے سمیع و بصیر بنا دیا تو معلوم ہوا کہ بے شک اللہ تعالیٰ انسان کی نشأۃ آخرہ پر بھی قادر ہے۔ نیز سورۂ قیامت میں صرف تخویف کا ذکر تھا، لیکن اصل دعوائے توحید مذکور نہیں تھا اب اس سورۃ میں واذکر اسم ربك ــ تا ــ وسبحه لیلا طویلا میں مسئلہ توحید یعنی نفی شرک فی العبادۃ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح سورۂ قیامت میں بشارت کا ذکر مختصر تھا لیکن "دہر" میں بشارت اخرویہ کا ذکر بہت زیادہ ہے۔

خلاصہ

ھل اتی علی الانسان ــــ تا ــــ اما شاکرا و اما کفورا ○ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ایک نمونہ۔ اللہ تعالیٰ جو ایک قطرۂ منی سے انسان کو پیدا کر سکتا ہے وہ قیامت کے دن اسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ انا اعتدنا للکفرین۔ الآیۃ۔ تخویف اخروی۔ ان الابرار یشربون من کاس ــــ تا ــــ وکان سعیکم مشکورا ○ بشارت اخرویہ۔ ابرار کے لئے جنت کی نعمتوں کا تفصیلی بیان ہے۔ انا نحن نزلنا الآیۃ۔ ترغیب الی القرآن۔ فاصبر لحکم ربك۔ الآیۃ۔ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ واذکر اسم ربك۔ الآیتین۔ بیان توحید۔ ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو حشر و نشر اور توحید کی تبلیغ کریں، اگر راہ حق اور فریضۂ تبلیغ ادا کرنے میں تکلیفیں آئیں تو صبر و استقامت سے کام لیں۔ ان ھؤلاء یحبون۔ الآیۃ۔ یہ زجر ہے اور اس میں سورت قیامت کی آیتوں کلا بل تحبون العاجلۃ ○ وتذرون الاخرۃ کے مضمون کا اعادہ ہے۔ تم دنیا کو پسند کرتے ہو اور آخرت کو چھوڑتے ہو۔ حالانکہ تمہیں آخرت کو دنیا پر ترجیح دینی چاہیئے۔ نحن خلقنٰھم و شددنا اسرھم۔ الآیۃ۔ ہم نے ان کو پہلی بار پیدا کر لیا تھا، تو کیا دوبارہ ہم ان کو پیدا کرنے پر قادر نہیں ہیں؟ ان ھٰذہ تذکرۃ۔ یہ بیان پند و نصیحت ہے جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کر کے سیدھی راہ اختیار کر لے۔ یدخل من یشاء فی رحمته۔ بشارت والظّٰلمین اعد لھم عذابا الیما ○ تخویف۔

۲ ھل اتی۔ ھل یہاں باتفاق مفسرین تاکید کے لئے بمعنی قد اتفقوا علی ان ھل ھٰھنا و فی قولہ تعالیٰ ھل اتٰك حدیث الغاشیۃ بمعنی قد (کبیر ج ۸ ص ۳۴۸) یہاں حشر و نشر پر بطور دلیل انسان کی پیدائش کو بطور نمونہ پیش کیا گیا۔ ہر انسان پر طویل عرصہ ایسا آ چکا ہے کہ اس عرصہ میں اس کا نام و نشان تک موجود نہیں تھا۔ انا خلقنا الانسان۔ امشاج مفرد ہے، جمع نہیں جیسا کہ اسکی بنا سے وہم ہوتا ہے کیونکہ وہ نطفۃ مفرد کی صفت واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ برمۃ اعشار، ثوب اخلاق اور ارض سباسب اور امشاج کے معنی ہیں مختلط یعنی باہم ملا جلا چونکہ انسان ماں باپ کے نطفوں کے اختلاط سے پیدا ہوتا ہے اس لئے نطفہ کو امشاج سے متصف فرمایا۔ سمیع و بصیر۔ عقل و دانش اور فہم و تمیز سے کنایہ ہے پہلے ہر انسان کا نام و نشان تک نہیں تھا، پھر ہم نے اس کو ماں باپ کے مخلوط نطفہ سے پیدا کیا اور اس کو عقل و تمیز کی نعمتوں سے سرفراز کیا تاکہ اس کی آزمائش کریں کہ وہ خداداد عقل و فہم سے کام لے کر اللہ کی ہدایت کو قبول کرتا ہے یا عقل و خرد سے کام نہ لے کر خدا سے بغاوت کرتا ہے۔ یہ حشر و نشر کیلئے ایک نمونہ ہے۔ انسان کو عدم سے وجود میں لانا اور ایک معمولی قطرۂ منی سے اس کو پیدا کرنا پھر اس کو عقل و خرد اور فہم و تمیز ایسی خوبیوں سے متصف کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ایک کرشمہ ہے۔ اسی طرح انسانوں کو قیامت کے دن دوبارہ پیدا کرنے پر بھی وہ قادر ہے۔

۳ انا ھدینٰه۔ شاکرا۔ اور کفورا، ھدینٰه میں ضمیر منصوب سے حال ہیں۔ ہم نے انسان کو خواہ وہ شاکر (مومن) ہو یا کفور (کافر) ہر حال میں سیدھی راہ دکھا دی ہے۔ عقل و تمیز بھی عطا کی پھر دلائل کائنات کی کتاب اس کے سامنے کھول کر رکھ دی کہ اس میں غور و فکر کر کے حق بات سمجھنے کی کوشش کرے اور پھر ساتھ ہی اپنے پیغمبروں کو ہدایات دے کر ان کے پاس بھیج دیا تاکہ وہ ان کو سمجھائیں اور ان کو اللہ کی راہ دکھائیں اب ان کی مرضی شاکر بنیں یا کفور۔

۴ انا اعتدنا۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ ہم نے منکرین کے لئے بیڑیاں، طوق اور بھڑکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ قیامت کے دن ہم ان کو پابہ زنجیر کر کے انکے ہاتھوں کو ان کی گردنوں کے ساتھ جکڑ کر جہنم کے بھڑکتے شعلوں میں پھینک دیں گے۔ اس مختصر تخویف کے بعد طویل بشارت کا ذکر ہے۔

ف۵ ان الابرار۔ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور نیک بندوں کو ایسے خوش ذائقہ مشروب کے ساغر پیش کئے جائیں گے جن میں عرقِ کافور کی آمیزش ہوگی جس سے اسکی فرحت افزا قوّت، اس کی خوشبو اور برودت میں اضافہ ہوجائیگا۔ عینا یشرب بہ کافورا سے بدل ہے یعنی کافور جنت میں ایک چشمہ ہوگا جس کی آمیزش سے اللہ کے بندے جنت کے مشروبات کا لطف اٹھائیں گے اور وہ جہاں چاہیں گے نہایت آسانی سے اس کا چشمہ خود جاری کرلیں گے۔ یجرونہا اجراء سہلا حیث شاءوا من منازلھم وقصورھم (مظہری ج ۱۰ ص ۱۵۰) ۔

يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾ ع

مُردوں کو

سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ الدہر مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی اکتیس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

ع ۲ ۱۸ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا

کبھی گزرا ہے انسان پر ایک وقت زمانے میں کہ نہ تھا وہ کوئی چیز

مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ق صلے

جو زبان پر آتی ہم نے بنایا انسان کو ایک دورنگی بوند سے ف۱

نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۲﴾ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا

ہم پلٹتے رہے اسکو پھر کردیا اسکو ہمنے سننے والا دیکھنے والا ہم نے اس کو سمجھائی راہ یا

شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۟ وَ

حق ماننا ہے اور یا ناشکری کرتا ہے ہم نے تیار کر رکھی ہے منکروں کے واسطے زنجیریں اور

اَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ﴿۴﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ

طوق اور آگ دہکتی البتہ نیک لوگ پیتے ہیں پیالہ

كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ﴿۵﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ

جس کی ملونی ہے کافور یہ ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہیں بندے اللہ کے

يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۶﴾ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا

چلاتے ہیں وہ اسکی نالیاں ف۲ وہ پورا کرتے ہیں منت کو اور ڈرتے ہیں اس دن سے

كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ﴿۷﴾ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ

کہ اس کی برائی پھیل پڑے گی اور کھلاتے ہیں کھانا اس کی محبت پر

ف۶ یوفون بالنذر۔ یہ ماقبل کی علت ہی۔ ان آیتوں میں مومنوں کے ان اعمال صالحہ کا ذکر کیا گیا ہے جو مذکورہ بالا جزاء و ثواب کا موجب ہونگے۔ یوفون بالنذر۔ نذر سے وہ تمام عقود وعہود مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے عائد فرمائے ہوں یا انسان خود اپنے اوپر لازم کرلے النذر ھنا عام لما اوجبہ اللہ تعالیٰ وما اوجبہ العبد فیدخل فیہ الایمان وجمیع الطاعات (بحر ج ۸ ص ۳۹۵) المراد من النذر العھد والعقد (کبیر ج ۸ ص ۳۹۰) ویخافون یوما اعمال صالحہ بجالانے میں انکی نیت بخیر ہوتی ہے اور وہ محض خدا کی رضاجوئی کے لئے اور اس کے عذاب کے ڈر کی وجہ سے اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اور قیامت کے دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس کے اہوال وشدائد اور جس کی سختیاں ہمہ گیر ہوں گی۔ ابرار ومومنین اگرچہ قیامت کی سختیوں سے بفضلہ تعالیٰ محفوظ رہینگے لیکن شدت ہول محشر سے خائف اور مرعوب ضرور ہوں گے **ف۷** ویطعمون۔ حبہ کی ضمیر مجرور الطعام کی طرف راجع ہے یعنی وہ طعام کی محبت اور اس کی طلب واشتہار کے باوجود خود نہیں کھاتے بلکہ مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھلا دیتے ہیں۔ یا ضمیر مجرور ذات باری تعالیٰ سے کنایہ ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضا کے لئے کھانا کھلاتے ہیں۔ قال ابن عباس ومجاھد: علی قلتہ وحبھم ایاہ وشھوتھم لہ وقال الدارانی علی حبہ اللہ (قرطبی ج ۱۹ ص ۱۲۶) **ف۸** انما نطعمکم۔ جب وہ مسکین وغیرہم کو کھانا کھلاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہیں محض

موضح قرآن ف ایک شراب کی ندیاں ہیں ہر کسی کے گھر میں اور ایک اس میں ملتی ہے تھوڑی سی وہ اعلیٰ قسم ہے کسی کی ملونی کافور ہے ٹھنڈا خوشبو۔ کسی کی ملونی سونٹھ ہے گرم چرپرا یہ بھی چشمے خاص ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمن ف۱ منی مرد و منی زن و خون حیض از حالی بحالی میگردانیدیمش ۱۲۔ ف۲ یعنی جدولی ازاں ہر جا کہ خواہند ببرند ۱۲۔

لوجہ اللہ اور اسکی رضاجوئی کیلئے کھانا کھلاتے ہیں اور تم سے اس کا معاوضہ یا شکریہ نہیں چاہتے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور اس کی خوشنودی کے لئے خرچ کرنے والوں کی نیت ایسی ہی ہوتی ہے وہ اللہ کے سوا کسی سے اس کی جزاء کے طالب نہیں ہوتے۔ انا نخاف من ربنا عبوسا، یوما کی صفت ہے یعنی وہ دن جس میں کافروں کے چہرے شدّت ہول سے بگڑ جائیں گے۔ قمطریرا سخت اور شدید یہ بھی یوما کی صفت ہے وہ کہتے ہیں ہم تو اللہ کی طرف سے اس کٹھن اور شدید دن سے ڈرتے ہیں جس کے عذاب کی شدّت اور ناگواری سے کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے۔ یعنی وہ اہوال قیامت پر شدید ناگواری اور ترشروئی کا مظاہرہ کرینگے

۹ فوقٰھم ۔ فاء سببیہ ہے اور مستقبل کو لفظ ماضی سے قطعی اور یقینی ہونے کی وجہ سے تعبیر کیا ہے (مظہری) یعنی خوف خدا اور موجبات عذاب سے اجتناب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے شدائد سے محفوظ رکھیگا ولقّٰھم نضرۃ وسرورا اور عبوست و ترشروئی کے بجائے ان کو تازگی اور خوشی عطاء فرمائے گا۔ آخرت کی کامیابی پر ان کے چہرے فرط مسّرت سے جگمگا اٹھیں گے نضرۃ تازگی، رونق سرور، خوشی اور شادمانی **۱۰** وجزٰھم ایمان و طاعت پر ثابت قدم رہنے اور اللہ کی راہ میں شدائد و مصائب برداشت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو جنت اور ریشمی لباس بطور جزاء و انعام عطاء فرمائے گا۔ متکئین۔ ھم ضمیر منصوب کا حال ہے۔ ارائک، اریکۃ کی جمع ہے یعنی، تکیہ دار تخت جو پر تکلف فرش اور پردوں سے آراستہ ہوں۔ شمس گرمی، دھوپ، زمھریر سردی۔ اھل جنت پر تکلف اور عالیشان تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے اور جنت میں وہ سردی اور گرمی کی شدّت کا نام و نشان نہیں پائینگے یعنی وہ گرمی اور سردی کی ایذاء و مضرت سے محفوظ رہینگے **۱۱** ودانیۃ۔ یہ جنّۃ پر معطوف ہے اور جنّۃ مقدر کی صفت ہے یا یہ متکئین پر معطوف ہے اور حال واقع ہے۔ قال الزجاج ھو حال عطفا علیٰ متکئین وقال ایضا ویجوز ان یکون صفۃ للجنۃ فالمعنی وجزاھم جنۃ دانیۃ (بحر ج ۸ ص ۳۹۶) جنّت کے درختوں کے سائے ان سے بالکل قریب ہوں گے اور ان کے اس طرح تابع ہوں گے کہ جب وہ چاہیں گے لیٹے، بیٹھے، کھڑے ہاتھ بڑھا کر آسانی سے میوے تناول کرسکیں گے۔ (وذللت) سخرت للقائم و القاعد والمتکئ (مدارک) **۱۲** ویطاف علیھم اکواب کی دو صفتیں ذکر کی گئی ہیں اوّل قواریر، دوّم من فضۃ وہ پیالے بنے ہوئے تو چاندی کے ہوں گے، لیکن چمک اور صفائی میں شیشہ کی مانند ہوں گے جس طرح اب بھی دھاتوں میں ایسی صفائی اور چمک پیدا کرلی جاتی ہے کہ آئینہ کی طرح ان میں سے چہرہ نظر آتا ہے۔ غلمان جنّت، اہل جنت کو چاندی کے برتنوں میں ماکولات پیش کریں گے اور مشروبات چاندی کے ایسے ساغروں میں پیش

مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ﴿۸﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ

محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو ہم جو تم کو شہ کھلاتے ہیں سو خالص اللہ کی خوشی

مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ﴿۹﴾ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا

چاہنے کو نہ چاہیں ہم تم سے بدلا اور نہ چاہیں شکر گذاری ہم ڈرتے ہیں اپنے رب سے ایک دن اداسی

قَمْطَرِيْرًا ﴿۱۰﴾ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً

والے کو سختی پھر بچا لیا انکو اللہ نے برائی سے شہ اس دن کی اور ملادی انکو تازگی

وَّسُرُوْرًا ﴿۱۱﴾ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿۱۲﴾

اور خوش وقتی اور بدلا دیا انکو نہ ان کے صبر پر باغ اور پوشاک ریشمی

مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا

تکیہ لگائے بیٹھیں اس میں تختوں کے اوپر نہیں دیکھتے وہاں دھوپ اور نہ

زَمْهَرِيْرًا ﴿۱۳﴾ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا

ٹھر اور جھک رہیں ان پر للہ اسکی چھائیں اور پست کر رکھے ہیں اسکے گچھے

تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ

لٹکا کر اور لوگ لئے پھرتے ہیں ان کلہ کے پاس برتن چاندی کے اور

اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا۟ ﴿۱۵﴾ قَوَارِيْرَا۟ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا

آبخورے جو ہو رہے ہیں شیشے کے شیشے ہیں چاندی کے ماپ رکھا ہے

تَقْدِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ﴿۱۷﴾

ان کا ماپ ف اور انکو وہاں پلاتے ہیں پیالے ۱۳ جس کی ہوتی ہے سونٹھ

عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ﴿۱۸﴾ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ

ایک چشمہ ہے اس میں اسکا نام کہتے ہیں سلسبیل ف اور پھرتے ہیں ان کے پاس کلہ لڑکے

مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾ وَ

سدا رہنے والے جب تو ان کو دیکھے خیال کرے کہ موتی ہیں بکھرے اور

موضح قرآن ف۱ یعنی ان کے پیاس برابر شیشے پر روپیہ کے یعنے روپا ایسا شفاف جیسا شیشہ ف۲ اس کے معنی پانی صاف بہتا ہوا۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

کریں گے جو صفائی اور چمک میں آئینہ کی مانند ہوں گے اور ان میں مشروبات کی مقدار بالکل صحیح ان کے اشتہار کے مطابق ہو گی۔ نہ کم نہ زیادہ **۱۳ے** ویسقون فیھا۔ اہل جنت کو وہاں ایک اور مشروب پیش کیا جائیگا جس میں عرق زنجبیل (سونٹھ) کی آمیزش ہو گی۔ جنت میں زنجبیل کا بھی ایک چشمہ جاری ہوگا جس کو سلسبیل کہا جائیگا۔ جس کے معنی خوشگوار اور آسانی کے ساتھ حلق سے اترنے والے کے ہیں۔ قال مجاھد حدیدۃ الجری سلسلۃ سھلۃ المساغ (روح) کبھی ان کو عرق کافور کی آمیزش والا اور کبھی عرق زنجبیل کی آمیزش والا مشروب پیش کیا جائے گا

اِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿٢٠﴾ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ
جب تو دیکھے وہاں تو دیکھے نعمت اور سلطنت بڑی اوپر کی پوشاک ان کے کپڑے
سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۡ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ
ہیں باریک ریشم ۱۵ے کے سبز اور گاڑھے اور انکو پہنائے جائینگے کنگن چاندی کے
وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿٢١﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ
اور پلائے ان کو انکا رب شراب جو پاک کرے دل کو یہ ہے ۱۶ے تمہارا
جَزَاۗءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿٢٢﴾ ع اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ
بدلا اور کمائی تمہاری ٹھکانے لگی ہم نے اتارا ۱۷ے تجھ پر
الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿٢٣﴾ ۚ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ
قرآن سہج سہج اتارنا سو تو انتظار کر اپنے رب کے حکم کا اور کہنا مت مان ان میں
اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿٢٤﴾ ۚ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿٢٥﴾ ۖ وَ
کسی گنہگار یا ناشکر کا اور لیتا رہ نام ۱۸ے اپنے رب کا صبح اور شام اور
مِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿٢٦﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ
کسی وقت رات کو سجدہ کر اس کو اور پاکی بول اسکی بڑی رات تک یہ لوگ
يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَاۗءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿٢٧﴾ نَحْنُ
چاہتے ہیں جلدی ملنے والے کو ۱۹ے اور چھوڑ رکھا ہے اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو ہم نے
خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ
ان کو بنایا ۲۰ے اور مضبوط کیا انکی جوڑ بندی کو اور جب ہم چاہیں بدل لائیں ان جیسے لوگ
تَبْدِيْلًا ﴿٢٨﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَاۗءَ اتَّخَذَ اِلٰى
بدل کر یہ تو نصیحت ہے ۲۱ے پھر جو کوئی چاہے کر رکھے اپنے
رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿٢٩﴾ وَمَا تَشَاۗءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
رب تک راہ اور تم نہیں چاہو گے مگر جو چاہے اللہ بیشک اللہ ہے

ع ۲۲ ۱۹

۱۴ے ویطوف علیھم۔ انکی خدمت کے لئے حسین و جمیل لڑکے ان کے آگے پیچھے ہوں گے انکا حسن و جمال اور جذبۂ خدمت دائمی ہوگا اور ان کی خوبیوں میں کبھی کوئی فرق رونما نہیں ہوگا۔ یہ غلمان جنت اس قدر حسین و جمیل ہوں گے کہ ان کو دیکھ کر ان کے چہروں کی صفائی اور چمک دمک کی وجہ سے ان پر سچے موتیوں کا گمان ہوگا اور ایسا معلوم ہوگا کہ جنت میں سچے اور آبدار موتی بکھرے پڑے ہیں۔
واذا رأیت ثم۔ شرط۔ رأیت نعیما الخ جزاء۔ جب تم اس جگہ کو دیکھوگے تو وہ کوئی معمولی جگہ نہ ہوگی بلکہ وہاں تم ہر نعمت فراواں پاؤگے اور وہاں تم ایک عظیم ملک اور سلطنت دیکھوگے۔ ہر مومن کو جو جنت ملیگی وہ اپنی جگہ ایک نہایت وسیع اور عظیم ملک ہوگا جسمیں ہر نعمت اور آسائش میسر ہوگی

۱۵ے عٰلیھم۔ عَالِیَ یہاں چونکہ فوق کو مفہوم میں استعمال ہوا ہے اس لئے اعراب میں بھی اسی بنا پر (بنا بر ظرفیت) منصوب ہے اور یہ خبر مقدم ہے اور ثیاب سندس مع معطوفات مبتداء مؤخر ہے (کبیر) سندس باریک دیباج استبرق موٹا دیباج۔ (مظہری) اہل جنت کے اوپر یعنی انکے زیب تن باریک ریشم کا سبز لباس ہوگا اور جب چاہیں گے موٹے اور دبیز ریشم کا لباس زیب تن کریںگے اور ان کو ہاتھوں میں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کو شراب طہور پلایا جائیگا۔ شراب طہور ایک ایسا مشروب ہوگا جسے وہ کھانا تناول کرنے کے بعد پئیں گے تو تمام کھانا فوراً ہضم ہوکر کستوری کا پسینہ بن جائیگا اور ان کی طبعیتیں بالکل ہلکی پھلکی ہوجائینگی (قرطبی)

۱۶ے ان ھذا۔ جنت کی یہ تمام نعمتیں اور آسائشیں تمہارے ایمان و عمل کی جزاء ہے اور تمہاری تمام نیک کوششوں کی قدر کی گئی اور یہ سب اسی کی جزاء ہے۔ دنیا میں تم نے اپنے ایمان و عمل کا کسی سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کیا اور نہ کسی سے اپنے عملوں پر شکرگذاری اور خراج تحسین کی خواہش کی۔ آج ہم نے تمہارے تھوڑے کاموں پر زیادہ اجر و ثواب عطا کیا ہے۔

۱۷ے انا نحن۔ یہ سورت کا دوسرا حصہ ہے۔ ہم نے آپ پر تھوڑا تھوڑا کرکے قرآن نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو تبلیغ کریں۔ مسئلہ توحید ان کو سمجھائیں حشر و نشر اور جزاء و سزاء سے ان کو آگاہ کریں۔
فاصبر لحکم ربک۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر تبلیغ توحید اور ادائے رسالت کا جو حکم صادر فرمایا اسکی

خاطر مخالفین کی طرف سے پہنچنے والی ایذاؤں اور تکلیفوں پر صبر کیجیے اور راہ حق میں آنے والے شدائد و مصائب کو مردانہ وار برداشت فرمائیے۔ ان مشرکین میں سے کسی مجرم اور کفر و شرک کے داعی کی بات نہ مانئے گا۔ عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن مغیرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ آپ توحید کی تبلیغ سے باز آجائیں اور رسالت کا کام چھوڑ دیں تو ہم مال و دولت اور حسبِ منشا رشادی سے آپ کو راضی کر دینگے۔ اس آیت میں آپ کو ان فساق و فجار کی بات ماننے سے منع کیا گیا ہے۔

۱۸ واذکر اسم ربك۔ یہ اصل دعوٰی یعنی مسئلہ توحید کا بیان ہے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی دعا پکار میں لگا رہ اور اللہ تعالیٰ کی شرک سے تنزیہ و تقدیس میں مصروف رہ۔ سجدہ، رکوع اور ہر قسم کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے بجالا۔ اسکی توحید کی تبلیغ کر اور شرک سے لوگوں کو دُور رہنے کی تلقین کر۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ان آیتوں میں پانچوں نمازوں اور نماز تہجد کی طرف اشارہ ہے۔ بکرۃ سے نماز فجر، اصیلا سے نماز ظہر و عصر، من اللیل سے نماز مغرب و عشا اور سبحہ لیلا طویلا سے نماز تہجد کی طرف اشارہ ہے (کبیر)۔

۱۹ ان ھؤلا۔ یہ منکرین توحید و قیامت پر زجر ہے اور اس میں سورۃ قیامت کی آیتوں کلا بل تحبون العاجلۃ ۝ وتذرون الاخرۃ ۝ کے مضمون کا اعادہ ہے۔ یہ لوگ صرف دنیا کے منافع چاہتے ہیں اور قیامت کے کٹھن اور ہولناک دن کو پس پشت ڈال رہے ہیں۔ وہ دنیوی زندگی ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں اس لئے ان کی تمام تگ و دو دنیا کی تحصیل کیلئے ہے اور آخرت پر چونکہ ان کا ایمان ہی نہیں، اس لئے وہ اس سے بے اعتنائی برت رہے ہیں اور اس کے لئے کوئی تیاری نہیں کر رہے۔

۲۰ نحن خلقنٰھم۔ ہم ہی نے ان کو پیدا کیا ہے اور انکی خلقت کو محکم اور استوار بنایا ہے اور جب ہم چاہیں گے ان کی جگہ ان کی مانند اوروں کو لے آئیں گے۔ پیدا کرنے اور پھر مارنے اور مرنے والوں کی جگہ دوسروں کو لانے کا یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہی کا کرشمہ ہے اور اس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔ جس طرح ہم نے ان کو پہلے پیدا کر لیا اسی طرح جب چاہیں گے قیامت کے دن ان کو دوبارہ پیدا کر لیں گے اسی واذا شئنا بعثنٰھم یوم القیامۃ وبدلنٰھم فاعدناھم خلقا جدیدا ۝ (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۵۸)

۲۱ ان ھٰذہٖ۔ یہ جو کچھ ذکر کیا گیا ہے وہ عبرت و نصیحت کے لئے کافی ہے۔ اب جو چاہے اس کو مان کر اور اس پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کا راستہ یعنی اسلام اور توحید کا راستہ اختیار کر لے۔ وما تشاءُون لیکن تمہارا ارادہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے صرف وہی ہدایت پر آئے گا جس کے ہدایت پر آنے کے ساتھ ارادۂ خداوندی متعلق ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ صرف ان لوگوں کی ہدایت سے متعلق ہوتا ہے جو منیب ہوں اور انصاف و اخلاص کے ساتھ راہ ہدایت کے طالب ہوں جیسا کہ ارشاد ہے۔
ویھدی الیہ من ینیب ۝ (شوریٰ، ع ۲) اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے اور اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔

۲۲ یدخل من یشاء۔ یہ مومنوں کے لئے بشارت ہے وہ جسے چاہتا ہے یعنی جو اس کی طرف انابت کرتے ہیں ان کو اپنی رحمت میں داخل فرما لیتا ہے اور ان کو قبول حق کی اور حق پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے والظلمین اعدلھم۔ یہ کافروں کے لئے تخویف ہے اور کفار و مشرکین کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

سورۃ الدہر میں آیات توحید

۱۔ واذکر اسم ربك ــــ تا ــــ وسبحہ لیلا طویلا ۝ نفی شرک فی العبادۃ۔

سورۃ المرسلات

ربط سورۂ دہر میں پیدا کرنے کا نمونہ ذکر کیا گیا تاکہ اس سے حشر و نشر کا مسئلہ سمجھا جا سکے۔ اب سورۂ مرسلات میں بطور ترقی حشر و نشر کے بعد ثواب و عذاب کا نمونہ ذکر کیا جائے گا۔ و المرسلات عرفا ـــــ تا ـــــ انما توعدون لواقع ۰ دیکھو! یہ ہوائیں کہیں نرم چلتی ہیں اور کہیں تُند، اسی طرح آخرت میں کسی کے ساتھ نرمی ہوگی اور کسی سے سختی۔

خلاصہ

والمرسلات عرفا ـــــ تا ـــــ انما توعدون لواقع ۰ یہ آخرت میں نرمی اور سختی کا ایک دنیوی نمونہ ہے۔ فاذا النجوم طمست ـــــ تا ـــــ ویل یومئذ للمکذبین ۰ یہ تخویف اخروی ہے۔ یہ معاندین اب تو نہیں مانتے لیکن جب قیامت بپا ہوگی تو ان کے ہوش ٹھکانے آجائیں گے، مگر اس وقت ان کا بہت بُرا حال ہوگا۔ الم نہلک الاولین ۰ ـــــ تا ـــــ کذلک نفعل بالمجرمین ۰ یہ تخویف دنیوی ہے جس طرح ہم نے پہلے مکذبین کو ہلاک کیا ہے۔ اسی طرح ہم پچھلوں کو بھی ہلاک کر دیں گے۔ الم نخلقکم من ماء مھین ۰ ـــــ تا ـــــ فقدرنا فنعم القادرون ۰ حشر و نشر پر پہلی عقلی دلیل۔ جس طرح ہم نے پہلے تمہیں ایک حقیر پانی (نطفہ) سے پیدا کر لیا تھا اسی طرح ہم تمہیں دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہیں۔ الم نجعل الارض کفاتا دوسری عقلی دلیل۔ وجعلنا فیہا رواسی شمخت۔ تیسری عقلی دلیل واسقینکم ماء فراتا ۰ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے۔ ہم نے زمین کو زندوں اور مُردوں کی جامع بنایا۔ اس پر اونچے اونچے پہاڑ رکھ دیئے اور تمہارے پینے کے لئے میٹھا پانی مہیا کر دیا، کیا اب بھی اس کی ناشکری کروگے۔ اس کی توحید اور اسکی قدرت کاملہ کا انکار کروگے۔ انطلقوا الی ماکنتم ـــــ تا ـــــ فان کان لکم کید فکیدون ۰ تخویف اخروی۔ جہنم کے عذاب کی بعض تفصیلات۔

ان المتقین فی ظلل وعیون ۰ ـــــ تا ـــــ انا کذلک نجزی المحسنین ۰ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ مومنوں کے لئے جنت میں ٹھنڈی چھاؤں، مشروبات کے چشمے اور حسب منشا میوے ہوں گے۔ کلوا و تمتعوا قلیلا انکم مجرمون تا آخر۔ کافروں کے لئے زجر و توبیخ ہے۔

۱ والمرسلات عرفا۔ مرسلات اور باقی الفاظ سے بعض نے فرشتے مراد لئے ہیں اور بعض کے نزدیک ان سے ہوائیں مراد ہیں۔ امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں زیادہ ظاہر یہی ہے والاظہر ان المرسلات ھی الریاح الخ (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۵۹) حضرت ابن مسعود رض، ابن عباس رض، مجاہدؒ، قتادہ اور ابوصالح رح سے بھی منقول ہے۔ (ایضا) عرفا حال ہے بمعنی متتابعۃ (کبیر) یا عرفا سے احسان و معروف مراد ہے (بیضاوی) قسم ہے ان ہواؤں کی جو چھوڑی جاتی ہیں احسان و معروف کے ساتھ، مراد رحمت کی ہوائیں ہیں جو نرم و خنک ہوتی ہیں فالعصفت عصفا پھر قسم ہے ان ہواؤں کی جو نہایت تُند ہوتی ہیں۔ والنشرت نشرا قسم ہے ان ہواؤں کی جو بادلوں کو لے کر چلتی ہیں فالفرقت فرقا پھر بادلوں کو تقسیم کر دیتی اور جدا جدا کر دیتی ہیں۔ فالملقیت ذکرا۔ پھر ڈالنے والی ہیں نصیحت کو۔ ان ہواؤں میں بھی عبرت اور نصیحت ہے جس طرح یہ ہوائیں نرم بھی چلتی ہیں اور تُند بھی۔ رحمت بھی لاتی ہیں اور عذاب بھی بس ان شواہد کو دیکھ کر سمجھ لو کہ آخرت میں بھی کسی کے ساتھ نرمی ہوگی اور کسی کے ساتھ سختی ہوگی کوئی مورد رحمت ہوگا اور کوئی مورد عذاب۔ عذرا او اسطے دفع کرنے عذر کے تاکہ کوئی عذر نہ کر سکے اس لئے دنیا میں اس کا نمونہ بتا دیا گیا۔ نذرا۔ کافروں کو ڈرانے کے لئے۔ اگر کفار بارش کو سیاروں سے منسوب کر دیں تو ہوائیں بھی ان کے عذاب کا سبب بن جاتی ہیں نذرا للکفار تخویفا لھم والریاح سبب لوعید الکفار بالعذاب اذا اسند والمطر الی الانواء مثلا (مظہری ج ۱۰ ص ۱۶۵)

انما توعدون لواقع یہ جواب قسم ہے۔ یہ شواہد اس کی دلیل ہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے یعنی ثواب و عذاب وہ ضرور واقع ہوگا۔ یہ سورت کا دعویٰ ہے علی سبیل الترقی۔

كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٣٠﴾ يُدْخِلُ مَنْ يَشَآءُ فِي رَحْمَتِهِ ؕ

سب کچھ جاننے والے حکمتوں والا داخل کرلے جس کو چاہے اپنی رحمت میں

وَالظّٰلِمِينَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيمًا ﴿٣١﴾

اور جو گنہگار ہیں تیار ہے ان کیواسطے عذاب دردناک

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ مرسلات سلہ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی پچاس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ٣

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿١﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿٢﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ

قسم ہے چلتی سے ہواؤں کی دلکو خوش آتی پھر جھونکا دینے والیوں کی زور سے پھر ابھارنیوالیوں کی

نَشْرًا ﴿٣﴾ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ﴿٤﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ﴿٥﴾ عُذْرًا

اٹھا کر پھر پھاڑنیوالیوں کی بانٹ کر پھر فرشتوں کی جو اتار کر لائیں وحی الزام اتارنے

اَوْ نُذْرًا ﴿٦﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ﴿٧﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ

کو یا ڈرسنانے کو مقرر جو تم سے وعدہ ہوا وہ ضرور ہونا ہے ف پھر جب کہ تارے

طُمِسَتْ ﴿٨﴾ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ﴿٩﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ

مٹائے جائیں اور جب آسمان میں جھرو کے پڑ جائیں اور جب پہاڑ

نُسِفَتْ ﴿١٠﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿١١﴾ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿١٢﴾

اڑا دیئے جائیں اور جب رسولوں کا وقت مقرر ہو جائے ف کس دن کے واسطے ان چیزوں میں دیر

لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿١٣﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿١٤﴾ وَيْلٌ

اس فیصلے کے دن کیواسطے اور تو نے کیا بوجھا کیا ہے فیصلے کا دن خرابی ہے

يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١٥﴾ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ

اسدن جھٹلانیوالوں کی کیا ہمنے نہیں سلہ مار کھپایا پہلوں کو پھر

ع ٢ ٩ ٢٠

منزل ٧

١ بشارت ١٢
٢ تخویف ١٢
٣ آخرت میں بھی اور سختی کا دنیوی نمونہ ١٢
٤ تخویف اخروی ١٢
٥ تخویف دنیوی ١٢

٣ فاذا النجوم۔ یہ تخویف اخروی ہے اور اس میں قیامت کا ہولناک منظر بیان کیا گیا ہے اور یہ انما توعدون سے متعلق ہے حاصل یہ کہ جزاء اور سزا ضرور ہوگی۔ یہ معاندین اب تو نہیں مانتے لیکن جب قیامت قائم ہوگی تو ان کا کیا حال ہوگا جب تارے بے نور کر دیئے جائیں گے اور آسمان ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائینگے اور پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے اور انبیاء و رسل علیہم السلام کو میعاد مقررہ پر جمع کیا جائے گا۔ ان کو یہ میعاد کس دن کے لئے دی گئی تھی؟ لیوم الفصل یہ ماقبل کا بیان ہے یعنی ان کو یہ میعاد مخلوق کے درمیان فیصلہ کے دن کے لئے دی گئی تھی۔ یہی وہ دن ہے جس کے وہ منتظر تھے۔ وما ادرٰک ما یوم الفصل یہ سوال قیامت کی شدت و عظمت کے اظہار کے لئے ہے تمہیں کیا معلوم وہ فیصلہ کا دن کیا ہے اس کا تو بیان بھی نہیں ہو سکتا ویل یومئذ للمکذبین ان جھٹلانے والوں کے لئے ہلاکت اور ویل ہے کہ ایسے ہولناک دن سے بھی نہیں ڈرتے۔

٤ الم نهلك۔ یہ تخویف دنیوی ہے ذرا ان سے پوچھو تو سہی کیا ہم نے ان سے پہلے سرکشوں اور معاندوں کو ہلاک نہیں کیا۔؟

ثم نتبعهم الاخرين یہ استیناف ہے اور اس میں اہل مکہ کے لئے وعید ہے۔ ان اولین کی طرح ہم ان باقیوں کو بھی ہلاک کریں گے کیونکہ مجرموں کے ساتھ ہم یہی کچھ کرتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود وہ پھر بھی نہیں مانتے اور مکذبین کے لئے تو ہے ہی ہلاکت اور ویل۔ رفع على الاستيناف و هو وعيد لاهل مكة واخبار بعد الهجرة كبدر كانه قيل ثم نحن نفعل بامثالهم من الآخرين مثل ما فعلنا بالاولين الخ (روح ج ٢٩ ص ١٧٤)

٥ الم نخلقكم۔ یہ حشر و نشر پر عقلی دلیل ہے۔ ان سے پوچھو تو سہی کیا ہم نے ان کو ایک حقیر اور ناپاک پانی سے پیدا نہیں کیا؟ اس نطفہ کو ایک میعاد معین تک جائے قرار (رحم) میں رکھا۔ پھر اس کے بارے میں ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا۔ رحم مادر میں اس کے ٹھہرنے کی مدت اس کی عمر، اس کا عمل، اس کا رزق اور اس کی سعادت و شقاوت وغیرہ۔ ہم کیسے ہی قادر ہیں کہ کوئی چیز ہماری قدرت اور دسترس سے باہر نہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہم حشر و نشر پر بھی قادر ہیں تو ان لوگوں کے لئے اس دن ہلاکت اور بربادی ہوگی جو حشر و نشر کا یا اس پر ہماری قدرت کا انکار کرتے ہیں۔

موضح قرآن ف ایک باؤ چلتی ہے ٹھنڈی مینہ کا نشان ایک تند آندھی جو دبی مٹی کو ابھارے ایک ابر کو ملک ملک بانٹے اور فرشتے اتارتے ہیں قرآن کا نزول سے الزام اتارنا منظور ہے کہ نہ کہیں ہم کو خبر نہ تھی۔ اور جن کی قسمت میں ایمان ہے ان کو ڈر سنانا تا ایمان لاویں ١٢ منہ رحمہ اللہ تعالی ف یعنی ہر امت کا حساب باری باری لینا ٹھہرے۔ ١٢ منہ رح۔

٦ الم نجعل الارض۔ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ کفات اسم جنس ہے یا اسم آلہ، یعنی جمع کرنے والی اور سمیٹنے والی۔ زندوں کو
اپنی پیٹھ پر اور مُردوں کو اپنے پیٹ میں جمع کرنیوالی۔ الم نجعلہا کفاتا تکفت و تجمع احیاء کثیرۃ علی ظھرھا و امواتا غیر محصورۃ فی
بطنھا (روح) وجعلنا فیہا رواسی شمخت یہ تیسری دلیل عقلی ہے۔ واسقینکم ماء فراتا یہ چوتھی دلیل عقلی ہے۔ شمخت بلند و بالا
فرات میٹھا پانی فراتا عذبا (مدارک) ان سے پوچھو تو سہی کیا ہم نے زمین نہیں بنائی جو بیشمار مخلوق کو اٹھائے ہوئے ہے اور ایک غیر محدود مخلوق موت
کے بعد اس کے پیٹ میں سمائی ہوئی ہے اور پھر
اس پر بلند و بالا پہاڑ بھی رکھ دیئے ہیں اور تمہیں
چشموں اور ندی نالوں سے میٹھا اور خوشگوار پانی
مہیا کر دیا ہے تو کیا بعث بعد الموت اس سے
زیادہ مشکل ہے کہ ہماری قدرت ہی سے خارج
ہے؟ ای خلقنا الجبال و انزلنا الماء الفرات
و ھذہ الامور اعجب من البعث (قرطبی
ج ۱۹ ص ۱۶۰) ان دلائل واضحہ کی موجودگی میں
بھی وہ نہیں مانتے تو ان کے لئے اس دن ویل
اور ہلاکت ہوگی۔
٧ انطلقوا۔ یہ تخویف اخروی ہے قیامت
کے دن کافروں سے کہا جائے گا کہ اب اس عذاب
کی طرف چلو جس کا دنیا میں انکار کیا کرتے تھے
یعنی جہنم میں داخل ہونے کے لئے چلو اگر تمہارا
خیال ہو کہ وہاں بچاؤ کیلئے کوئی سایہ یا آڑ ہوگی
تو سن لو ہاں، وہاں سایہ ہوگا لیکن درختوں کا نہیں
بلکہ جہنم کی آگ کے دھوئیں کا جو تین شاخوں میں
اوپر اٹھیگا، کیونکہ دھوئیں کی یہ خاصیت ہے کہ
جب وہ زور سے نکلتا ہے تو اوپر جا کر متعدد
شاخوں میں بٹ جاتا ہے لاظلیل یہ ظل کی
صفت ہے وہ سایہ ایسا نہیں ہوگا جیسا کہ دھوپ
سے بچانے والا سایہ ہوتا ہے اور نہ وہ کسی قدر
آگ کے شعلوں کی تپش ہی سے کچھ مفید ہوگا۔
٨ انہا یہ آتش جہنم کی چنگاروں کا بیان
ہے۔ جہنم اونچے اونچے محلات کی مقدار میں
چنگاریاں پھینکے گی۔ اور وہ چنگاریاں قطار در قطار
اڑیں گی جیسے کہ زرد اونٹوں کی قطاریں ہوں۔ اس
دن جھٹلانے والوں کے لئے ویل ہے۔ جمالۃ
جمل کی جمع یا اس کی اسم جمع ہے۔ (روح)
٩ ھذا یوم۔ یہ دن ایسا ہولناک ہوگا کہ کافروں پر اس کی دہشت کی وجہ سے سکتہ چھا جائے گا اور وہ بول بھی نہیں سکیں گے اور نہ
ان کو کوئی عذر و بہانہ پیش کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ بس اس دن ان کے لئے ہلاکت اور ویل ہی ہوگی۔ نطق کی نفی سے یا تو نطق مفید کی نفی
مراد ہے یا مراد یہ ہے کہ بعض مواطن حشر میں وہ حیرت و دہشت کی وجہ سے بول نہ سکیں گے اور بعض مواقع پر وہ کلام کر سکیں گے نطقا یفیدھم

نُتْبِعُهُمُ الْآخِرِينَ ﴿١٧﴾ كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ﴿١٨﴾
ان کے پیچھے بھیجتے ہیں پچھلوں کو ہم ایسا ہی کیا کرتے ہیں گنہگاروں کے ساتھ
وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿١٩﴾ أَلَمْ نَخْلُقْكُمْ مِنْ مَاءٍ
خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی کیا ہم نے نہیں بنایا تمکو ایک بےقدر
مَهِينٍ ﴿٢٠﴾ فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارٍ مَكِينٍ ﴿٢١﴾ إِلَىٰ قَدَرٍ
پانی سے پھر رکھا اس کو ایک جمے ہوئے ٹھکانے میں ایک وعدہ مقرر
مَعْلُومٍ ﴿٢٢﴾ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَادِرُونَ ﴿٢٣﴾ وَيْلٌ
تک پھر ہم اس کو پورا کر سکے سو ہم کیا خوب سکت والے ہیں خرابی ہے
يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٤﴾ أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا ﴿٢٥﴾
اس دن جھٹلانے والوں کی کیا ہم نے نہیں بنائی زمین سمیٹنے والی
أَحْيَاءً وَأَمْوَاتًا ﴿٢٦﴾ وَجَعَلْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ شَامِخَاتٍ وَ
زندوں کو اور مردوں کو اور رکھے ہم نے زمین میں بوجھ کیلئے پہاڑ اونچے
أَسْقَيْنَاكُمْ مَاءً فُرَاتًا ﴿٢٧﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٨﴾
اور پلایا ہم نے تمکو پانی میٹھا پیاس بجھانیوالا خرابی ہے اسدن جھٹلانے والوں کی
انْطَلِقُوا إِلَىٰ مَا كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢٩﴾ انْطَلِقُوا إِلَىٰ
چلو کر کے دیکھو جس چیز کو تم جھٹلاتے تھے چلو ایک
ظِلٍّ ذِي ثَلَاثِ شُعَبٍ ﴿٣٠﴾ لَا ظَلِيلٍ وَلَا يُغْنِي مِنَ
چھاؤں میں جس کی تین پھانکیں ہیں نہ گھری چھاؤں اور نہ کچھ کام آئے
اللَّهَبِ ﴿٣١﴾ إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿٣٢﴾ كَأَنَّهُ
تپش میں ف وہ آگ سے پھینکتی ہے چنگاریاں جیسے محل ف گویا وہ
جِمَالَتٌ صُفْرٌ ﴿٣٣﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿٣٤﴾
اونٹ ہیں زرد خرابی ہے اسدن جھٹلانے والوں کی

۱ ترجمہ پہلی عقلی دلیل ۱۲
۲ دوسری عقلی دلیل ۱۲
۳ تیسری عقلی دلیل ۱۲
۴ چوتھی عقلی دلیل ۱۲
۵ تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ چھاؤں کی تین پھانکیں یعنی پھٹی ہوئی جس میں سے گرمی آتی رہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ یعنی اونچی ہوتی ہیں چنگاریاں محل کے برابر۔

اولا ینطقون شیئا من فرط الدهشة والحیرة وهٰذا فی بعض المواقف وینطقون فی بعضها (مظہری ج ۱۰ ص ۱۶۹) **ف١٠** هٰذا یوم الفصل ۔ یہ تمہارے فیصلے کا دن ہے جس میں ہم نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو اکٹھا کیا ہے تاکہ تمہارے درمیان آخری فیصلہ کیا جائے ۔ اب اگر کوئی حیلہ بہانہ کر سکتے ہو تو کر کے دیکھ لو مگر آج کوئی حیلہ کام نہیں آئیگا اور عذاب خداوندی سے بچنے کی تمہاری ہر تدبیر ناکام ہوگی ۔ یہ دن تو تم ایسے مکذبین کی ہلاکت کا دن ہے ۔ اذلا حیلة لهم فی التخلص من العذاب (بیضاوی) **ف١١** ان المتقین یہ بشارت اخرویہ ہے کفار و مشرکین کے مقابلہ میں مومنوں اور شرک سے بچنے والوں کو جنت میں ہر قسم کی،

هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾

یہ وہ دن **ف٩** ہے کہ نہ بولیں گے اور نہ ان کو حکم ہو کہ توبہ کریں

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ

خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی یہ ہے دن **ف١٠** فیصلے کا

جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ

جمع کیا ہم نے تمکو اور اگلوں کو پھر اگر کچھ داؤ ہے تمہارا

ع ۱ / ۲۱

فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ ع اِنَّ

تو چلا لو مجھ پر خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی البتہ

بشارت اخرویہ ١١

الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ ط

جو ڈرنے **ف١١** والے ہیں وہ سایوں میں ہیں اور نہروں میں اور میوے جس قسم کے وہ چاہیں

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا

کھاؤ اور پیو مزے سے بدلا اُن کاموں کا جو تم نے کئے تھے ہم

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

یونہی دیتے ہیں بدلا نیکی والوں کو خرابی ہے اس دن

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ

جھٹلانے والوں کی کھالو اور **ف١٢** برت لو تھوڑے دنوں بے شک تم

مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا

گنہگار ہو خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی اور جب

زجر و توبیخ برائے کفار ١٢

قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

کہیئے **ف١٣** ان کو جھک جاؤ نہیں جھکتے خرابی ہے اس دن

ع ۲ / ۲۲

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾

جھٹلانے والوں کی اب **ف١٤** کس بات پر اسکے بعد یقین لائیں گے

راحت اور ہر نعمت میسر ہوگی وہ جنت میں ٹھنڈی چھاؤں کے مزے لیں گے ۔ ہر نوع مشروب کے ابلتے چشموں سے لطف اندوز ہونگے اور جس قسم کے میووں اور پھلوں کی خواہش کرینگے وہ حاضر کر دیئے جائیں گے ۔ حاصل یہ کہ ان کو جنت میں ہر قسم کی راحت اور ہر نعمت حاصل ہوگی ۔ کلوا واشربوا اس سے پہلے یقال لهم محذوف ہے یا یہ حال ہے بتاویل مقولا لهم (روح، مدارک) ان سے کہا جائیگا آج مزے سے کھاؤ پیو اور یہ تمہارے ان نیک عملوں کا صلہ ہے جو دنیا میں تم نے سرانجام دیئے ۔ ہم نیک کام کرنیوالوں کو اسی طرح انعام دیا کرتے ہیں لیکن جھٹلانیوالوں کیلئے آج ویل اور عذاب کے سوا کچھ نہیں **ف١٢** کلوا و تمتعوا ۔ یہ مکذبین کیلئے زجر و تخویف ہے اگر یہ کلام قیامت کے دن کہا جائیگا تو اس سے پہلے کان یقال لهم فی الدنیا مقدر ہوگا یا یہ خطاب دنیا میں ہے یعنی دنیا میں کھا پی لو اور دنیوی ساز و سامان کے فوائد و منافع چند روزہ حاصل کر لو، تم مجرم ہو اور مجرموں کے لئے آخرت میں ویل اور ہلاکت ہے **ف١٣** واذا قیل جب ان سے کہا جاتا ہے کہ کبر و غرور چھوڑ دو اور اللہ کے سامنے عاجزی کرو اس پر ایمان لے آؤ اور اسکے اوامر و نواہی کے سامنے سر تسلیم جھکا دو تو وہ اسپر آمادہ نہیں ہوتے اور عناد و تعنت اور غرور و استکبار سے باز نہیں آتے ۔ تو بھلا ایسے معاندین و مکذبین کیلئے اس دن ہلاکت اور تباہی کے سوا کیا ہوگا ۔ اخشعوا للّٰہ وتواضعوا الیه بقبول وحیه واتباع دینه ودعوا هٰذا الاستکبار (مدارک) یا مطلب یہ ہے آخرت میں ان سے کہا جائیگا کہ سجدہ کرو تو وہ سجدہ نہیں کر سکینگے ۔ یہ تفسیر حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے ۔ پہلی تفسیر حضرت قتادہ سے منقول ہے ۔ وقال ابن عباس انما یقال لهم هٰذا فی الاٰخرة حین یدعون الی السجود فلا یستطیعون ۔ قتادة ۔ هٰذا فی الدنیا (قرطبی ج ۱۹ ص ۱۶۷) **ف١٤** فبای حدیث ۔ یہ معاندین قرآن ایسی معجز، فصیح و بلیغ، دلائل عقل و نقل اور شواہد آفاق و انفس سے لبریز کتاب پر ایمان نہیں لائے تو اس کے بعد وہ کس کتاب پر ایمان لائینگے ۔ یعنی قرآن کے بعد کوئی پند و نصیحت ان پر اثر انداز نہیں ہو سکتی اس لئے اب ان کا ایمان لانا امکان سے خارج ہے کیونکہ ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے ۔